پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز
کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2019-2020ء

بینک دولت پاکستان

بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر رضا باقر	گورنر و چیئرمین
جناب نوید کامران بلوچ	سیکریٹری فنانس
جناب عاطف آر بخاری	رکن
جناب اعظم فاروق	رکن
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

نامۂ ترسیل

09 جولائی 2020ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9اے (2) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20-2019ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد صادق سنجرانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

09 جولائی 2020ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9اے(2) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20-2019ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

اسد قیصر

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب

1۔ عمومی جائزہ	وقاص احمد، محمد عمر
2۔ حقیقی شعبہ	وقاص احمد، خرم اشفاق بلوچ، طلحہ ندیم
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	اسماخالد، فاطمہ خالق، امجد علی، جنید کمال، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	محمد مظہر خان، سید ذوالقرنین حسین، حرا غفار، محمد اجلال خان
5۔ بیرونی شعبہ	محمد عمر، محمد ادریس، علی رضا مہدی، سرمد الٰہی، محمد فرحان اکبر
خصوصی سیکشن	اسماخالد، احمد مبین

پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت، پیداواریت بڑھانے میں مسائل اور دشواریاں

منتظم مطبوعہ: وقاص احمد، محمد عمر

ڈائریکٹر: عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	مرتضیٰ سید (چیئرمین)، محمد علی چوہدری، عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، محمد جاوید اسماعیل، عزیز اللہ خٹک، محمد فاروق عاربی، محمود الحسن خان، اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	محمد سلیم سیٹھی (چیئرمین)، اعظم فاروق

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات؛ اور نقل وحمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

تبصروں اور سوالات کے لیے: quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف علی

فیضان رحیم

فہرست

صفحہ نمبر

1	**عمومی جائزہ**	**1**
2	**حقیقی شعبہ**	**07**
2.1	جی ڈی پی کی نمو	07
2.2	زراعت	08
2.3	صنعت	13
2.4	خدمات	19
3	**مہنگائی اور زری پالیسی**	**25**
3.1	زری پالیسی	25
3.2	زری مجموعے	27
3.3	نجی شعبے کو قرضہ	32
3.4	مہنگائی	37
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**47**
4.1	محاصل	47
4.2	اخراجات	53
4.3	صوبائی مالیاتی کارروائیاں	55
4.4	سرکاری قرضہ	57

5	**بیرونی شعبہ**	**63**
5.1	جاری کھاتہ	63
5.2	مالی کھاتہ	65
5.3	شرحِ مبادلہ اور زرِ مبادلہ کے ذخائر	70
5.4	تجارتی کھاتہ	71
6	**خصوصی سیکشن:** پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت، پیداواریت بڑھانے میں مسائل اور دشواریاں	**83**
ضمیمہ:	اعداد و شمار کی توضیح	111
فرہنگ		115

باکس 2.1 : پاکستان میں ٹڈی دَل کے حملوں سے خطرات	11
باکس خ 1.1: تا زندگی سیکھنے کی اہمیت	87
باکس خ 1.2: پاکستان میں کاروباری ادارے پھلنے پھولنے کے بجائے بقا پر کیوں توجہ مرکوز کرتے ہیں؟	
کیا تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم میں مارکیٹ کی ناکامیاں موجود ہیں؟	98

1 عمومی جائزہ

جب معیشت مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں داخل ہوئی تو کورونا وائرس کی وبا کی بنا پر ہونے والی بندشوں نے منفی اثرات ڈالنا شروع کردیے ورنہ حالیہ دور میں استحکام کے ضروری اقدامات کے بعد معاشی پیش رفت سازگار تھی۔ حقیقی، مالیاتی اور بیرونی شعبوں میں بگاڑ آیا لیکن مہنگائی کے منظرنامے میں بہتری ایک استثنا تھی۔ سہ ماہی کے اواخر کے قریب پیداواری اور خردہ سرگرمیاں دونوں معطل ہوکر رہ گئیں اور معاشی سرگرمی میں نمایاں سکڑاؤ آیا(**جدول 1.1**)۔ کووڈ 19 کا دھچکا اتنا شدید تھا کہ 68 سال بعد پاکستان کی حقیقی جی ڈی پی کا عبوری تخمینہ مالی سال 20ء کے لیے 0.4 فیصد منفی نمو لگایا گیا۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

		م س18ء[ح]	م س19ء[ن]	م س20ء[ع]
شرحِ نمو (فیصد)				
حقیقی جی ڈی پی	جولائی تا جون	5.5	1.9	-0.4
زراعت	جولائی تا جون	4.0	0.6	2.7
صنعت	جولائی تا جون	4.6	-2.3	-2.6
جس میں: ایل ایس ایم	جولائی تا جون	5.1	-2.6	-7.8
خدمات	جولائی تا جون	6.3	3.8	-0.6
ص ا ق (مدتی اوسط)[الف]	جولائی تا مارچ	4.6	6.3	11.5
نجی شعبے کا قرضہ[ب]	جولائی تا مارچ	9.1	10.2	4.8
رسدِ زر (ایم ٹو)[ب]	جولائی تا مارچ	4.8	5.1	8.5
برآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	11.9	-1.1	1.1
درآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	18.4	-3.4	-16.2
ٹیکس محاصل--ایف بی آر[ج]	جولائی تا مارچ	16.2	2.9	12.6
شرحِ مبادلہ (+اضافہ/- کمی%)[ب]	جولائی تا مارچ	-9.2	-13.7	-4.0
پالیسی ریٹ[ب]	آخر مارچ	6.0	10.75	11.0
شبینہ بازارِ زر کی شرح[ب]	آخر مارچ	5.7	10.0	10.7
ارب امریکی ڈالر				
اسٹیٹ بینک زرِ مبادلہ ذخائر (ختمِ مدت)[ب]	مارچ	11.6	10.5	10.8
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	جولائی تا مارچ	14.8	16.0	17.0
پاکستان میں ایف ڈی آئی[ب]	جولائی تا مارچ	2.1	0.9	2.1
جاری کھاتے کا توازن[ب]	جولائی تا مارچ	-13.0	-10.3	-2.8
فیصد جی ڈی پی[1]				
مالیاتی توازن[د]	جولائی تا مارچ	-4.3	-5.1	-4.0
جاری کھاتے کا توازن	جولائی تا مارچ	-5.4	-4.8	-1.4
سرمایہ کاری	جولائی تا جون	17.3	15.6	15.4

ع=عبوری؛ ح=حتمی؛ اعداد و شمار کے مآخذ: [الف] پاکستان دفترِ شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ [ج،د] وزارتِ خزانہ

جیسے بیشتر دیگر ممالک میں متوقع ہے، پاکستان کی جی ڈی پی میں یہ سکڑاؤ صنعت اور خدمات کے شعبوں کی پیداوار میں زوال کی بنا پر ہے۔ لاک ڈاؤن سے پہلے مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے پہلے دو مہینوں کے دوران بڑے پیمانے پر اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں بتدریج بہتری کے باعث صنعتی شعبے کی کارکردگی مسلسل بہتر ہورہی تھی۔ غذا اور کھاد کی بحالی سے مدد ملی اور معاشی تیزی زیادہ تر قابلِ برآمد ذیلی شعبوں جیسے ٹیکسٹائل، چمڑا اور سیمنٹ میں بہتر نمو کی وجہ سے بڑھی۔

تاہم مارچ مالی سال 20ء کے دوران کورونا وائرس کی وبا کی بنا پر تعطل سے ایل ایس ایم میں ہونے والی ابتدائی بحالی پر منفی اثر پڑا اور اس کی نمو ماہ بہ ماہ بنیاد پر 22.0 فیصد کم ہو گئی۔ تاہم شعبہ زراعت کووڈ 19 سے زیادہ تر محفوظ رہا اور مالی سال 20ء کے دوران اس میں مثبت نمو دیکھی گئی۔ اہم فصلوں کی کارکردگی بہتر رہی حالانکہ ناسازگار موسمی حالات اور وباؤں اور ٹڈی دل کے حملوں کے باعث پیداوار متاثر ہوئی۔ لاک ڈاؤن اور اشیا فروخت کرنے والے شعبوں کی جانب سے پیداوار کی کم سطح کی بنا پر مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران شعبہ خدمات کی نمو تیزی سے گری اور مالی سال 20ء کے لیے منفی ہو گئی۔

اسی طرح مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے اواخر میں معیشت کو اتنے بڑے دھچکے کی بنا پر مالیاتی شعبے کی کارکردگی بھی کم ہونے لگی۔ خصوصاً پہلی ششماہی کے بنیادی بجٹ فاضل کے لحاظ سے ہونے والے نمایاں فوائد مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خسارے میں تبدیل ہو گئے۔ ایف بی آر ٹیکسوں کے تمام زمروں کی نمو مالی سال کے شروع میں حوصلہ افزا بہتری ریکارڈ ہونے کے بعد مارچ مالی سال 20ء میں منفی ہو گئی۔ جب لاک ڈاؤن کے آغاز سے نقل و حرکت معطل ہوئی اور خصوصاً غیر رسمی شعبے میں بیروزگاری تیزی سے بڑھی تو معاشرے کے محروم ترین طبقات کو براہ راست مدد فراہم کرنے کے لیے شدید دباؤ سامنے آیا۔

مالی سال کے ابتدائی مہینوں میں استحکام کی کوششوں نے مثبت اثرات ڈالے تھے جس سے مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے آخر میں حکومت کو 1.24 ٹریلین روپے کے مفید ریلیف پیکیج کا اعلان کرنے میں مدد ملی۔ براہ راست رقوم کی تقسیم کے علاوہ اس میں زراعت، تعمیرات اور برآمدات کے لیے خصوصی شعبہ جاتی اخراجات بھی شامل تھے۔ اس پیکیج پر عملدرآمد جاری ہے اور اگلے چند ماہ میں یہ خسارے میں اضافہ کرے گا۔

بیرونی محاذ پر جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ گھٹ کر پچھلے سال کی سطح کے صرف ایک چوتھائی پر آگیا۔ اس کا سبب خاص طور پر تیل کی پست بین الاقوامی قیمتوں کے ہمراہ کم ملکی طلب کی بنا پر توانائی کی درآمدات میں تیزی سے کمی، کارکنوں کی ترسیلات زر میں مناسب نمو اور خدمات کے خسارے میں نمایاں کمی تھی۔ جاری کھاتے کے خسارے میں بہتری کے ساتھ کثیر فریقی رقوم کی آمد اور کچھ بیرونی سرمایہ کاری نے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کیا جو فروری مالی سال 20ء میں دو سال بعد 12.8 ارب ڈالر کی سطح تک پہنچ گئے۔

تاہم جب کووڈ 19 کی بنا پر پیدا ہونے والے عالمی بحران کے دوران بیرونی سرمایہ کاروں نے مارچ مالی سال 20ء میں تمام ابھرتی ہوئی منڈیوں میں اپنے ملکی قرضے کی تحویل کو ترک کر دیا تو اسٹیٹ بینک کے ذخائر کم ہونے لگے اور اسی مہینے روپے کی قدر گھٹ گئی۔ اس کے

علاوہ برآمدی وصولیوں اور کارکنوں کی ترسیلات زر پر منفی اثر ہوا جس کے باعث مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں تیسری سہ ماہی میں جاری کھاتہ بگڑ گیا۔ عمومی طور پر پاکستان کی اثاثہ جاتی قیمتوں اور مالی منڈیوں میں کووڈ 19 کا اثر بیشتر دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کے خطوط پر رہا ہے۔

اس کے برعکس مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں مہنگائی کے نتائج بہتر ہوگئے۔ ابتدا ہی میں غذائی شعبے میں گذشتہ سہ ماہی کے رسدی تعطل کے باعث عمومی مہنگائی شدید تھی حالانکہ صارف اشاریہ قیمت کے غیر غذائی غیر توانائی (NFNE) جز کے لحاظ سے قوزی مہنگائی میں قدرے مستحکم رہی تھی، اور مہنگائی کی توقعات قابو میں تھیں۔ چنانچہ زری پالیسی کمیٹی نے اپنے جنوری 2020ء کے اجلاس میں پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ تاہم جب کورونا وائرس دنیا بھر اور پاکستان میں پھیلنا شروع ہوا تو مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے اواخر میں صورت حال تیزی سے بدلنے لگی۔ چنانچہ ملکی طلب کی نمایاں سست روی، مستحکم ہوتی ہوئی غذائی مہنگائی اور تیل کی تاریخی پست بین الاقوامی قیمتوں کی بنا پر وسط مدتی مہنگائی کے امکانات میں مزید بہتر آئی۔

چونکہ مہنگائی کا منظر نامہ سازگار تھا اس لیے زری پالیسی کمیٹی نے 22 ماہ بعد اپنا موقف تبدیل کیا اور پالیسی ریٹ میں 625 بی پی ایس کی مجموعی کمی کی جس کا آغاز وسط مارچ مالی سال 20ء میں اس کے باقاعدہ اجلاس سے ہوا جس کے بعد مئی مالی سال 20ء میں اگلے باقاعدہ اجلاس سے قبل دو اوّلین ہنگامی اجلاس اور جون مالی سال 20ء میں ایک اور ہنگامی اجلاس ہوا۔ اسٹیٹ بینک نے مختلف نومالکاری اسکیمیں جاری کرکے ان فیصلوں کو مزید تقویت دی۔ ان اسکیموں کا مقصد گھرانوں اور فرموں کی قلیل مدتی ضروریات پوری کرنے، لاک ڈاؤن کے دوران روزگار کو تحفظ دینے اور مرض کے علاج کے لیے طبّی آلات کی درآمد میں سہولت فراہم کرنے کے ساتھ کووڈ 19 کے بعد کی فضا میں معاشی سرگرمی کو متحرک کرنے اور برآمدات میں مستحکم تیزی لانے کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنا تھا۔

مالی سال 20ء کے دوران اب تک کے حالات کا جائزہ لیں تو یہ بات عیاں ہے کہ ابتدا ہی میں راسخ دانشمندانہ پالیسیاں اختیار کرنے سے موزوں نتائج برآمد ہوئے۔ مالیاتی استحکام کے لیے نمایاں اقدامات بنیادی بجٹ توازن میں ششماہی فاضل پر منتج ہوئے، جو 2016ء کے بعد پہلا فاضل تھا۔ زری پالیسی میں دانشمندانہ اور فعال طرز عمل قوزی مہنگائی میں نرمی لانے کا باعث بنا اور شرح مبادلہ کی پالیسی میں تبدیلی کرکے مارکیٹ کی متعین کردہ شرح مبادلہ اپنانے کے عمل نے کووڈ 19 سے پہلے کے ماحول میں جاری کھاتے کا خسارہ تیزی سے گھٹانے اور زرمبادلہ ذخائر کا مضبوط بفر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان بہتر معاشی مبادیات نے منفی اثرات سے نمٹنے کے لیے مالیاتی اور زری پالیسی میں ردوبدل کی گنجائش فراہم کردی جب مالی سال کی دوسری ششماہی سے معیشت پر کووڈ 19 نے اچانک حملہ کیا۔

ساتھ ہی ساتھ یہ ضروری ہے کہ اس عالمی وبا کی وجہ سے آنے والا دھچکا بلند اور پائیدار وسط مدتی نمو کی راہ میں طویل عرصے سے حائل ساختی رکاوٹوں سے نمٹنے کے لیے کیے جانے والے ہنگامی اقدامات کو متاثر نہ کرے۔ اس سلسلے میں زیرِ نظر رپورٹ کے ایک خصوصی سیکشن میں نمو اور ترقی کے حوالے سے تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ اس میں پیداواریت اور مہارتیں بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے تاکہ لیبر فورس برآمدات سے تحریک پانے والی نمو اور صنعت کاری کے پاکستان کے اہداف پورے کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

معاشی منظر نامہ

جوں جوں معیشت مالی سال 20ء کے اختتام کی طرف جارہی ہے کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے کئی معاشی محاذوں پر دشواریوں کی بنا پر غیر یقینی کیفیت کا سامنا ہے۔ سب سے زیادہ تشویش کا باعث اس مرض کے پھیلاؤ میں تیزی سے اضافہ ہے۔ روز بروز مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور یہ واضح ہو رہا ہے کہ وبا ابھی تک نقطہ عروج پر نہیں پہنچی۔ اس بڑھی ہوئی غیر یقینی کیفیت کی عکاسی اسٹیٹ بینک کے حالیہ سرویز میں بھی ہوئی ہے۔ مئی 2020ء کے اعتماد صارف سروے میں اعتماد صارف اور متوقع معاشی حالات دونوں میں تیزی سے بگاڑ نظر آیا جبکہ مارچ 2020ء میں ان میں بہتری آئی تھی۔ اسی طرح اپریل 2020ء کے اعتماد کاروبار سروے میں مجموعی کاروباری اعتماد اپنی تاریخی پست ترین سطح پر تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان اس معاملے میں دوسروں سے الگ تھلگ نہیں کیونکہ معاشی غیر یقینی کا عالمی اشاریہ[1] بھی اپریل 2020ء میں اپنی بلند ترین تاریخی سطح پر تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ حالات میں عالمی سطح پر غیر یقینی کیفیت پائی جاتی ہے۔

جدول 1.2: 26 جون 2020ء تک کووڈ 19 سے نمٹنے کیلیے اسٹیٹ بینک کی مختلف اسکیموں کے تحت پیشرفت*

1۔ برطرفیوں سے بچانے کی خاطر اجرتوں کی ری فنانس اسکیم	
کاروباری اداروں کی تعداد جنہیں مالکاری مہیا کی گئی	1,817
ملازمین کی تعداد جن کا احاطہ کیا گیا	1,183,242
منظور شدہ مالکاری کی رقم (ارب روپے)	119.1
2۔ قرضوں کا التوا اور تشکیل نو**	
قرض لینے والوں کی تعداد جنہیں ریلیف فراہم کیا گیا	1,045,173
ایک سال تک ملتوی کی گئی اصل رقم (ارب روپے)	566.2
قرضوں کی رقم جن کی تشکیل نو کی گئی (ارب روپے)	112.8
3۔ کووڈ 19 سے مقابلے کی خاطر اسپتالوں کے لیے ری فنانس اسکیم	
اسپتالوں کی تعداد	35
منظور کردہ مالکاری کی رقم (ارب روپے)	6.3
4۔ نئے منصوبوں کے قیام یا توسیع، بی ایم آر کے لیے ری فنانس اسکیم	
منصوبوں کی تعداد	16
منظور شدہ مالکاری کی رقم (ارب روپے)	9.7

*کووڈ 19 سے نمٹنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی اسکیموں کے تحت درخواستوں اور منظوریوں کی تعداد کے بارے میں تفصیلات اور تازہ معلومات کے لیے وزٹ کیجیے: www.sbp.org.pk/corona-update.html

**26 جون 2020ء تک مجموعی پوزیشن۔

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

[1] www. policyuncertainty.com

تاہم آگے چل کر معاشی سرگرمیوں میں بتدریج بہتری کے امکانات ہیں کیونکہ حکومت لاک ڈاؤن کو نرم کررہی ہے اور بیشتر شعبوں کو سرگرمیاں بحال کرنے کی اجازت دے رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں رسدی لحاظ سے بحالی آسکتی ہے گوکہ ٹڈی دل کے حملوں سے شعبہ زراعت کا منظر نامہ خطرے سے دوچار ہے جس کے جاری خریف سیزن کی پیداوار پر ناسازگار اثرات پڑ سکتے ہیں۔ تاہم مالی سال 21ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کا 2.1 فیصد کا ہدف حاصل کرنے کے لیے مضمر طلب میں متوازی بہتری درکار ہوگی۔ اس کے لیے مالی سال 21ء کے بجٹ میں پی ایس ڈی پی کی مختص رقوم کا مؤثر استعمال درکار ہوگا جبکہ اسٹیٹ بینک کی اسکیمیں کاروباری اداروں اور صارفین دونوں کی سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد دے رہی ہیں۔ ان اسکیموں کی بلند طلب سے ظاہر ہوتا ہے کہ کووڈ19 کے باعث معاشی عاملین کو شدید دباؤ کا سامنا ہے جبکہ بڑھتی ہوئی منظوریاں سیالیت کی امداد میں اضافہ کررہی ہیں جس سے طلب و رسد پر وبا کی وجہ سے پڑنے والے منفی اثرات کو محدود کرنے میں مدد ملے گی (**جدول 1.2**)۔

مالیاتی محاذ پر جب کووڈ19 کے دھچکے کے اثرات ظاہر ہونے لگے تو سال کے ابتدائی حصے میں حاصل شدہ استحکام زائل ہوگیا۔ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران اخراجات میں اضافہ ہوا جبکہ محاصل کی نمو بہت گھٹ گئی۔ چنانچہ تخمینہ ہے کہ مالی سال 20ء کے لیے مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 9.0 فیصد تک پہنچ جائے گا جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں 4.0 فیصد تھا۔ اس وقت جب ہم مالی سال 21ء میں قدم رکھ رہے ہیں، یہ امکان ہے کہ معاشرتی و معاشی معاونت کے بے حد ضروری پیکیج پر عمل درآمد سے آئندہ مہینوں میں حکومتی اخراجات بلند رہیں گے۔ تاہم مالی سال 21ء کے لیے 6.57 ٹریلین روپے کے مجموعی محاصل کا ہدف ہمت آزما ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پست معاشی سرگرمی کے ماحول میں مالی سال 20ء کے مقابلے میں خاصی نمو درکار ہوگی۔ چونکہ متوقع طور پر محاصل کا بڑا حصہ جاریہ اخراجات، جیسے سودی ادائیگیاں اور پنشن، میں کھپ جائے گا اس لیے حکومت کو مالی سال 21ء کے دوران پی ایس ڈی پی کے اخراجات کو بجٹ کے مطابق رکھنے کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ قرض کے انتظام کی مؤثر پالیسی اختیار کرنی ہوگی۔

مہنگائی کا منظر نامہ حوصلہ افزا ہے گوکہ خطرات سے پاک نہیں۔ پست ملکی طلب آئندہ مہینوں میں عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے رجحان کو مزید نرم رکھنے اور قوزی مہنگائی میں استحکام قائم رکھنے میں معاون رہے گی۔ نتیجتاً مالی سال 21ء کے دوران توقع ہے کہ مہنگائی 7.0-9.0 فیصد کی حدود میں رہے گی۔ تاہم پیٹرول کی قیمتوں میں حالیہ اضافے نے یہ خطرہ پیدا کردیا ہے کہ مہنگائی کا رجحان ان حدود کی بالائی سطح کی طرف ہوگا۔ اگرچہ پست عالمی طلب آنے والے مہینوں میں تیل کی بین الاقوامی قیمتیں کم رکھ سکتی ہے تاہم اوپیک کے ارکان کی جانب سے تیل کی رسد میں کسی بڑی کٹوتی پر اتفاق ہوا تو مہنگائی اور اس کی مستقبل کی توقعات دونوں کے بڑھنے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ٹڈی دل کے مزید شدید حملے ہوئے یا کووڈ19 کے باعث رسدی زنجیر میں تعطل آیا تو غذائی تحفظ کو نقصان پہنچ سکتا ہے جو بلند مہنگائی پر منتج ہوگا۔

بیرونی شعبے کا منظر نامہ خاصا تسلی بخش ہے کیونکہ جاری کھاتہ قابو میں رہنے کی توقع ہے۔ اگرچہ کووڈ19 کے بعد کے ماحول میں بحال ہوتی ہوئی عالمی طلب کی وجہ سے حریف برآمد کنندگان کے درمیان سخت مقابلہ برآمدات کی فوری بحالی کو محدود کر سکتا ہے تاہم آئندہ مہینوں کے دوران کم ملکی طلب اور تیل کی پست بین الاقوامی قیمتوں کے باعث درآمدات کم رہنے کی توقع ہے۔ اگرچہ کارکنوں کی ترسیلات زر کم رہ سکتی ہیں کیونکہ موجودہ تعطل اور تیل کی گرتی ہوئی قیمتوں نے خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) کے ممالک کی معیشتوں پر دباؤ ڈالا ہے، تاہم بین الاقوامی سفر پر پابندیوں کے باعث خدمات کی درآمدات سے کچھ سہارا مہیا ہو سکتا ہے۔ تاہم کثیر ملکی رقوم کی آمد مزید بڑھ سکتی ہے اور عالمی سرمایہ جاتی رقوم کی آمد میں کچھ کمزوری کی تلافی کر سکتی ہے کیونکہ مختلف بین الاقوامی اداروں نے حکومتوں کو وبا سے متعلق امدادی کوششوں سے نمٹنے کے لیے رقوم دینے کا وعدہ کیا ہے۔

2 حقیقی شعبہ

مالی سال 2020ء کے ابتدائی آٹھ ماہ کے اختتام پر اقتصادی استحکام بڑی حد تک حاصل کیا جا چکا تھا اور معاشی سرگرمیوں کی بحالی کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوگئی تھیں، تاہم اس عمل کو کورونا وائرس کے پھیلاؤ اور اس کے بعد پورے ملک میں ہونے والے لاک ڈاؤن نے روک دیا۔ اشیا سازی، ٹرانسپورٹ اور تجارت کے شعبوں کو غیر معمولی نقصانات کا سامناکرنا پڑا کیونکہ حکومت نے وبا کا پھیلاؤ روکنے کے لیے تحدیدی اقدامات سخت کردیے۔ زراعت کا شعبہ کسی حد تک محفوظ رہا کیونکہ تعطل نمودار ہونے سے پہلے ہی بیشتر اہم فصلیں کاٹ لی گئی تھیں۔ مارچ 2020ء تک دستیاب معلومات، اور چوتھی سہ ماہی کے دوران اجناس کی پیداوار اور خدمات کے شعبوں کو پہنچنے والے نقصانات کے عبوری تجزیے کی بنیاد پر مالی سال 2020ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں 0.4 فیصد سکڑاؤ کا تخمینہ ہے۔

2.1 جی ڈی پی کی نمو

مالی سال 2020ء کے حقیقی جی ڈی پی کی حالیہ نمو کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ مالی سال 52ء سے اب تک 68 برسوں میں پاکستان میں پہلی بار حقیقی جی ڈی پی میں منفی نمو ہوگی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں وسیع البنیاد ابتری آنے کی بنا پر صنعتی شعبے میں گراوٹ گذشتہ سال سے گہری ہونے کی توقع ہے۔ ٹیکسٹائل اور خوراک جیسے جسیم شعبوں کا تحرک اس وقت ٹوٹ گیا اور منفی بھی ہوگیا جب مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے ختم ہوتے ہوتے کورونا کی وجہ سے لاک ڈاؤن نافذ ہونے اور نقل و حرکت پر پابندی کی بنا پر رسدی زنجیر متاثر ہوئی (**جدول 2.1**)۔ مالی سال 2020ء کے

جدول 2.1: جی ڈی پی اور اس کے اجزا

نمو فیصد میں

	م س 19ء	م س 20ء[ہ]	م س 20ء[ع]
زراعت	**0.6**	**3.5**	**2.7**
اہم فصلیں	-7.7	4.6	2.9
گلہ بانی	3.8	3.7	2.6
صنعت	**-2.3**	**2.3**	**-2.6**
کان کنی اور کوہ کنی	-3.2	2.0	-8.8
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	-2.6	1.3	-7.8
بجلی کی پیداوار اور تقسیم	14.5	1.5	17.7
تعمیرات	-16.8	1.5	8.1
	3.8	**4.8**	**-0.6**
خدمات	1.1	3.9	-3.4
تھوک فروشی اور خردہ تجارت	4.6	3.5	-7.1
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات	5.0	6.5	0.8
مالیات اور بیمہ	5.2	5.7	3.9
جی ڈی پی	**1.9**	**4.0**	**-0.4**
یادداشتی اجزا			
سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا تناسب	15.6	15.8	15.4

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، منصوبہ بندی کمیشن آف پاکستان

آغاز ہی سے گاڑیوں کی تیاری اور پیٹرولیم کے شعبوں کی پیداوار میں کمی کے رجحان کی بنا پر بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو میں جو کمی جاری تھی حالیہ واقعات نے اسے مزید بڑھا دیا۔

کورونا وائرس کی بنا پر ہونے والے لاک ڈاؤن سے نقل و حرکت محدود ہو کر رہ گئی جس سے ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات اور تھوک اور خردہ تجارت میں، جو خدمات میں دو اہم ترین زمرے ہیں، بڑی کمی واقع ہوئی اور ان دونوں میں ایک سال قبل کی نسبت سکڑاؤ آنے کا تخمینہ ہے۔ مالیات اور بیمہ میں بھی قابلِ ذکر سست روی آنے کی توقع ہے جس کا اہم سبب کاروباری سرگرمیوں پر وبا کے اثرات اور صارف اور سرمایہ کار کے اعتماد میں رونما ہونے والی تخفیف ہے۔

زراعت میں، گندم کی پیداوار میں ایک سال قبل کی نسبت 2.5 فیصد، چاول میں 2.9 فیصد اور مکئی میں 6.0 فیصد اضافے سے اہم فصلوں میں مجموعی طور پر مثبت نتیجہ سامنے آنا چاہیے۔ اس سے قطع نظر، کپاس میں 6.9 فیصد اور گنّے کی پیداوار میں 0.4 فیصد کمی کی توقع ہے۔ جہاں تک چھوٹی فصلوں کا تعلق ہے تو دالوں، روغنی بیجوں اور سبزیوں کی بلند پیداوار سے اس زمرے میں 4.6 فیصد نمو ہونی چاہیے۔ دریں اثنا، کورونا وائرس کی وجہ سے رسد میں پڑنے والے تعطل سے گلہ بانی کے شعبے کی کارکردگی میں بھی سست روی متوقع ہے۔

2.2 زراعت

م س 20 ء میں زرعی نمو کے لیے ہدف مقرر کرتے وقت حکومت نے اپنی امیدیں اہم فصلوں کی بہتر پیداوار سے وابستہ کر لی تھیں۔ اگرچہ یہ اہم فصلیں متوقع طور پر م س 20 ء کا ہدف پورا نہ کر سکیں گی تاہم انہوں نے گذشتہ سال کی نسبت تبدیلی ظاہر کی۔

خریف کے سیزن میں کپاس کی فصل کو کیڑوں کے حملوں اور بے وقت کی بارشوں نے نقصان پہنچایا چنانچہ کپاس کی پیداوار 12.7 ملین گانٹھ کے ہدف کے مقابلے میں 9.2 ملین گانٹھ تک رہی۔ کاشتکاروں نے دراصل گذشتہ برسوں میں تاخیر سے رقم ملنے کی بنا پر گنّے کا زیرِ کاشت رقبہ کم کر لیا تھا چنانچہ گنّے کی پیداوار 66.9 ملین ٹن رہی جو اس کے سالانہ ہدف سے تقریباً 1.0 ملین ٹن کم ہے۔

بعد ازاں ربیع کے سیزن کے دوران گندم کی پیداوار بمپر فصل نہ لا سکی حالانکہ زیرِ کاشت رقبہ بڑھنے کی بنا پر اس کی امید کی جا رہی تھی۔ بمپر فصل نہ ہونے کی بنیادی وجہ کٹائی کے موقع پر شدید بارشیں اور ناساز گار درجہ حرارت تھا۔ عبوری تخمینوں کے مطابق گندم کی پیداوار 24.9 ملین ٹن رہے گی جبکہ سالانہ ہدف 27 ملین ٹن کا تھا۔

خام مال

زرعی قرضے کے اجرا میں اضافہ ہوا، م س 20 ء کی تیسری سہ ماہی اور جولائی تا مارچ م س 20 ءکے دوران زرعی قرضے کے اجرا میں بالترتیب 20ارب روپے اور 107.2 ارب روپے اضافہ ہوا (**جدول2.2**)۔ باغبانی کے شعبے میں، فصلوں کے مقابلے میں پیداواری قرضوں میں اضافے کا سبب کارپوریٹ فارمنگ ہے۔ اس رجحان میں اضافے سے پتہ چلتا ہے کہ اجتماعی کاشت کاری اور باغبانی میں لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے، جس کا مزید اظہار اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ باغوں کی ترقی کے لیے قرضہ لینے کے رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے اور زرعی مشینری پر اخراجات اس میں شامل ہوتے ہیں۔ دریں اثنا، رواں سال کے دوران ٹریکٹروں کی خریداری کے لیے قرضے کا حصول م س 19 ء کے مقابلے میں پست رہا، جو بلند نمو کے چند سال کے بعد معمول کی سست روی کو اجاگر کرتا ہے خصوصاً زرِ اعانت کی عدم موجودگی میں۔ باغبانی سے ہٹ کر شعبوں کو دیکھا جائے تو سب سے حوصلہ افزا پیش رفت مرغبانی میں بڑھتی ہوئی معینہ سرمایہ کاری ہے۔ تاہم منفی پہلو یہ ہے کہ گلہ بانی /ڈیری کے زمرے کو قرضے کا اجرا سست رہا۔

جدول 2.2:زرعی قرضے کی تقسیم

ارب روپے

	سہ 3		جولائی تا مارچ	
	م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء
شعبہ باغبانی*				
الف۔ پیداوار	137.3	151.5	368.3	430.9
تمام فصلیں	58.6	52.9	169.2	163.7
کارپوریٹ فارمنگ	41.4	51	117.3	134.7
دیگر	37.3	47.6	81.8	132.5
ب۔ ترقیات**	6.3	6.2	23.8	28.7
ٹریکٹر	1.0	0.6	3.2	2.1
دیگر	5.3	5.6	20.6	26.6
ج۔ مجموعی باغبانی(الف+ب)	*143.6*	*157.7*	*392.1*	*459.6*
غیر باغبانی شعبہ				
د۔ جاری سرمایہ	127	129.6	392.2	420.9
گلہ بانی/ڈیری	62.5	75.1	195.1	223.9
مرغبانی	35.8	44.6	97.3	165
دیگر	28.7	9.9	99.8	32.0
ہ۔ معینہ سرمایہ کاری	7.1	10.5	20.7	31.7
گلہ بانی/ڈیری	5.2	2.7	15.5	12.8
مرغبانی	1.0	6.1	2.2	12.9
دیگر	0.9	1.7	3.0	6.0
و۔ مجموعی غیر باغبانی شعبہ(د+ہ)	*134.1*	*140.1*	*412.9*	*452.6*
مجموعی زراعت(ج+و)	**277.7**	**297.8**	**804.9**	**912.2**

*پیداواری قرضے خام مال مثلاً بیج خریدنے کے لیے ہوتے ہیں

**ترقیاتی قرضے ٹریکٹر، ٹیوب ویل اور مشینری کے لیے ہوتے ہیں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 2.1الف: ربیع کے دوران یوریا (اکتوبر تا مارچ)

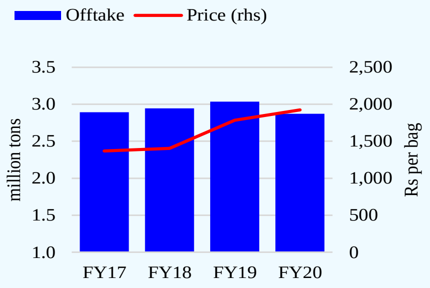

شکل 2.1ب: ربیع کے دوران ڈی اے پی (اکتوبر تا مارچ)

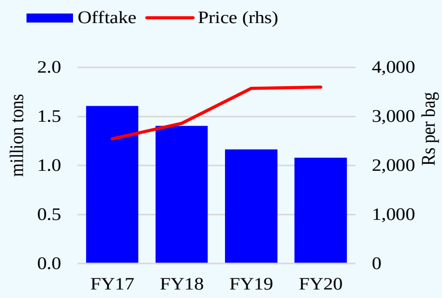

Data source: National Fertilizer Development Center

کھاد پر نظر ڈالی جائے تو ربیع کے سیزن کے دوران (اکتوبر تا مارچ م س 20ء) یوریا کا استعمال گذشتہ چند برسوں کی سطح کے مساوی ہی رہا (**شکل 2.1**)۔ تاہم ڈی اے پی کے نتائج غیر تسلی بخش رہے۔ اگرچہ ڈی اے پی کے نرخ اس عرصے کے دوران صرف واجبی سے بڑھے (اور یوریا کے مقابلے میں زیادہ سست روی سے بڑھے) تاہم اس کا استعمال گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت کم رہا۔ نسبتاً مہنگی ڈی اے پی اور یوریا کے درمیان قیمت کا تفرق ہی فیصلہ کن عامل ہے، اور مستقبل میں یہ عامل کسی حد تک دور ہو سکتا ہے کیونکہ زرعی شعبے کے لیے مئی 2020ء میں اعلان کردہ سرکاری پیکیج میں ڈی اے پی کے لیے بلند زرِ اعانت شامل ہے۔

ربیع، م س 20ء سیزن، گندم

زیرِ جائزہ عرصے کے دوران گندم کا زیرِ کاشت رقبہ (8.8 ملین ہیکٹر) گذشتہ سال ربیع کے سیزن کے (8.7 ملین ہیکٹر کے) مقابلے میں واجبی سا زیادہ تھا۔ م س 19ء کے مقابلے میں خام مال کی بہتر صورتِ حال اور بوائی کے آغاز پر سازگار درجہ حرارت کے پیشِ نظر گندم کی فصل کا ابتدائی منظر نامہ بڑی حد تک دل خوش کن تھا۔

تاہم مارچ تا مئی عرصے میں شدید بارشوں، اور اس کے ساتھ کٹائی کے وقت ناسازگار پست درجہ حرارت اور کھاد میں درکار اہم اجزا کا ضرورت سے کم استعمال پیشِ نظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گندم کی یافت مقررہ ہدف سے پست رہے گی۔ ابتدائی تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ گندم کی پیداوار گذشتہ سال کے مقابلے میں صرف 2.5 فیصد بڑھ کر م س 20ء کے دوران 24.9 ملین ٹن رہے گی۔

گندم کی فصل متوقع طور پر اپنا سالانہ ہدف پورا نہیں کر سکے گی تاہم یہ پیداوار ملکی استعمال کے لیے کافی ثابت ہو سکتی ہے۔ وسیع تناظر میں، خاص طور پر گندم کی فصل کے لیے اور عمومی طور پر غذائی تحفظ کے لیے نسبتاً بڑا خطرہ ٹڈی دل کا حملہ ہے، یہ وہ خطرہ ہے جو کچھ عرصے سے افق پر منڈلا رہا تھا (**باکس 2.1**)۔

باکس: پاکستان میں ٹڈی دَل کے حملوں سے خطرات

ٹڈی بظاہر عام سے گراس ہاپر کی طرح کا کیڑا معلوم ہوتا ہے تاہم یہ اپنی آبادی بڑھا کر دَل بنانے کے لیے مشہور ہے۔ ریگستانی ٹڈی خاص طور پر دَل بنالیتی ہے جو اردگرد کے علاقوں میں پھیل جاتے ہیں اور زرعی اراضی کو اپنی غیر مختتم بھوک سے برباد کر دیتے ہیں۔ صورتِ حال اس وقت بدتر ہو سکتی ہے جب ریگستانی ٹڈی طاعون کا سبب بن جائے اور دنیا کی دس فیصد تک آبادی پر اس کے ممکنہ اثرات مرتب ہو جائیں۔

پاکستان اس سے قبل ریگستانی ٹڈی کی آفت پر قابو پا چکا ہے۔ قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی وزارت کے محکمہ پلانٹ پروٹیکشن (ڈی پی پی، جو پاکستان میں ریگستانی ٹڈی کے خطرے سے نمٹنے کا سربراہ ادارہ ہے) نے 2019ء میں 932,580 ہیکٹر رقبے کا سروے کیا، تین صوبوں میں 300,595 ہیکٹر میں کام کیا، اور کنٹرول آپریشنز کے دوران 150,839 لٹر کیڑے مار دواؤں کا چھڑکاؤ کیا۔

جدول 2.1.1: ٹڈی دَل پر قابو پانے کے لیے آپریشنز 2020ء میں ٹریٹ کیا گیا رقبہ

ہیکٹر میں

	جنوری	فروری*	مارچ**	اپریل	جنوری تا اپریل
ایتھوپیا	22,550	50,350	51,633	99,948	224,481
پاکستان	**62,295**	**8,299**	**27,675**	**50,289**	**148,558**
ایران	2,041	2,617	39,676	98,658	142,992
سعودی عرب	44,311	22,645	10,390	29,868	107,214
کینیا	20,000	15,278	38,378	14,637	88,293
بھارت	61,178	11,420	--	1,970	74,568
اریٹیریا	15,068	12,153	5,640	--	32,861
سوڈان	18,714	5,050	870	--	24,634
یمن	15,465	1,475	3,190	--	20,130
صومالیہ	15,000	1,053	159	600	16,812
دس سرفہرست ملک	276,622	130,340	177,611	295,970	880,543
جنوری تا اپریل	3,585	5,838	3,927	6,302	19,652
دیگر	**280,207**	**136,178**	**181,538**	**302,272**	**900,195**

*ایتھوپیا اور کینیا کے فروری 2020ء کے اعدادوشمار نظر ثانی شدہ ہیں

**ایتھوپیا اور کینیا کے مارچ 2020ء کے اعدادوشمار نظر ثانی شدہ ہیں

ماخذ: ایف اے او ڈیزرٹ لوکسٹ بلیٹن

ان کوششوں کے باوجود م س 20ء کی دوسری ششماہی میں ریگستانی ٹڈی کا زیادہ شدید خطرہ سامنے آیا جب افریقہ میں بننے والے نئے دلوں نے مشرق کی طرف سفر جاری رکھا۔ رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مئی 2020ء کے اواخر تک ٹڈی دل سے 61 اضلاع پہلے ہی متاثر ہو چکے ہیں، بدترین متاثر صوبہ بلوچستان ہے۔ فصلوں کو پہنچنے والے نقصان کی مقدار کا تفصیلی تخمینہ ابھی تک نہیں لگایا گیا ہے تاہم پاکستان اقتصادی سروے 2019-20ء کے ابتدائی تخمینے کے مطابق 115,000 ہیکٹر رقبے پر فصلیں (بشمول گندم، روغنی بیج، کپاس، چنا، پھل اور سبزیاں) متاثر ہوئی ہیں۔

اگر کنٹرول آپریشنز مؤثر نہ ہوئے ہوتے تو آنے والے نتائج اس سے بھی شدید ہو سکتے تھے جیسا کہ فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (ایف اے او) کی جانب سے تخمین کیے گئے ممکنہ طور پر بدترین منظر ناموں سے ظاہر ہوتا ہے:

پہلا منظر نامہ: صرف گندم، چنا اور آلو کی پیداوار کو 15 فیصد نقصان۔ زراعت کو ٹڈی دل سے پہنچنے والے نقصانات کا تخمینہ: 205 ارب روپے
دوسرا منظر نامہ: 25 فیصد نقصان۔ ممکنہ نقصانات (الف) ربیع کی فصلوں کو 353 ارب روپے، اور (ب) خریف کی فصلوں کو: 464 ارب روپے۔

اس پیش رفت سے آگاہ رہتے ہوئے پاکستان نے 31 جنوری 2020ء کو ٹڈی کے سلسلے میں ملکی ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا، اور خطرے کو کم کرنے کی کوششوں میں نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، زراعت کے صوبائی محکموں، اور مسلح افواج کو ڈی پی پی کے ساتھ اشتراک کرنے کو کہا۔ پاکستان میں ریگستانی ٹڈی کی نگرانی اور کنٹرول کے لیے ایک قومی ایکشن پلان تیاری کے مرحلے میں ہے جس کے تین مراحل ہیں: پہلا مرحلہ جنوری تا جون 2020ء، دوسرا مرحلہ جولائی تا دسمبر 2020ء، اور تیسرا مرحلہ جنوری تا جون 2021ء۔

پہلے مرحلے میں ملک نے اس خطرے پر قابو پانے کے لیے پہلے ہی متعدد اقدامات کر لیے ہیں جیسے زد پذیر سمجھے جانے والے علاقے کے وسیع حصے کی ٹریٹمنٹ (**جدول 2.1.1**)۔ اس کے علاوہ محکمہ پلانٹ پروٹیکشن ٹڈیوں کے خطرے پر قابو پانے میں مدد کے لیے تکنیکی ماہرین کے ایک بڑے گروپ کی خدمات ہنگامی بنیاد پر حاصل کر رہا ہے، جبکہ کنٹرول آپریشنز بڑھانے کے لیے مائکرون ایر اسپرے بھی حاصل کیے جا رہے ہیں۔

ماخذ: ایف اے او، ایم این ایف ایس آر، اور نیشنل جیوگرافک۔

زراعت کے لیے حالیہ اقتصادی اقدامات

شعبہ زراعت کی اہمیت ان اسباب کی بنا پر ظاہر و باہر ہے: (i) یہ قومی غذائی تحفظ کے حصول کا ذریعہ ہے، (ii) ملازمت کے مواقع، اور (iii) متعلقہ صنعتوں کے لیے خام مال کی فراہمی۔ چنانچہ کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 14 مئی 2020ء کو شعبہ زراعت کے لیے 50 ارب روپے کے پیکیج کی منظوری دی جو کورونا وائرس کے اثرات کم کرنے کی خاطر حکومت کے 1.24 ٹریلین روپے کے وسیع تر پیکیج کا حصہ ہے۔ اس پیش رفت سے امید ہے کہ خریف کے 21-2020ء سیزن کے لیے امکانات روشن ہوں گے۔

شکل 2.2: زرعی پیکیج میں مختص رقم (ارب روپے)

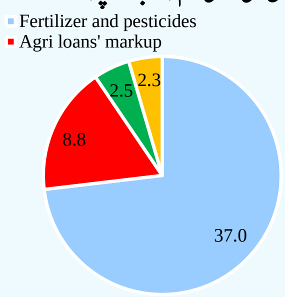

Data source: Economic Coordination Committee meeting - May 13, 2020

مذکورہ پیکیج کے تحت کاشت کاروں کو کھاد کی خریداری پر 37ارب روپے کی زرِ اعانت دی جائے گی (**شکل 2.2**)۔ ڈی اے پی اور دیگر کھادوں پر 925روپے فی بیگ زرِ اعانت دی جائے گی جبکہ یوریا اور نائٹروجن سے بننے والی دیگر کھادوں کے لیے 243روپے فی بیگ مختص کیے گئے ہیں۔ اس اقدام سے امکان ہے کہ خریف سیزن میں کھاد کا استعمال بڑھ جائے گا اور زیادہ مہنگی ڈی اے پی بھی نسبتاً زیادہ استعمال کی جائے گی۔

مزید برآں، مقامی طور پر تیار ہونے والے ہلکے ٹریکٹروں کے سیلز ٹیکس پر ایک سال کے لیے 2.5ارب روپے کی زرِ اعانت کا اعلان کیا گیا ہے۔ رواں مالی سال جولائی تا مارچ ٹریکٹروں کی فروخت پست رہی تھی اور ٹریکٹروں کی خریداری کے لیے زرعی قرضے کا حصول بھی گذشتہ سال کے مقابلے میں اس سال مساوی عرصے کے دوران کم رہا تھا چنانچہ اس زرِ اعانت سے طلب بحال ہونے کی امید ہے۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے زرعی قرضوں پر سود میں کمی کے لیے 8.8ارب روپے بھی مختص کیے جبکہ کپاس کے بیجوں پر 2.3ارب روپے زرِ اعانت کی غرض سے مختص کیے۔ ان اقدامات سے خام مال کی دستیابی بہتر ہوگی اور آخر کار خریف کے دوران فصلوں کی یافت کا منظرنامہ بہتر ہوگا۔[1]

2.3 صنعت

سکڑاؤ کی ضرورت پر مبنی مالیاتی اور زری پالیسیوں اور مارکیٹ پر مبنی شرحِ مبادلہ کا نظام اپنانے کے نتیجے میں م س 19ء سے معیشت میں اضافی طلب پست ہوئی۔ تاہم ایسا کرنے سے صنعتی شعبے کی نمو پر منفی اثر پڑا۔

اس سے قطع نظر، استحکامی مرحلے کے بعد م س 20ء کے دوران صنعت کی بحالی کے چند حوصلہ افزا اشارے ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ خاص طور پر م س 20ء کی تیسری سہ ماہی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے لیے نسبتاً مثبت امکانات کے ساتھ شروع ہوئی۔ اس امید پرستی کا ایک سبب برآمدی نوعیت کے شعبوں خاص طور پر ٹیکسٹائل اور چمڑے کی کارکردگی تھی جس میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ اس

[1] زرعی اقتصادی پیکیج کے خریف پر اثرات اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ م س 20ء میں زیرِ بحث لائے جائیں گے، جب زیرِ کاشت رقبے کے اعداد و شمار اور خام مال کی صورتِ حال علم میں آئے گی۔

پیش رفت سے م س 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سیمنٹ اور غذائی شعبے کے لیے بحالی میں مدد ملی جس کا رجحان م س 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران منفی رہنے کے بعد دوسری سہ ماہی میں مثبت ہو گیا (**جدول 2.3**)۔

جدول 2.3: بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو

فیصد

	وزن	سہ 1		سہ 2		سہ 3		جولائی تا مارچ	
		م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	-0.5	-5.7	-2.9	0.0	-4.8	-9.7	-2.9	-5.4
ٹیکسٹائل	20.9	-0.2	0.2	-0.3	0.5	-0.1	-8.4	-0.2	-2.6
سوتی دھاگہ	13	0.0	0.2	0.0	0.0	0.0	-9.0	0.0	-3.0
سوتی کپڑا	7.2	0.1	0.1	0.2	0.3	0.0	-8.8	0.1	-2.8
پٹ سن مصنوعات	0.3	-8.1	-14.8	-8.0	3.5	-24.8	37.6	-14.1	8.2
غذائی	12.4	1.9	-8.8	-7.6	15.4	-4.7	-7.8	-4.1	-2.3
شکر	3.5	-	-	-37.2	97.1	-8.9	-14.3	-13.3	-1.7
سگریٹ	2.1	4.4	-34.5	9.1	-24.3	8.0	-35.2	7.2	-31.5
نباتی گھی	1.1	4.1	2.0	-0.7	8.3	1.8	6.4	1.7	5.5
خوردنی تیل	2.2	6.9	0.2	-3.8	13.9	3.9	14.0	2.2	9.4
مشروبات	0.9	-6.7	-13.5	8.1	-9.5	-4.4	-11.4	-2.4	-11.8
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-5.4	-14.5	-4.4	-5.9	-8.1	-31.8	-6.0	-17.5
فولاد	5.4	-2.9	-17.0	-12.4	-6.8	-18.0	2.0	-11.0	-8.0
غیر دھاتی معدنیات	5.4	0.1	-0.9	-2.3	6.3	-11.7	-0.4	-4.9	1.8
سیمنٹ	5.3	0.1	-1.4	-3.0	6.3	-12.4	-0.1	-5.4	1.7
گاڑیاں	4.6	-1.2	-33.8	-6.4	-39.0	-14.6	-36.9	-7.6	-36.5
جیپ اور کاریں	2.8	4.7	-38.6	-0.2	-54.6	-4.5	-50.4	-0.1	-47.7
کھاد	4.4	-4.8	15.9	19.2	-5.1	0.2	7.9	4.5	5.8
دواسازی	3.6	-4.8	-11.9	-14.6	-0.7	-5.1	-3.9	-8.4	-5.4
کاغذ	2.3	3.9	-1.3	-7.5	16.0	-3.3	-1.4	-2.5	4.2
برقی مصنوعات	2	16.9	11.0	23.1	-6.1	14.3	-36.8	17.7	-13.5
کیمیکلز	1.7	-6.7	-8.9	0.3	-0.4	-4.8	2.6	-3.8	-2.3
کاسٹک سوڈا	0.4	17.2	-21.4	-5.3	-7.4	-20.9	-4.5	-4.7	-11.5
چمڑے کی مصنوعات	0.9	0.5	6.3	-4.1	16.0	8.2	-6.5	1.5	5.0

* شکر سازی کی پیداوار سیزن میں ہوتی ہے۔ پہلی سہ ماہی میں کوئی پیداوار نہیں ہوئی اس لیے نمو بھی نہیں۔ یہ سرگرمی عام طور پر دوسری سہ ماہی کے دوران شروع ہوتی ہے۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

تاہم مارچ 20ء کے اواخر میں حکومت نے کورونا وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے لاک ڈاؤن نافذ کیا تو پورے پاکستان میں اشیاسازی کی سرگرمیاں رک گئیں، شہری علاقوں میں واقع اور لیبر سے چلنے والی صنعتیں خاص طور پر متاثر ہوئیں۔ اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے کی اشیا

سازی کی مجموعی نمو میں کمی پھر سے نمایاں ہوگئی جو ملکی طلب میں مزید بگاڑ، رسدی زنجیر میں تعطل، اور برآمدات گرنے کے ایک مختصر عرصے میں رک گئی تھی۔ چنانچہ م س 20ء کی تیسری سہ ماہی کے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے نتائج پر منفی اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔

شکل 2.3: بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اشاریہ نمو میں بڑی صنعتوں کا حصہ (سال بسال)

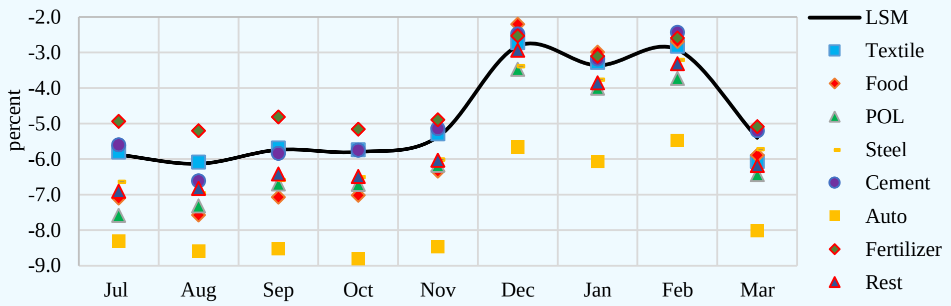

Points below the LSM line indicate negative contribution; distance from LSM line represents magnitude of contribution to LSM growth. For instance in March 2020, the automobile sector -represented by yellow squared dots in the figure- indicates negative contribution to LSM growth since it is below the black LSM line. The distance between the LSM line (-5.4 percent) and automobile yellow dot (-8.0 percent) indicates that auto sector contributed -2.6 percent in LSM growth.

بڑے پیمانے کی اشیاسازی

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کا شعبہ فروری م س 20ء تک معمولی بحالی کے اشارے دینے لگا تھا کیونکہ منفی نمو کی شرحیں ماہ بماہ کم ہوتی جارہی تھیں۔ تاہم لاک ڈاؤن کے نتیجے میں اشیاسازی کی سرگرمیاں بری طرح متاثر ہوگئیں۔ اگرچہ م س 20ء کی تیسری سہ ماہی کے یہ دس دن تناسب کے لحاظ سے بہت چھوٹا سا حصہ ہیں تاہم اُن کے اثرات خاصے بڑے نکلے۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ بحالی کی ابتدائی علامات معکوس ہوگئیں۔ مارچ م س 20ء میں تقریباً تمام ہی صنعتیں سکڑاؤ سے متاثر ہوئیں۔ چنانچہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو جنوری اور فروری 20ء میں بہتری کے کچھ آثار دکھانے کے بعد مارچ میں تیزی سے گر کر سال بسال منفی 5.4 فیصد تک چلی گئی۔ یہ نمو فروری م س 20ء میں مثبت نمو ظاہر کرنے کے بعد ماہ بماہ بنیاد پر بھی مارچ م س 20ء میں منفی ہوگئی (**شکل 2.3**)۔

چونکہ مارکیٹ کی بنیاد پر شرحِ مبادلہ کے نظام سے مسابقت بحال ہوئی چنانچہ برآمدی نوعیت کی صنعتوں نے بھی جولائی تا فروری م س 20ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو بہتر بنانے میں ایک کردار ادا کیا۔ ٹیکسٹائل کے شعبے نے، جسے بلند برآمدی آرڈرز سے مہمیز ملی، اس عرصے کے دوران 0.4 فیصد کی مثبت نمو حاصل کی۔ یہ پیش رفت ٹیکسٹائل کی برآمدات کے رجحان سے خاصا ہم آہنگ ہے

جو جولائی تا فروری م س 20ء کے دوران 1.4 فیصد سے بڑھ کر 5.3 فیصد ہو گئی جس کی بنیادی وجہ ملبوسات کا زمرہ ہے[2] جیسا کہ گذشتہ رپوٹوں میں بھی اجاگر کیا گیا، دو طرح کی شرح نمو میں عدم تعلق کا سبب یہ ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی سرگرمی کے اشاریے میں ملبوسات کے شعبے کا محدود احاطہ کیا جاتا ہے۔

خردہ شعبے کی بندش نے چونکہ ملکی صَرف کو بری طرح متاثر کیا اس لیے ٹیکسٹائل درآمد کرنے والے اہم ملکوں میں لاک ڈاؤن نے بھی اس سلسلے میں کچھ دباؤ ڈالا۔ اس کے نتیجے میں ٹیکسٹائل شعبے کی نمو مارچ م س 20ء میں منفی ہو گئی۔ ٹیکسٹائل کی طرح چمڑے کی صنعت میں بھی بحالی سست پڑ گئی کیونکہ ملک میں لاک ڈاؤن شروع ہونے پر چمڑے کی اشیا سازی کی سرگرمیاں رک گئیں جبکہ دنیا کے بہت سے ملکوں میں لاک ڈاؤن کے نفاذ سے عالمی طلب بھی پست ہو گئی۔ پاکستان کو جو فوائد برآمدی مسابقت اور چین میں ابتدائی لاک ڈاؤن کی بنا پر برآمدی آرڈر بڑھنے سے حاصل ہوئے تھے وہ مارچ م س 20ء میں ختم ہو گئے۔ چنانچہ چمڑے کے شعبے میں پیداواری سرگرمیاں مارچ م س 20ء میں ماہ بماہ 30.1 فیصد سکڑ گئیں۔

شکل 2.4: فولاد کی صنعت کی نمو

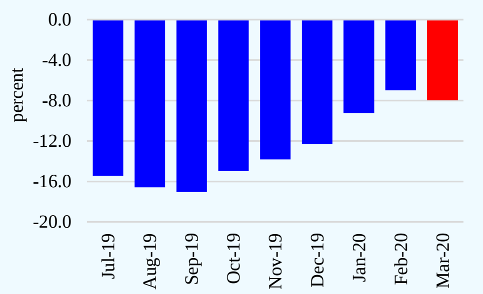

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جولائی تا فروری م س 20ء کے دوران سیمنٹ کی صنعت بھی بحال ہو رہی تھی۔ اس عرصے کے دوران سیمنٹ کی ترسیل میں 10 فیصد اضافہ ہوا جبکہ م س 19ء میں اس عرصے کے دوران کوئی اضافہ نہیں ہوا تھا۔ شمال میں ملکی فروخت کا حجم بڑھ گیا جبکہ جنوب میں برآمدی اسباب سے نمو ہوئی جس سے سیمنٹ کی صنعت اپنی بحالی کے راستے پر چل پڑی۔ تاہم مارچ م س 20ء کے دوران مذکورہ ترسیل میں 14.3 فیصد کمی آ گئی، تاہم بحیثیت مجموعی اس شعبے کو جولائی تا مارچ م س 20ء کے دوران نمو ملی اور حال میں تعمیراتی صنعت کے لیے اعلان کردہ ترغیباتی پیکیج کے پیشِ نظر کچھ بحالی متوقع ہے۔ اسی طرح فولاد کی صنعت کی کارکردگی بھی جو واجبی سی بحالی دکھانے میں کامیاب رہی تھی، مارچ م س 20ء میں معکوس ہو گئی (**شکل 2.4**)۔

[2] برآمدی نمو کو اور اس بنا پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو کو مدد دینے والا ایک اور عامل یہ تھا کہ چین میں کورونا وائرس اور نتیجتاً لاک ڈاؤن پہلے شروع ہو گیا۔ یورپی یونین اور امریکہ کی طرف سے چین سے برآمدی آرڈر منسوخ ہونے کا پاکستان جیسے ملکوں کا قلیل مدت کے لیے فائدہ ہوا۔ چنانچہ برآمدی طلب کے نتیجے میں ملبوسات کی تیاری میں سرگرمی تیزی سے بڑھ گئی (دیکھیے **باب 5**)۔

تاہم اشیا سازی کی چند اہم صنعتیں سخت پابندیوں سے بچی رہیں، جیسے غذائی اور دواسازی کی صنعتیں۔ نیز، کھاد کا شعبہ لاک ڈاؤن کی صورتِ حال سے کافی حد تک بچا رہا جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے پیداواری پلانٹ دیہی علاقوں میں واقع ہیں اور ان میں بلند سطح کا خودکار نظام موجود ہے۔ دریں اثنا، م س 20ء کے لیے شکر کی صنعت کا پیداواری دورانیہ کورونا کی وبا پھوٹنے سے پہلے ختم ہو گیا۔

شکل 2.5 الف: یوریا کی مجموعی پیداوار- بڑی فرمیں

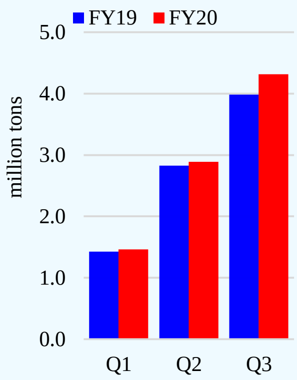

Data source: PBS

شکل 2.5 ب: یوریا کی مجموعی پیداوار- چھوٹی فرمیں

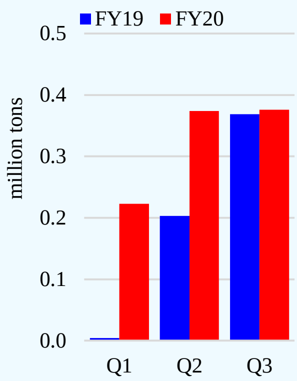

شکل 2.5 ج: دیگر کھادوں کی مجموعی پیداوار

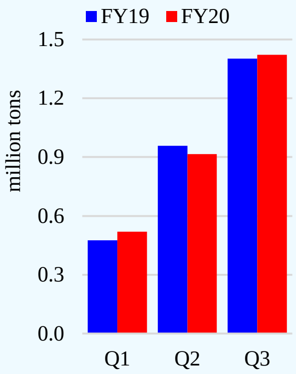

کھاد کی صنعت کی پیداوار میں توسیع جاری رہی۔ م س 20ء کی تیسری سہ ماہی میں یوریا بنانے والے بڑے ادارے واضح طور پر حاوی تھے جبکہ چھوٹے کارخانوں کو گیس کی رسد معطل ہونے سے ان کی پیداوار رک گئی (**شکل 2.5**)۔ اس کے علاوہ لاک ڈاؤن کے اقدامات نے زرعی سرگرمی پر نسبتاً کم اثرات ڈالے اور کھاد کی طلب پر معمولی اثر پڑا۔ مارچ اور اپریل 2020ء کے لیے اجزا (nutrients) کے مجموعی استعمال سے یہ بات واضح ہے جو گذشتہ برسوں کے مقابلے میں معمولی سا فرق ظاہر کرتا ہے۔

شکر کی پیداوار بھی لاک ڈاؤن کے اثرات سے بڑی حد تک محفوظ رہی جس کی وجہ اس کی اپنی حرکیات ہیں۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے م س 20ء میں یہ رائے ظاہر کی گئی تھی، شکر کی صنعت خام مال (گنّے) کی محدود دستیابی کی بنا پر م س 20ء کی تیسری سہ ماہی میں پیداوار میں پہلے جیسی بلند رفتاری نہیں لا سکی۔ چنانچہ م س 20ء کے لیے پیداواری سرگرمی کورونا سے منسلک تعطل شروع ہونے سے پہلے ہی خاصی حد تک مکمل ہو چکی تھی۔

تاہم گذشتہ سال کے مقابلے میں ایک فرق یہ ہے کہ بڑے پیمانے کی کچل کاری کا جو دورانیہ جنوری تا مارچ م س 19ء میں آیا تھا وہ م س 20ء میں بدل کر دسمبر تا فروری ہو گیا۔ کچل کاری کا یہ رجحان بدلنے کے نتیجے میں اساسی اثر کی بنا پر سیزن کی ابتدا ہی میں نمایاں نمو ہوئی (**شکل 2.6**)۔

شکل 2.6: شکر کی پیداوار کا رجحان

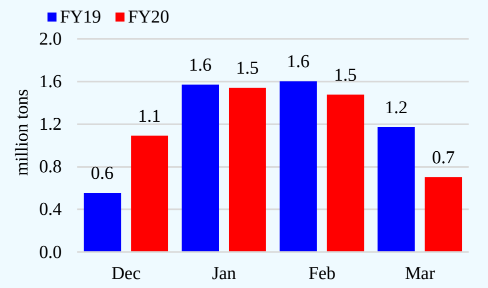

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

صنعتی شعبے کے لیے اقدامات

کورونا وائرس کی وبا کے دوران حقیقی اقتصادی نمو میں تیزی سے کمی کو روکنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے حکومت اور خاص طور پر اسٹیٹ بینک نے متعدد ترغیبات کا اعلان کیا تاکہ ملازمتوں کی صورتِ حال پر اس وبا کے منفی اثرات کو کم کیا جائے اور وبا کے بعد کے حالات میں جب لاک ڈاؤن ختم ہو جائے گا تو پیداوار کی بحالی کو سہارا دیا جائے۔ بحالی کا یہ مرحلہ بھی عالمی اقتصادی صورتِ حال پر منحصر ہو گا خاص طور پر اس بات پر کہ گریٹ لاک ڈاؤن کا دائرہ اور دورانیہ کتنا ہو گا۔ اسٹیٹ بینک کے اِن اقدامات کے اثرات کا تجزیہ اگلی رپورٹوں میں اُس وقت پیش کیا جائے گا جب قرضے کی ان اسکیموں کے استعمال اور اقدامات کے بارے میں اعداد و شمار دستیاب ہو جائیں گے۔

حکومت نے نمو کی بحال کے لیے تعمیراتی شعبے کو متعدد ترغیبات دیں۔ مثال کے طور پر تعمیرات کو صنعت کا درجہ دینا، جائیداد کی قیمتوں کی ری ویلیوایشن، کیپٹل گین ٹیکس کو معقول بنانا، اور متعدد ٹیکس ترغیبات جیسے سیلز ٹیکس اور ود ہولڈنگ ٹیکس سے استثنیٰ،[3] بلڈرز اور ڈیولپرز کے لیے ٹیکسوں کی پست شرحیں، منصوبے کی منظوری کے وقت میں کمی، ہاؤسنگ / مارگیج فنانسنگ کے لیے زرِ اعانت وغیرہ۔ توقع ہے، ان اقدامات کا نتیجہ تعمیراتی صنعت کی حقیقی سرگرمیوں کی صورت میں تب نکلے گا جب نقل و حرکت پر پابندیاں اٹھالی جائیں گی۔[4]

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے کورونا وبا کے چیلنج سے نمٹنے میں صنعت کو مدد دینے کے متعدد اقدامات کیے۔ مہنگائی کا منظر نامہ بہتر ہونے کے بعد، مارچ تا جون 2020ء کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 625 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی۔ نیز ایسی بہت سی نوما لکاری اسکیمیں شروع کی گئیں جن کا مقصد بی ایم آر اور منصوبوں کی توسیع میں سہولت دینا، ملازمتوں کے فروغ میں تعاون کرنا اور ملازمین کی

[3] سیمنٹ اور لوہا و فولاد کی صنعت پر ود ہولڈنگ ٹیکس لاگو رہا۔

[4] لاک ڈاؤن سے اب تک یعنی مئی 2020ء تک لوگوں کی نقل و حرکت پر پابندیاں برقرار ہیں، تاہم ان اقدامات کے اثرات اب تک محدود رہے ہیں۔ اس سے قطع نظر، محنت کشوں کی نقل و حرکت اور پبلک ٹرانسپورٹ پر سے پابندیاں اٹھانے کے ساتھ ساتھ تعمیراتی شعبے کے پیکیج سے یہ شعبہ بحال ہو گا۔

چھانٹی کو روکنا، اور صحتِ عامہ کے شعبے کو مستحکم کرنا تھا تاکہ وہ کورونا وبا سے منسلک چیلنجوں سے بہتر طور پر نمٹ سکے۔ اس کے علاوہ متعدد نومالکاری اسکیموں کے تحت قرضے کی اصل رقم کی ادائیگی میں ایک سال کی رعایت دی گئی اور ایس ایم ای اداروں کو قرضے کی حد 125 ملین روپے سے مستقلاً بڑھا کر 180 ملین روپے کر دی گئی۔[5]

جدول 2.4: شعبہ خدمات کی کارکردگی

فیصد

	جی ڈی پی میں حصہ	نمو	
	م س 20ء	م س 19ء[ن]	م س 20ء[ع]
تھوک فروشی اور خردہ تجارت	18.2	1.1	-3.4
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات	12.3	4.6	-7.1
مالیات اور بیمہ	3.6	5.0	0.8
ہاؤسنگ کی خدمات	7.0	4.0	4.0
عمومی سرکاری خدمات	8.6	5.2	3.9
دیگر نجی خدمات	11.8	5.8	5.4
خدمات	**61.4**	**3.8**	**-0.6**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.4 خدمات

م س 20ء کے دوران خدمات کے شعبے میں سکڑاؤ آنے کی توقع ہے جو پاکستان کی اقتصادی تاریخ میں غیر معمولی بات ہے۔ پیش گوئی کے مطابق یہ سکڑاؤ تھوک کاروبار اور خردہ فروشی اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے زمروں میں نمایاں کمی کی بنا پر آئے گا (**جدول 2.4**)۔

یہ بات واضح ہے کہ لاک ڈاؤن کے نفاذ سے مالی سال کے بقیہ عرصے کے دوران شعبہ خدمات پر منفی اثرات پڑیں گے۔ شاپنگ مال، ریستورانوں اور دیگر تجارتی مراکز کی بندش کے علاوہ سماجی دوری کے انتظامات اور عوامی اجتماعات پر پابندیوں سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد گھروں تک محدود ہو گئی۔ درآمدات میں کمی اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سکڑاؤ سے بھی منسلک خدمات پر متواتر اثرات پڑے۔ اس کے نتیجے میں لاک ڈاؤن کے فوراً بعد تھوک فروشی اور خردہ تجارت کی سرگرمیاں پست ترین سطح تک گر گئیں اور جب پابندیاں رفتہ رفتہ نرم کی گئیں تو ان میں بتدریج معمولی اضافہ ہوا (**شکل 2.7**)۔

اسی طرح پروازوں، ریلویز، اور پبلک ٹرانسپورٹ کی تقریباً چار سے چھ ہفتے تک مکمل معطلی کے نتیجے میں ٹرانسپورٹ کے شعبے میں تیزی سے سکڑاؤ آیا۔ ایندھن سے ہٹ کر دیگر اخراجات کے بڑھنے سے پی آئی اے، دیگر ملکی فضائی کمپنیوں اور پاکستان ریلویز کو بھاری مالی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد ازاں، نقل و حمل کی سرگرمیاں بتدریج بحال ہوئیں چنانچہ 20 مئی 20ء سے محدود تعداد میں ملکی

[5] براہ کرم مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے http://www.sbp.org.pk/corona.asp

پروازیں اور تیس ٹرینیں چلنا شروع ہوئیں۔ اس تعطل کے علاوہ تجارتی گاڑیوں کی فروخت میں کمی سے بھی ٹرانسپورٹ کے شعبے پر خاصا اثر پڑا۔

شکل 2.7: نقل و حرکت میں تبدیلیاں، فیصد تبدیلی، بمقابلہ بیس لائن*

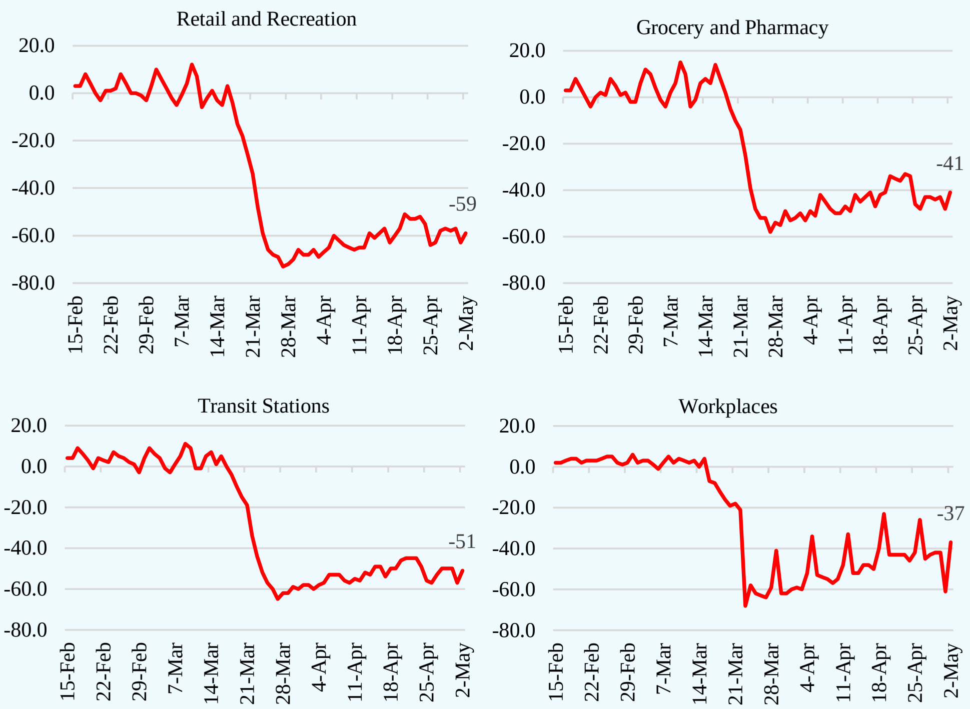

* The baseline is the median value, for the corresponding day of the week, during the 5 week period Jan 3–Feb

Data source: Google COVID-19 Community Mobility Report - May 2, 2020

تاہم تعلیمی اداروں کی بندش اور متعدد اداروں کی جانب سے "گھر سے کام" کے انتظامات اپنائے جانے کے بعد ٹیلی مواصلات کے زمرے میں انٹرنیٹ کے استعمال میں اضافہ دیکھا گیا۔ لاک ڈاؤن کے نفاذ کے صرف ایک ہفتے بعد انٹرنیٹ کے استعمال میں 15 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔[6] اس کا سبب ای لرننگ اور ورچوئل میٹنگ پلیٹ فارمز کا استعمال بڑھنا تھا۔

[6] ماخذ: پاکستان ٹیلی مواصلات اتھارٹی کا پریس ریلیز بتاریخ 26 مارچ 2020ء۔

شکل 2.8: کمپیوٹر خدمات میں پاکستان کی برآمدات

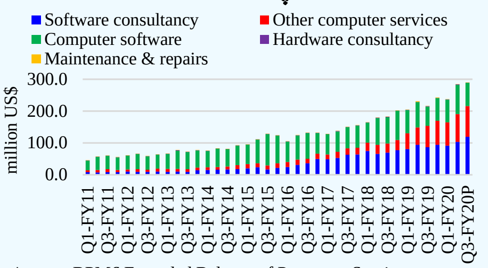

* as per BPM6 Extended Balance of Payments Services Classification (EBOPS 2010).

اس کے ساتھ ساتھ کورونا کی وبا سے پیدا ہونے والا تعطل دیگر نجی خدمات کے معاملے میں نسبتاً پست تھا۔ خاص طور پر آئی سی ٹی کی برآمدات جن کا احاطہ جی ڈی پی کے دیگر نجی خدمات کے زمرے میں کیا جاتا ہے، لاک ڈاؤن سے کم متاثر ہوئیں۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کمپیوٹر خدمات کی سرکاری برآمدات م س 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سہ ماہی بنیاد پر اب تک کی بلند ترین سطح 289 ملین ڈالر تک جا پہنچیں (**شکل 2.8**)۔ ان برآمدات میں سے بیشتر سافٹ ویئر کنسلٹنسی خدمات (41 فیصد) اور کمپیوٹر سافٹ ویئر (25 فیصد) پر مشتمل تھیں، اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ خدمات "گھر سے کام" کے انتظامات کے تحت کم متاثر ہونا تھیں جبکہ ان کے مقابلے میں روایتی خدمات ڈیجیٹل سہولت نہیں رکھتیں۔

سرکاری خدمات کی اضافی فراہمی نے بھی مثبت کردار ادا کیا اور معیشت کو سہارا دیا۔ مثلاً براہِ راست نقد ادائیگی اور راشن کے سامان کی تقسیم کے علاوہ بعض صوبوں نے طبّی عملے کی تنخواہ دگنی کر دی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی اضافی تعیناتی کی۔

جہاں تک مالیات اور بیمہ کا تعلق ہے تو جدولی بینکوں کو (جن کا اس زمرے میں غالب حصہ ہے) جولائی تا مارچ م س 20ء اور چوتھی سہ ماہی م س 20ء کے دوران متضاد تجربات ہوئے۔ ابتدا میں جب شرحِ سود بلند تھی تو بینکوں کی نفع یابی گذشتہ برس کے مقابلے میں اوسطاً زیادہ تھی، یعنی جولائی تا مارچ م س 20ء کے دوران بینکوں کو بعد از ٹیکس 134.3 ارب روپے منافع ہوا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 111.6 ارب روپے تھا۔

تاہم چوتھی سہ ماہی م س 20ء کے دوران لاک ڈاؤن اور کورونا وائرس سے پیدا ہونے والی بے یقینی کے سبب یہ فائدے بڑی حد تک کم ہو گئے۔ مارچ 2020ء میں کیے گئے اسٹیٹ بینک نے یہ جاننے کے لیے کہ مالی ادارے فوری طور پر کن خطرات کا تصور رکھتے ہیں ایک سروے کیا جس میں جواب دہندگان نے رائے دی کہ طویل لاک ڈاؤن سے ان کی نفع یابی پر کچھ اثرات پڑیں گے تاہم ان کی نظر میں زیادہ بڑا نقصان کچھ عرصہ بعد م س 21ء کی پہلی ششماہی میں متوقع تھا۔[7] جواب دہندگان کی رائے میں وبا سے ممکنہ طور پر سب سے زیادہ متاثر ہونے والے شعبوں میں ترتیب وار برقی آلات، ٹیکسٹائل، اور 'سفر، ٹرانسپورٹ اور سیاحت' شامل تھے، جبکہ وہ تجارت کو نسبتاً کم

[7] تفصیلات کے لیے دیکھیے بینک دولت پاکستان کا مالی استحکام کا جائزہ 2019ء۔

متاثر سمجھ رہے تھے۔ اب اِن آرا کا جائزہ لیا جائے تو اُس وقت لاک ڈاؤن کے دورانیے اور دائرہ کار کے بارے میں غالباً محدود معلومات دستیاب ہونے کی بنا پر جواب دہندگان نے تجارتی شعبے کی زد پذیری، اور بینکوں کی نفع یابی پر اس کے اثرات کا کم اندازہ لگایا۔

صورتِ حال کے واضح ہونے کے بعد، تخمینہ ہے کہ مالیات اور بیمہ زمرے میں پورے مالی سال کے دوران محض فیصد نمو ہو گی جو گذشتہ سال سے اور م س 20ء کے اپنے سالانہ ہدف سے خاصی کم ہے (**جدول 2.4**)۔ اگر اسٹیٹ بینک نے وبا کے پیشِ نظر بینکوں کو سہارا دینے کی غرض سے متعدد اقدامات نہ کیے ہوتے تو اب صورتِ حال بدتر ہوتی۔ ان اقدامات میں نقدی پر مبنی روایتی لین دین کو ڈجیٹل ذرائع کی طرف منتقل کرنے کے لیے تیار کی گئی ترغیبات اور چیک کی کلیرنس آسان اور زیادہ محفوظ بنانے کے طریقے شامل ہیں (**جدول 2.5**)۔

جدول 2.5 : کورونا وائرس پر قابو پانے کے سلسلے میں اور بینکاری خدمات سہل بنانے کی غرض سے اسٹیٹ بینک کے چند اقدامات*

ہدف	سرکلر /پریس ریلیز	مجوزہ اقدامات کا خلاصہ
ملازمین کا بہتر تحفظ اور صحت، صارفین کا نقدی کے ساتھ کم از کم رابطہ، خدمات کا تسلسل	بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 6 برائے 2020ء بتاریخ 16 مارچ 2020ء	بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کو ہدایت 1: عملے اور صارفین کو کورونا وائرس سے آگاہ کریں، 2: عالمی ادارہ صحت اور حکومت کی جاری کردہ ہدایات پر عمل درآمد کریں، 3: ڈلیوری کے متبادل طریقے استعمال کرنے کی صارفین کو ترغیب دیں،
بینک برانچوں یا اے ٹی ایم تک جانے کی ضرورت کم ہو، اور ادائیگی کے ڈجیٹل طریقوں کے استعمال کو فروغ دینا	ای آر ڈی پریس ریلیز بتاریخ 18 مارچ 2020ء پی ایس ڈی سرکلر نمبر 2 برائے 2020ء	1: اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو ہدایت کی کہ آن لائن بینکاری ذرائع سے رقوم کی منتقلی پر تمام چارجز ختم کیے جائیں 2: بینکوں کو ہدایت کی گئی کہ احتیاطی / حفاظتی اقدامات یقینی بنا کر آن لائن بینکاری کے استعمال میں صارفین کو سہولت دیں 3: مالی صنعت کو ہدایت کی گئی کہ انٹرنیٹ بینکاری / موبائل آلات کے ذریعے تعلیمی فیس اور قرضوں کی ادائیگی میں سہولت دے
ڈجیٹل بینکاری اور ڈلیوری کے متبادی طریقوں کے استعمال کو فروغ دینا، صارفین کے مسائل کا بروقت حل، آلودہ نوٹوں کو گردش سے نکالنا	ای آر ڈی پریس ریلیز بتاریخ 23 مارچ 2020ء بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 8 برائے 2020ء ایف ڈی سرکلر نمبر 1 برائے 2020ء	1: اے ٹی ایم کی مسلسل دستیابی یقینی بنائی جائے گی 2: اسپتالوں اور کلینکوں سے وصول شدہ نقدی کو صاف، جراثیم سے پاک، مہر بند اور قرنطینہ کرنے کے لیے بینکوں کو تفصیلی ہدایات 3: بینکاری خدمات کی فراہمی کے لیے درکار تمام لازمی وظائف اور سسٹمز دستیاب رکھے جائیں 4: بینکوں کو اجازت دی گئی کہ وہ اپنی حدود میں صرف لازمی عملہ طلب کریں اور باقی کے لیے گھر پر رہ کر کام کرنے کے انتظامات کریں
کورونا کے بایو میٹرک تصدیق اور جسمانی واسطے کے ذریعے پھیلاؤ کا خطرہ کم سے کم کرنا	بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 10 برائے 2020ء	مجاز مالی اداروں کو ہدایت کی گئی کہ برانچ لیس بینکاری اکاؤنٹس کے ضمن میں منجملہ دیگر امور کے، بایو میٹرک تصدیق، کیش نکلوانے اور جمع کرانے کی ماہانہ حد، اور لین دین کی یومیہ حد سے متعلق اقدامات کریں
دکانداروں کو ڈجیٹل طریقے سے ساتھ ملانے کے لیے ضوابط	بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 11 برائے 2020ء	جن دکانداروں کے اکاؤنٹس کی بایو میٹرک تصدیق نہیں ہوئی ان کے لیے لین دین کی حد اور ان کے اکاؤنٹ کی زیادہ سے زیادہ رقم کی حد 30 ستمبر 2020ء تک بڑھا دی گئی

کاغذی کلیئرنگ آپریشنز سے متعلق سہولت سے کورونا پر قابو پانے میں مدد	پی ایس ڈی سرکلر نمبر 4 برائے 2020ء	بینکوں / مائکرو فنانس بینکوں کو منجملہ دیگر کے درج ذیل کی اجازت دی گئی: 1: براہ راست چیک جمع کرانے کی سہولت، 2: گھر سے چیک وصول کرنے کی سہولت، 3: ڈراپ باکس سے چیک وصولی کی سہولت
کورونا وائرس کی آڑ میں صارفین سے ذاتی معلومات طلب کرنے والے دھوکہ بازوں سے عوام کو ہوشیار کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی ہیلپ لائن	ای آر ڈی پریس ریلیز بتاریخ 6 اپریل 2020ء	1: شکایت کنندگان کو بینکوں سے مناسب جواب نہ ملے تو وہ اسٹیٹ بینک کی ہیلپ لائن سے رجوع کرسکتے ہیں، 2: جن بینک ملازمین / صارفین کو پھر بھی تشویش لاحق رہے وہ اسٹیٹ بینک کو بذریعہ ای میل مطلع کرسکتے ہیں،3: عوام الناس کو دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہنے کی پھر ہدایت کی گئی
	پی ایس ڈی سرکلر لیٹر نمبر 2 برائے 2020ء	تمام جاری کنندہ اور وصول کنندہ بینک کوئی سروس فیس (بشمول انٹر چینج ری امبرسمنٹ فیس، مرچنٹ ڈسکاؤنٹ ریٹ، مرچنٹ آئی ڈی فیس)، یا کوئی اور فیس جو ریلیف فنڈ میں جمع کرائی گئی کسی رقم پر عائد ہوتے ہوں، چارج نہیں کریں گے
جراثیم سے پاک نقدی کی بلا تعطل فراہمی	ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 5 برائے 2020ء	بینکوں کو چودہ دن قرنطینہ مکمل کرنے والی گئی نقدی کے استعمال کی اجازت دی گئی

* مکمل تفصیل کے لیے براہِ کرم سرکلر ملاحظہ کیجیے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک

3 مہنگائی اور زری پالیسی

کورونا وائرس کی وبا کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ممکنہ خرابیوں کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے مالی سال20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 225 بی پی ایس کٹوتی کی اور کاروباری اداروں اور صحت کی دیکھ بھال کی سہولتوں کو اعانت کی فراہمی کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔ سہ ماہی کے آخر میں مہنگائی میں بھی کمی ہوئی کیونکہ ملکی طلب میں قابل ذکر کمی، غذائی مہنگائی میں استحکام اور ملکی صارفین کو تیل کی انتہائی کم عالمی قیمتوں کی منتقلی کے باعث مہنگائی کے وسط مدتی امکانات میں مزید بہتری آ گئی تھی جبکہ ملکی قرضہ منڈی میں افراتفری پر مبنی بیرونی فروخت اور دو طرفہ اور کثیرفریقی قرضوں کی بالاقساط واپسی نے حکومت کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری پر انحصار کو بڑھا دیا۔ وبا پر قابو پانے کے اقدامات سے فرموں کی مالی سیالیت کی پوزیشن متاثر ہوئی اور نجی شعبے نے بھی بینکوں سے قرض گیری بڑھا دی۔

3.1 زری پالیسی

دوسری سہ ماہی کے دوران رسدی عوامل کے سبب پیدا ہونے والے مہنگائی کے دباؤ میں جنوری 2020ء میں مزید شدت آ گئی جبکہ پوری معیشت کے لیے اصل چیلنج مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے آخر میں ابھر کر سامنے آیا۔ کورونا وائرس کے ملکی اور عالمی پھیلاؤ کے اثرات نے بڑے پیمانے پر معیشت کو اس وقت متاثر کرنا شروع کیا جب وائرس پر قابو پانے کے اقدامات کے باعث خردہ فروشی اور پیداواری سرگرمیاں تقریباً رک گئی تھیں۔ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غیر یقینی صورتِ حال، ملازمت سے برطرفیوں اور یومیہ اجرت کمانے والوں کے لیے کام کے نہ ہونے کے برابر مواقع ملکی طلب میں قابل ذکر کمی پر منتج ہوئے۔ مالی منڈیاں بھی اس صورتِ حال سے محفوظ نہیں رہ سکیں کیونکہ عالمی سطح پر خطرے سے گریز کی بلند سطح نے بیرونی سرمائے کو ملکی قرضہ منڈی سے اخراج کی ترغیب دی اور مقامی اسٹاک ایکس چینجوں پر بھی فروخت کا دباؤ خاصا بڑھا دیا۔ ان حالات میں حکومتی قرض گیری کا بوجھ غیر متناسب طور پر ملکی بینکاری نظام کو اٹھانا پڑے گا، کیونکہ صحت کی دیکھ بھال کی بھاری ضروریات اور سماجی رقوم کی منتقلیوں نے مالیاتی بیلنس شیٹ پر اضافی بوجھ ڈالنا شروع کر دیا ہے۔

یہ ہمت آزما معاشی اور مالی حالات زری پالیسی کی ایک پیش بین اور جارحانہ حکمت عملی کے متقاضی تھے۔ خصوصاً وائرس کے باعث سکڑاؤ کی وجہ سے ملکی طلب کو کچھ تحریک دینا اہم تھا۔ مزید برآں، رسدی زنجیر میں تعطل، بڑھتی ہوئی نادہندگیوں سے بچنے اور مالی نظام کو درپیش مشکلات کے نتیجے میں کاروباری اداروں پر نقد رقوم کے بہاؤ کے ممکنہ دباؤ کے پیش نظر محتاط انتظام درکار تھا۔ لہٰذا، اسٹیٹ بینک

نے تیسری سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 225 بیسس پوائنٹس کمی کی۔ اپنے 17 مارچ کو پہلے سے طے شدہ اجلاس میں زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ میں 75 بیسس پوائنٹس کمی کی لیکن ملکی اور عالمی دونوں سطحوں پر تیزی سے بدلتے معاشی حالات کے باعث ایک ہفتے بعد اس کا اجلاس دوبارہ منعقد ہوا جس میں پالیسی ریٹ میں مزید 150 بی پی ایس کٹوتی کی گئی۔[1] مقررہ وقت سے ہٹ کر اجلاس اور فیصلے سے ظاہر تھا– اور اس کی تفصیلات پالیسی بیان میں بھی واضح طور دی گئی ہیں– کہ زری پالیسی کمیٹی کورونا وائرس کی وجہ سے معاشی پیش رفتوں کے ردعمل میں جو بھی اقدامات ضروری سمجھے گی، کرنے کے لیے تیار ہے۔ مزید برآں، زری پالیسی کمیٹی نے آپریشنز کے لیے بہترین عالمی روایات کے مطابق شرح سود کوریڈور کو پالیسی ریٹ سے ہم آہنگ کرنے کا فیصلہ بھی کیا۔

ان فیصلوں کو مہنگائی کے محاذ پر پیش رفتوں اور قیمتوں کے وسط مدتی سازگار امکانات سے مدد ملی۔ جنوری 2020ء میں معمولی کمی کے بعد اگلے مہینوں میں مجموعی مہنگائی میں کمی آنا شروع ہوگئی کیونکہ تلف پذیر اشیا کی قیمتوں نے رسد کے سرکاری انتظامی اقدامات پر مثبت ردعمل ظاہر کیا۔ غذائی اشیا کی قیمتوں میں کمی سے قبل اسٹیٹ بینک نے وسط مدت میں اوسط عمومی مہنگائی 5 تا 7 فیصد ہدف کی حد میں رہنے کی پیش گوئی کی تھی۔ رسد کے دھچکوں کی عبوری نوعیت اور محدود مہنگائی کی توقعات پر مبنی ان پیش گوئیوں نے مہنگائی کی مسلسل بلند شرح کے تخمینوں کے باوجود زری پالیسی کمیٹی کو اپنے جنوری کے فیصلے میں پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہ کرنے کی ترغیب دی۔

تاہم جب زری پالیسی کمیٹی کا اجلاس مارچ 2020ء کے آخر میں منعقد ہوا تو اس میں مہنگائی کی پیش گوئی میں معیاری بہتری کا تذکرہ کیا گیا۔ اگرچہ کمیٹی نے شرح مبادلہ پر عارضی دباؤ اور کورونا وائرس دھچکے کے ردِعمل میں بڑھتے ہوئے مالیاتی دباؤ کا تذکرہ کیا تھا، تاہم کمیٹی نے زیادہ زور سست ہوتی معاشی سرگرمیوں کو اعانت کی فراہمی پر دیا۔ مزید برآں، ملکی طلب کی قابل ذکر سست رفتاری، غذائی اشیا کی معتدل قیمتیں، اور تیل کی عالمی قیمتوں کی ریکارڈ کم سطح کے تناظر میں مہنگائی کی مجموعی صورتِ حال باعثِ تشویش نہیں تھی۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ مہنگائی کا مخفی رجحان بظاہر معتدل تھا جس کی عکاسی قدرے مستحکم قوزی مہنگائی اور مہنگائی کی توقعات میں خاصی کمی سے ہوتی ہے۔ قیمتوں پر دباؤ میں کمی کے نتیجے میں اب درمیانی مدت کا 5 تا 7 فیصد ہدف پچھلی پیش گوئی سے کچھ وقت قبل حاصل ہونے کی توقع تھی۔

پالیسی ریٹ میں کمی کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے عارضی معاشی ری فنانسنگ سہولت کے ذریعے کاروباری اداروں کو اضافی اعانت بھی فراہم کی، جس کے تحت نئے منصوبوں میں پلانٹ اور مشینری سے متعلق بینکوں کی قرض گاری پر 7.0 فیصد کی معین شرح سے 10 برسوں کے لیے ری فنانسنگ دی گئی۔ اسٹیٹ بینک نے اصل زر کی ادائیگیوں میں ایک سال کی توسیع کا اعلان بھی کیا اور قرضوں کی ری شیڈولنگ کی

[1] اس کے بعد وسط اپریل میں 200 بی پی ایس اور مئی اور جون 2020ء میں بالترتیب مزید 100 اور 100 بی پی ایس کٹوتی کی گئی، جس سے مجموعی طور پر کٹوتی 625 بی پی ایس تک پہنچ گئی۔

مدت کو دگنا کرکے 90 روز سے بڑھا کر 180 دن کر دیا گیا جبکہ ان کمپنیوں کو رعایتی فنانسنگ کی پیشکش کی گئی جو اپنے ملازمین کو برطرف نہیں کریں گی۔ ان تمام اقدامات سے مقامی کاروباری اداروں کے ساتھ ساتھ انفرادی قرض گیروں پر نقدر قوم کی آمد ورفت کے دباؤ میں کمی متوقع ہے۔ تیسری سہ ماہی میں ایسے دباؤ کا ابھرنا پہلے ہی نمایاں تھا، سہ ماہی کے دوران غیر فعال قرضوں کے واجب الادا اسٹاک

جدول 3.1: زری مجموعے (عبوری)

ارب روپے

	جولائی تا مارچ		تیسری سہ ماہی		مارچ	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
ایم ٹو (الف+ب)	**812.9**	**1,520.0**	**235.6**	**602.7**	**327.6**	**639.4**
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	-613.7	797.1	67.4	-80.9	229.4	-329.9
ب۔ خالص ملکی اثاثے	1,426.6	722.9	168.2	683.6	98.2	969.3
میزانی قرض گیری *	**828.8**	**966.5**	**178.2**	**779.8**	**-159.7**	**776.2**
بینک دولت پاکستان	3,444.9	-480.4	2,187.8	260.1	266.8	315.4
جدولی بینک	-2,616.1	1,446.9	-2,009.6	519.7	-426.5	460.7
اجناسی کارروائیاں	-166.1	-137.2	-80.7	-108.6	-25.6	-40.2
نجی شعبے کا قرضہ	**611.5**	**323.2**	**41.1**	**107.6**	**-4.4**	**73.2**
سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز	310.2	3.5	165.1	5.8	194.3	12.3
دیگر اجزا خالص	-160.4	-440.3	-135.1	-106.3	93.6	145.5

* یہ اعدادوشمار واجب الوصول بنیادوں پر ہیں۔ یہ نقد بنیادوں پر بینک کی فنانسنگ کی رقم سے مماثلت نہیں رکھتے، جسے جدول 4.1 میں دیا گیا ہے۔

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

میں 5.9 فیصد اضافے کے نتیجے میں آخر مارچ 2020ء تک مجموعی انفیکشن کا تناسب بڑھ کر 9.1 فیصد پر آگیا جو گذشتہ برس 8.2 فیصد تھا۔ نتیجتاً، اپنی مالی ضروریات پوری کرنے کے لیے فرموں کے بینکوں پر انحصار کی سطح بلند رہی، خصوصاً برآمد کنندگان نے پیداوار کے بعد برآمدی آرڈرز کی منسوخی اور ذخائر میں اضافے کی شکایت کی تھی۔

3.2 زری مجموعے

مالی سال20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران زر کی رسد (ایم ٹو) میں توسیع گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں دگنی سے زائد رہی (**جدول 3.1**)۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ایم ٹو میں مجموعی طور پر 1.5 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 812.9 ارب روپے تھا۔ گذشتہ دو سہ ماہیوں میں دیکھے گئے رجحان کے مقابلے میں تیسری ماہی کے دوران توسیع کا سبب خالص ملکی اثاثوں

میں اضافہ تھا جبکہ خالص بیرونی اثاثوں میں کمی دیکھی گئی۔ خالص ملکی اثاثوں میں اہم اضافہ بینکاری نظام سے اعانتِ میزانیہ میں خاصی نمو کے باعث ہوا۔

شکل 3.1 : خالص بیرونی اثاثوں میں ماہانہ تبدیلی

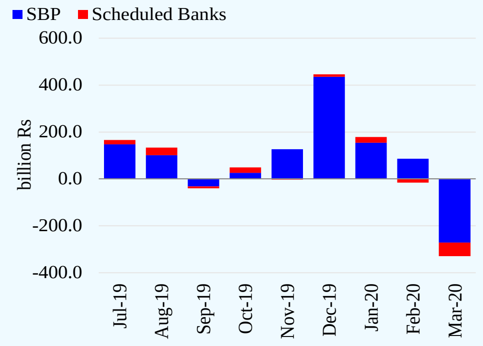

Data source: State Bank of Pakistan

دوسری جانب، مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں خالص بیرونی اثاثے 80.9 ارب روپے کم ہوئے جبکہ گذشتہ برس 67.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ تاہم ماہانہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں فروری تک اضافہ ہوتا رہا لیکن مارچ میں یہ رجحان تبدیل ہوگیا (شکل 3.1)۔

شکل 3.2 : بینکاری نظام سے میزانی قرض گیری

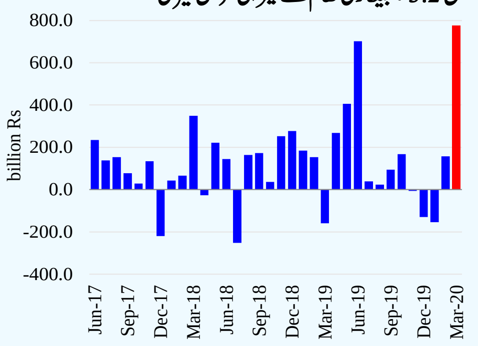

Data source: State Bank of Pakistan

یہ استرداد بنیادی طور پر ملکی قرضہ منڈی سے بیرونی سرمائے کے بھاری اخراج کے بعد اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی کا عکاس ہے۔ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کو اضافی دھچکا اس مہینے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی سے لگا، جس نے بیرونی واجبات کے موجودہ اسٹاک کی روپے میں مالیت کو بڑھا دیا۔

واجبات کے لحاظ سے معیشت میں نقدر قوم کی سرایت مضبوط رہی۔ سہ ماہی کے دوران کرنسی کی نمو ڈپازٹس میں ہونے والی نمو کے مقابلے میں تقریباً دگنی تھی۔ اس کے نتیجے میں کرنسی تا ڈپازٹ تناسب دسمبر 2019ء کی پہلے سے بلند سطح 39.4 فیصد سے بڑھ کر مارچ 2020ء میں 41.7 فیصد پر آ گیا۔[2]

[2] یکم مارچ تا 24 اپریل 2020ء میں کرنسی تا ڈپازٹ تناسب 42.8 فیصد کی اوسط تک پہنچ گیا، جو گذشتہ 20 برسوں میں آٹھ ہفتوں کی مدت میں ہونے والا بلند ترین اضافہ تھا۔

میزانی قرض گیری

مالی سال20ء کی تیسری سہ ماہی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 23 فیصد کم مالیاتی خسارے (نامیہ لحاظ سے) کے باوجود مالی سال20ء کی تیسری سہ ماہی میں بینکاری نظام سے اعانتِ میزانیہ کے لیے قرض گیری تیزی سے بڑھ کر 779.8 ارب روپے تک پہنچ گئی جو گذشتہ برس صرف 178.2 ارب روپے تھی۔ اس قرض گیری کا بیشتر حصہ مارچ میں مرتکز تھا، جس دوران حکومت کو کورونا وائرس کے نتیجے میں محصولات میں تیزی سے کمی کے ساتھ ساتھ بھاری مالیاتی بوجھ کا سامنا تھا(**شکل 3.2**)۔ مؤخرالذکر کا اہم سبب ملکی قرضہ منڈی پر بھاری بیرونی فروخت (مارچ میں 1.8 ارب ڈالر کے مساوی) کے خاصے دباؤ کے ساتھ ساتھ شیڈول کے مطابق دوطرفہ اور کثیر فریقی رقوم کی واپسی تھی۔[3]

مالی سال20ء کی تیسری سہ ماہی میں میزانی ضروریات کے بڑے حصے کی مالکاری کمرشل بینکوں نے کی جبکہ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کے حجم میں بھی 260.1 ارب روپے کا اضافہ ہوگیا۔ یہ بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کے پاس حکومت کی تحفظ یافتہ نقد رقوم کو نکالنے اور جمع شدہ مارک اپ کے بڑھنے کی عکاسی کرتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ حکومت نے ایس بی پی ایکٹ کے ساتھ ساتھ آئی ایم ایف سے معاہدے کے مطابق مرکزی بینک سے نئے ایم آر ٹی بیز کے اجرا سے گریز کرنے کے وعدے کو پورا کیا۔

جہاں تک کمرشل بینکوں سے قرض گیری کا تعلق ہے ،تیسری سہ ماہی کے دوران ان میں سے بیشتر ٹی بلز خصوصاً 12 ماہ کے تمسکات میں مرتکز تھی۔ تاہم سہ ماہی کے آغاز میں بین البینک منڈی نے حکومتی تمسکات کی بولی دیتے وقت بڑھتی مہنگائی کے رجحان کو زیادہ اہمیت دی تھی۔ اس لیے پالیسی ریٹ میں کٹوتی کی کم توقعات اور معکوس خطِ یافت کا نتیجہ بولیوں کے سہ ماہی ٹی بلز میں ارتکاز کی صورت میں نکلا(**شکل 3.3**)۔ تاہم مارچ 2020ء کے زری پالیسی اجلاس

شکل 3.3: ٹی بلز کی بولی کا رجحان

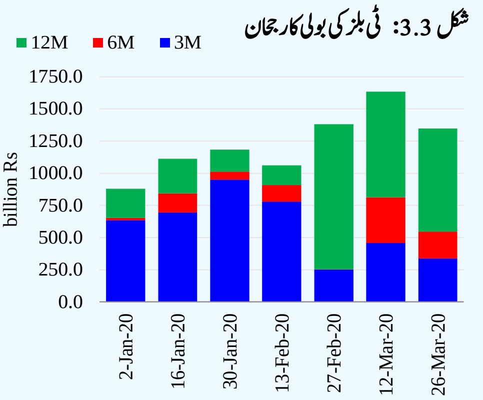

Data source: State Bank of Pakistan

---

[3] مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں مجموعی سرکاری قرضے میں 1.4 ارب ڈالر کی بالاقساط واپسی میں سے 931 ملین ڈالر کی ادائیگی مارچ 2020ء میں ہوئی تھی۔

میں نرخوں میں کٹوتی کے لیے موافق احساسات اور فروری میں معتدل مہنگائی کی پیش گوئی، تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی اور کورونا وائرس کی وبا کے پھیلاو میں شدت اختیار کرنے کے سبب کمزور ہوتی طلب کے نتیجے میں بولی کا رجحان 12 ماہ کے تمسکات پر منتقل ہو گیا۔[4]

جدول 3.2: مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں ٹی بل نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

مدت	ہدف	عرصیت	پیشکش کردہ*	قبول شدہ: خام	قبول شدہ: عرصیت کا خالص
سہ ماہی	1,000.0	2,100.9	4,104.1	1,866.7	-234.2
ششماہی	750.0	290.0	927.6	337.2	47.2
بارہ ماہی	1,000.0	0.0	3,566.9	954.3	954.3
کل	2,750.0	2,390.9	8,598.5	3,158.3	767.4

* صرف مسابقتی بولیاں

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

مجموعی طور پر 2,750.0 ارب روپے کے ٹی بلز کے ہدف کے مقابلے میں 3,158.3 ارب روپے کے ٹی بلز جاری ہوئے (**جدول 3.2**)۔ سہ ماہی میں تین ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز پر بانڈز کی قلیل مدتی یافتوں میں بالترتیب 219 بی پی ایس، 199 بی پی ایس اور 226 بی پی ایس کمی ہوئی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سہ ماہی کی ابتدائی پانچ نیلامیوں میں قطع شرح سود بڑی حد تک مسطح رہی تھی جبکہ آخری دو نیلامیوں میں شرحوں میں تیزی سے کمی آگئی تھی۔

شکل 3.4 : ثانوی بازار کی یافتیں

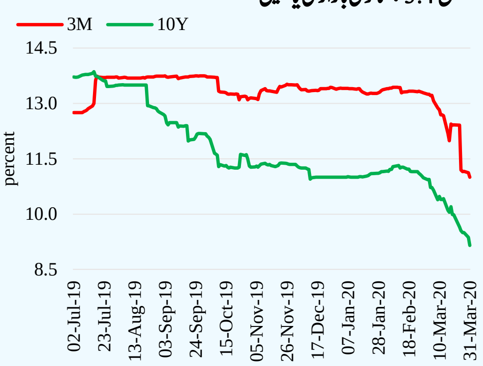

Data source: MUFAP

پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز) میں بھی یہی رجحان دیکھا گیا۔ سہ ماہی کی آخری نیلامی میں ریٹ میں کٹوتی کی مضبوط توقعات کا نتیجہ پی آئی بیز کی طلب بڑھنے کی صورت میں نکلا، جس سے حکومت کو یافتوں میں کمی کرنے کا موقع مل گیا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ اپنے عرصیت کے خاکے میں توسیع کی کوشش میں حکومت نے ایک 20 سالہ بانڈ کی بولی کو بھی قبول کیا ہے جبکہ اس سے قبل یہ تمسک آخری بار جنوری 2015ء میں جاری کیا گیا تھا۔ 24 مارچ کو اجلاس میں پالیسی

[4] فروری اور مارچ کے آغاز میں تھائی لینڈ، چین، انڈونیشیا، آسٹریلیا اور امریکہ سمیت متعدد ممالک کے مرکزی بینکوں نے کورونا وائرس کے پھیلاؤ کے رد عمل میں اپنے پالیسی ریٹس میں کٹوتیوں کا اعلان کیا۔

ریٹ میں 150 بی پی ایس کٹوتی کے ردعمل میں خط یافت کے مسطح ہونے کی ابتدائی علامات اس وقت نمودار ہوئیں جب بانڈز کی طویل مدتی یافتوں کے مقابلے میں قلیل مدتی یافتوں میں تیزی سے کمی آگئی تھی (**شکل 3.4**)۔

بین البینک سیالیت

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں بنیادی مارکیٹ کی طرح ثانوی مارکیٹ میں بھی کچھ قابل ذکر پیش رفتیں دیکھی گئیں۔ سہ ماہی کے دوران جنوری 2018ء میں شروع ہونے والے سکڑاؤ پر مبنی زری پالیسی موقف کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ زری پالیسی کمیٹی نے شرح سود کوریڈور کو پالیسی ریٹ کے مطابق متوازن بنانے کی بہترین عالمی روایات سے ہم آہنگ کرنے کا اعلان کیا (**شکل 3.5**)۔

شکل 3.5: شرح سود کوریڈور

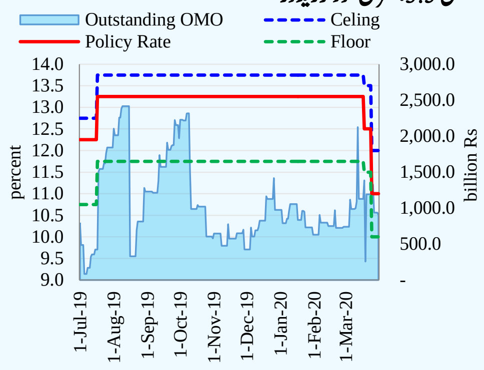

Data source: State Bank of Pakistan

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ رواں مالی سال کی ابتدائی دو سہ ماہیوں کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی تیسری ماہی کے دوران بین البینک مارکیٹ زیادہ مستحکم رہی (**شکل 3.6**)، جبکہ ماہانہ ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ فروری کے مقابلے میں جنوری اور مارچ میں تغیرپذیری زیادہ تھی۔[5] جنوری میں سیالیت کا زیادہ دباؤ ڈپازٹس میں موسمی کمی کے باعث پڑا، جس کی تلافی جزوی طور پر اسٹیٹ بینک کی زرمبادلہ کی خریداریوں اور حکومتی اور نجی شعبے کی جانب سے رقوم کی واپسی سے ہوئی تھی۔ نتیجتاً، بازارِ زر کے اوسط واجب الادا سودے دسمبر 2019ء کے 845.8 ارب روپے کے معمولی اضافے سے بڑھ کر جنوری 2020ء میں 875.3 ارب روپے ہو گئے۔ فروری میں بین البینک منڈی مستحکم تھی کیونکہ ڈپازٹ کی نمو میں بحالی کی بدولت بازارِ زر کے اوسط واجب الادا سودے کم ہو کر 747.1 ارب روپے ہو گئے تھے۔

شکل 3.6: شبینہ نرخ کا پالیسی ریٹ سے انحراف

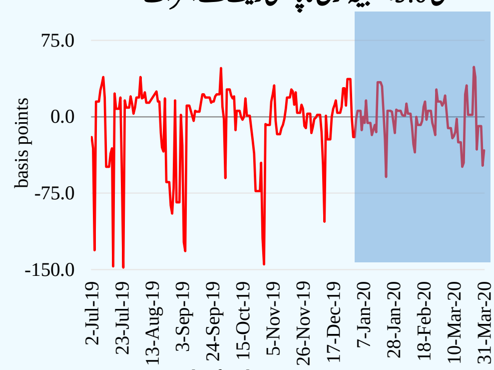

Data source: State Bank of Pakistan

[5] جنوری، فروری اور مارچ میں شبینہ نرخوں کا ماہانہ اوسط معیاری انحراف بالترتیب 0.19 فیصد، 0.13 فیصد اور 0.21 فیصد تھا۔

مارچ 2020ء میں حکومت کو درپیش مالی دباؤ کی وجہ سے بین البینک منڈی میں تغیر پذیری ایک بار پھر بڑھ گئی۔ اہم بات یہ ہے کہ مہینے کے دوران ملکی قرضہ منڈی سے سرمائے کے اخراج نے بینکوں کی سیالیت پر دوہرا اثر ڈالا: ایک جانب رقوم کے اخراج نے روپے کی سیالیت میں مشکلات پیدا کیں کیونکہ کمرشل بینکوں نے حکومتی تمسکات میں اپنی سرمایہ کاریوں کو بڑھا دیا تھا؛ دوسری جانب اسٹیٹ بینک کی طرف سے شرح مبادلہ کو مستحکم رکھنے کے لیے زرِ مبادلہ کے ادخالات نے روپے کی سیالیت پر اضافی دباؤ ڈال دیا۔ شبینہ نرخوں کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اپنے بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کو بڑھا کر 1,057.7 ارب روپے کر دیا۔

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں میں 187.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں درج کیے جانے والے 554.7 ارب روپے کا ایک تہائی بنتا ہے۔ تاہم مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں بہاؤ گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ تھا، کیونکہ کاروباری اداروں نے جاری سرمائے کی ضروریات کی مالکاری کے لیے جارحانہ انداز میں قلیل مدتی قرضے حاصل کیے۔ اہم بات یہ ہے کہ ان قرضوں کا ایک بڑا حصہ صنعتی سرگرمی (جیسے ٹیکسٹائل) میں استعمال ہوا جو سہ ماہی کے ابتدائی حصے میں معیشت کی بحالی سے ہم آہنگ تھا۔ لیکن بعد میں نقد رقوم کی مشکلات نے بھی کاروباری اداروں کی قرض گیری کی ضروریات پر اثر انداز ہونا شروع کر دیا تھا۔

شکل 3.7: کاروباری شعبے کے قرضوں کے اجزائے ترکیبی

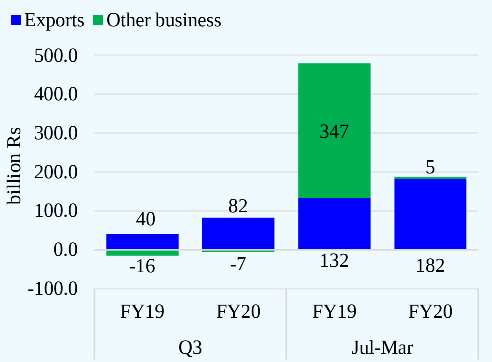

Data source: State Bank of Pakistan

خصوصاً برآمد کنندگان نے پیداوار کے بعد برآمدی آرڈرز منسوخ ہونے کی شکایت کی کیونکہ ترقی یافتہ معیشتوں نے وبا پر قابو پانے کے اقدامات پر عملدرآمد شروع کر دیا تھا۔ اس لیے سہ ماہی میں کاروباری اداروں کی تقریباً تمام قرض گیری برآمدی شعبے میں مرتکز تھی (**شکل 3.7**)۔ مجموعی طور پر کاروباری اداروں نے مارچ 2020ء میں 73.2 ارب روپے کے جاری سرمائے کے قرضے استعمال کیے جو پچھلے مہینے کے 55.5 ارب روپے اور مارچ 2019ء کے 16.5 ارب روپے کی خالص واپسی کی نسبت خاصے زیادہ تھے۔

برآمدکنندگان کو جاری سرمائے کے قرضوں میں مزید اضافہ

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں 79.8 ارب روپے کا خالص اضافہ درج کیا گیا جو مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں محض 1.8 ارب روپے نمو کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ جاری سرمائے کی قرض گیری کی ایک قابلِ ذکر پیش رفت سہ ماہی کے دوران برآمد کنندگان کی روپے پر مبنی قرض گیری پر منتقلی تھی (**شکل 3.8**)۔

شکل 3.8: برآمدی قرضوں کے اجزائے ترکیبی (ماہانہ بہاؤ)

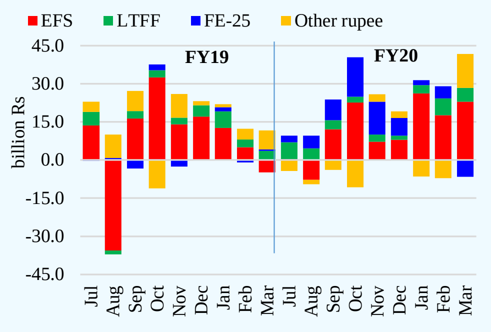

Data source: State Bank of Pakistan

جیسا کہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں تذکرہ کیا گیا ہے ، برآمد کنندگان پچھلی سہ ماہی کے دوران بیرونی کرنسی میں قرضوں کی طرف زیادہ راغب تھے، خصوصاً وہ برآمد کنندگان جو اسٹیٹ بینک کی ری فنانسنگ اسکیم کے اہل نہیں تھے۔ کچھ رسدی مشکلات نے بھی اہم کردار ادا کیا خاص طور پر ان بینکوں کے معاملے میں جو ای ایف ایس کی مقررہ حد کا بڑا حصہ استعمال کر چکے تھے۔ تاہم اسٹیٹ بینک نے جنوری 2020ء سے ای ایف ایس کی مجموعی حد 100 ارب روپے تک کر دی۔ اس لیے سہ ماہی کے دوران ای ایف ایس کے تحت حاصل کی گئی مجموعی قرض گیری میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ دوسری جانب جنوری اور فروری 2020ء میں بیرونی کرنسی میں قرض لینے کی سست رفتار ہو گئی اور اس میں مارچ کے مہینے میں خالص واپس درج کی گئی– مؤخر الذکر بازارِ مبادلہ میں دباؤ کے اثر کی عکاسی کرتا ہے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں ٹیکسٹائل شعبے کی جانب سے قرض گیری کی سطح گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بلند رہی اور مینو فیکچررز کے قرضوں کے اضافے میں اس کا حصہ تقریباً 75 فیصد رہا (**جدول 3.3**)۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس شعبے کی قرض گیری کا بیشتر حصہ پیداواری سرگرمیوں کے لیے حاصل کیا گیا تھا کیونکہ ملبوساتی برآمدات کی مقدار ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئی جبکہ کپاس کی قیمتوں میں مہنگائی کمزور رہی۔[6] اس شعبے کو ای ایف ایس پر 3.0 فیصد کی پرکشش شرح سے فائدہ پہنچا کیونکہ سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں نصف سے زائد اضافہ ای ایف ایس کے قرضوں پر مشتمل تھا۔

[6] ملکی منڈیوں میں کپاس میں معتدل مہنگائی رہی لیکن بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کی قیمت سال بسال بنیادوں پر کم ہوئی، جو خام مال کی قیمت کی نسبت سرگرمی کی بالادستی کو ظاہر کرتی ہے۔ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں کپاس کی ملکی قیمتیں صرف 3.4 فیصد بڑھ سکیں جبکہ اس کی بین الاقوامی قیمتیں سال بسال بنیادوں پر 9.7 فیصد کم تھیں۔

جدول3.3: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے: جولائی تامارچ*

بہاؤ ارب روپے میں

	مجموعی قرضے		جاری سرمایہ**		معین سرمایہ کاری	
	م س19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	**554.7**	**187.3**	**471.5**	**192.5**	**83.1**	**-5.2**
مینوفیکچرنگ	452.0	237.7	400.4	218.6	51.6	19.1
ٹیکسٹائل	173.9	191.5	154.9	165.3	19.0	26.2
تیار ملبوسات	5.7	26.8	5.6	22.8	0.1	4.0
چینی	34.9	49.4	20.8	52.8	14.1	-3.4
چاول کی پروسیسنگ	41.4	19.1	41.3	18.9	0.1	0.2
موٹر گاڑیاں	22.6	19.3	19.8	17	2.8	2.3
سیمنٹ، چونے کا پتھر اور پلاسٹر	33.4	20.6	12.6	26.5	20.8	-5.9
بنیادی لوہا اور فولاد	10.6	0.5	11.8	-2.7	-1.2	3.3
کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات	1.1	-10.7	1.0	-7.7	0.1	-3.1
صاف تیل	33.6	-10.6	39.3	-9.2	-5.7	-1.4
نباتی اور حیوانی تیل / چربی	19.4	-15.5	22.6	-16.7	-3.2	1.2
کھاد	3.5	-18.3	9.9	-13.4	-6.4	-4.9
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	59.7	48.0	10.4	43.6	49.4	4.4
مال برداری اور ذخیرہ کاری	3.5	12.2	6.3	19.1	-2.7	-6.9
ٹیلی مواصلات	-8.1	8.2	5.6	-6.2	-13.8	14.4
رئیل اسٹیٹ سرگرمیاں	22.1	2.7	12.5	3.5	9.6	-0.8
صحت	1.0	0.8	0.4	-0.8	0.6	1.6
کان کنی اور کوہ کنی	12.6	7.9	6.9	3.2	5.6	4.7
زراعت	-9.7	-15.2	-0.5	-7.5	-9.2	-7.7
تعمیرات	-11.8	-29.4	9.0	-19.8	-20.7	-9.6
تھوک وخردہ تجارت	55.5	-45.4	44.3	-37.1	11.2	-8.3

* مالی سال19ء اور مالی سال20ء کا شعبہ وار ڈیٹا مکمل طور پر تقابلی نہیں ہو سکتا، کیونکہ جولائی تامارچ19ء کا بہاؤ آئی ایس آئی سی 3.1 جبکہ جولائی تامارچ مالی سال20ء کا بہاؤ آئی ایس آئی سی4.0 درجہ بندی پر مبنی ہے۔

** بشمول تجارتی مالکاری۔

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان۔

سیمنٹ کے شعبے میں تعمیراتی سرگرمیوں میں کچھ بحالی نظر آئی کیونکہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کے اخراجات گذشتہ برس کی نسبت زیادہ تھے۔[7] تاہم سیمنٹ کی بیشتر فرموں کی مالی پوزیشن کمزور رہی (جو تیسری سہ ماہی کے بعد از ٹیکس نقصانات سے ظاہر ہے)، کیونکہ مجموعی معاشی سست رفتاری نے انہیں ٹیکسوں اور مال برداری کی لاگت کے اثرات صارفین کو منتقل کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کے نتیجے میں شعبے نے سہ ماہی کے دوران 13.7 ارب روپے کا اضافی قرضہ لیا، جس سے جولائی تا مارچ کی مدت میں اس کی مجموعی قرض گیری 20.6 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ اسی طرح، کورونا وائرس کے باعث لاک ڈاؤن کے اثرات نے بظاہر پیٹرولیم ریفائننگ کے شعبے میں پہلے سے موجود دشوار ماحول کو مزید مشکل بنا دیا۔ چونکہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی طلب میں کمی واقع ہوئی اور تیل کی بازار کاری کرنے والی کمپنیاں طلب کے فقدان اور ذخائر کے نقصانات کے پیش نظر مصنوعات خرید نہیں رہی تھیں، اس لیے ریفائنریوں نے اپنی نقد رقوم کے بحران کا انتظام کرنے کے لیے بینکوں کی قلیل مدتی قرض گیری سے رجوع کیا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ان کاروباری اداروں نے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں اپنی فنانسنگ لاگت کم کرنے کے لیے قرضے واپس کر دیے تھے۔ تاہم مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں طلب کی کمی میں شدت آنے کے نتیجے میں اس شعبے کو ایک بار پھر بینکوں سے رقوم حاصل کرنا پڑیں۔ اس شعبے نے مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 5.1 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 14.3 ارب روپے واپس کیے تھے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران نان مینوفیکچرنگ فرموں میں بجلی کے شعبے کی قرض گیری 43.6 ارب روپے کی قابل ذکر سطح تک پہنچ گئی جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 1.4 ارب روپے تھی۔ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قرض گیری میں تقریباً نصف اضافہ کوئلے سے چلنے والے پاور پلانٹس کے ساتھ ساتھ دیگر فرموں کی جاری سرمائے کی ضروریات کو ظاہر کرتا ہے۔ کوئلے پر چلنے والے بجلی گھروں کی قرض گیری جاری سرمائے کی ضروریات کو ظاہر کرتی ہے کیونکہ دستیاب اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں ان پلانٹس کی پیداوار میں سال بسال خاصا اضافہ ہوا۔ اس مدت میں کوئلے کی درآمدی مقدار بھی بلند سطح پر تھی جس سے فنانسنگ کی وسیع تر ضروریات کی عکاسی ہوتی ہے۔ بجلی کے دیگر پیداکنندگان کے معاملے میں سیالیت کی مشکلات نے بظاہر قلیل مدتی قرض گیری میں اہم کردار ادا کیا کیونکہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قابل وصولی رقوم بڑھ گئی تھیں اور 200 ارب روپے مالیت کے توانائی صکوک دوم کے اجرا میں تاخیر ہو گئی تھی۔

[7] مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام میں سال بسال بنیادوں پر 6.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 39.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔

معین سرمایہ کاری قرضوں میں مسلسل دوسری سہ ماہی کے دوران کمی ہوئی

معین سرمایہ کاری قرضوں میں مسلسل دوسرے برس کمی دیکھنے میں آئی۔ دراصل مالی سال 07ء کے بعد جولائی تا مارچ کی مدت میں پہلی مرتبہ ان قرضوں کی خالص واپسی درج کی گئی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کئی شعبوں میں کی گئی سرمایہ کاری کا حالیہ چکر مالی سال 18ء میں بلند ترین سطح تک پہنچ گیا تھا اور اب یہ کاروباری ادارے مقررہ نظام الاوقات کے مطابق اپنے طویل مدت قرضوں کو واپس کر رہے ہیں (**شکل 3.9**)۔

شکل 3.9: نجی شعبے کو معین سرمایہ کاری قرضوں میں سال بسال تبدیلی

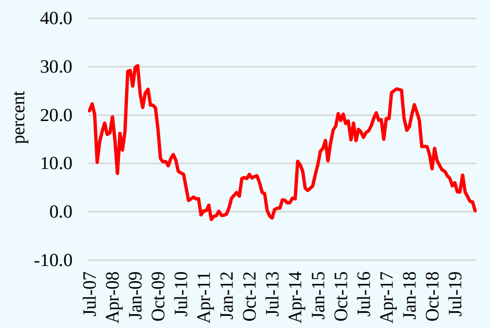

Data source: State Bank of Pakistan

مذکورہ حرکیات کے باوجود مینوفیکچرنگ کاروباری اداروں کی جانب سے طویل مدتی قرضوں میں اضافہ امید کی کرن ثابت ہوا۔ ان قرضوں میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں 19.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا کیونکہ ٹیکسٹائل اور بجلی جیسے شعبے اپنے طویل مدتی منصوبوں پر سرمایہ کاری کرتے رہے۔ یہ پیش رفت ٹیکسٹائل اور بجلی کی مشینری کی درآمد سے بھی ہم آہنگ تھی جس میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں روپے کے لحاظ سے بالترتیب 8.7 فیصد اور 13.8 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا۔ اصل میں ٹیکسٹائل شعبے کی قرض گیری گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ تھی (**جدول 3.3**)۔

ٹیکسٹائل کے معاملے میں فرمیں مختلف قسم کے سرمایہ اخراجات کر رہی ہیں جن میں موجودہ کارخانوں اور آلات کی توازن کاری، جدت طرازی اور توسیع شامل ہیں۔ یہ شعبہ اسٹیٹ بینک کی ایل ٹی ایف ایف جیسی طویل مدتی فنانسنگ اسکیموں پر قرض گیری کے پرکشش نرخوں سے فائدہ اٹھاتا رہا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران اس شعبے کے معین سرمایہ کاری قرضوں کی مکمل مالکاری ایل ٹی ایف ایف سے کی گئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جنوری 2020ء میں ایل ٹی ایف ایف کی حد کو 100 ارب روپے تک بڑھانے کا پالیسی اقدام خاصا معاون ثابت ہوا۔

شکل 3.10: قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی

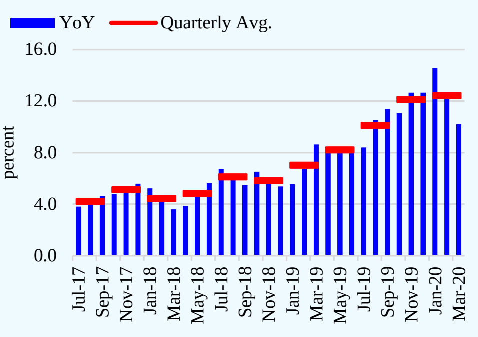

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

3.4 مہنگائی

مسلسل چار سہ ماہیوں تک تیزی سے بڑھنے کے بعد مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی قدرے مستحکم رہی۔ دوسری سہ ماہی میں 12.1 فیصد اضافے کے بعد قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں معمولی اضافے کے بعد 12.4 پر آگئی (**شکل 3.10**)۔

شکل 3.11: سال بسال صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

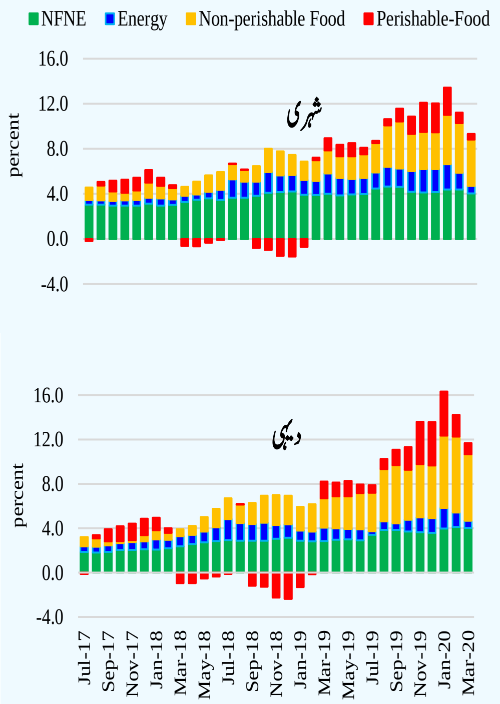

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مجموعی استحکام سے قطع نظر سہ ماہی میں مہینوں کے دوران مہنگائی کی تغیر پذیری خاصی بڑھ گئی۔ جنوری 2020ء میں قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی 14.6 فیصد تک پہنچ گئی تھی جو کہ جولائی 2017ء میں اشاریے کی دستیابی کے بعد سے اس کی بلند ترین سطح ہے۔ یہ سطح گندم اور چینی جیسے بنیادی اجزا کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کی انتظامی کمزوریوں کی صورتِ حال میں غذائی اشیا کی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کے ساتھ ساتھ خوردنی تیل کی عالمی قیمتوں کے بڑھنے کی عکاس ہے۔ مہینے کے دوران بجلی کے نرخوں میں ایندھن کی قیمت میں ردّوبدل کے سبب توانائی کی مہنگائی بھی بلند رہی۔

تاہم اگلے مہینوں میں مہنگائی میں کمی آگئی جس کی وجوہات یہ ہیں: (i) اجناس کے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف مؤثر کریک ڈاؤن کے نتیجے میں رسد بہتر ہونے سے غیر تلف پذیر اشیا کی قیمتوں پر دباؤ کم ہو گیا، (ii) اہم سبزیوں کی دستیابی میں بہتری سے طلب و رسد کا فرق کم کرنے میں مدد ملی اور قیمتیں گھٹ گئیں اور، (iii) خام تیل کی عالمی منڈی میں کورونا وائرس کے باعث بحران اور اس کے بعد مارچ 2020ء میں ملکی ایندھن (پیٹرول اور ڈیزل) کے اشاریے میں 6.2 فیصد کمی۔ فروری سے توانائی کی مہنگائی بھی کم ہو گئی جو حکومت کی جانب سے ایندھن کی قیمت میں ردّوبدل میں تاخیر کا نتیجہ تھی۔ فروری اور مارچ 2020ء کے مہینوں میں ایندھن کی قیمت میں صفر ردّوبدل کیا گیا، جس کی وجہ سے ملکی صارفین کے لیے بجلی کی ماہ بہ ماہ اوسط لاگت کم ہو گئی (**شکل 3.11**)۔

آخر میں غیر غذائی غیر توانائی اشاریے کی پیائش کے مطابق مہنگائی کا مخفی دباؤ گزشتہ سہ ماہی کی طرح اس ماہی میں بھی بڑی حد تک مستحکم رہا۔ تاہم مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں چند اجزا کے نرخوں میں اضافے (جنوری 2020ء میں) نے مجموعی شہری اور دیہی غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کو تھوڑا سا بڑھا دیا۔

جنوری میں غذائی گروپ کی مہنگائی کے دباؤ میں شدت آگئی

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں غذائی مہنگائی کی شرح بلند کرنے میں تلف پذیر اشیا اور غیر تلف پذیر اشیا دونوں اجزا نے اپنا کردار ادا کیا۔ دیہی علاقوں کی قیمتوں پر اثر زیادہ نمایاں تھا کیونکہ دیہی صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں ان کا وزن 46.0 فیصد جبکہ اس کے مقابلے میں شہری صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کا وزن 36.8 فیصد رہا (**شکل 3.11**)۔ تاہم یہ تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ جنوری 2020ء میں بلند سطح تک پہنچنے کے بعد غذائی مہنگائی میں قابل تعریف کمی آئی۔

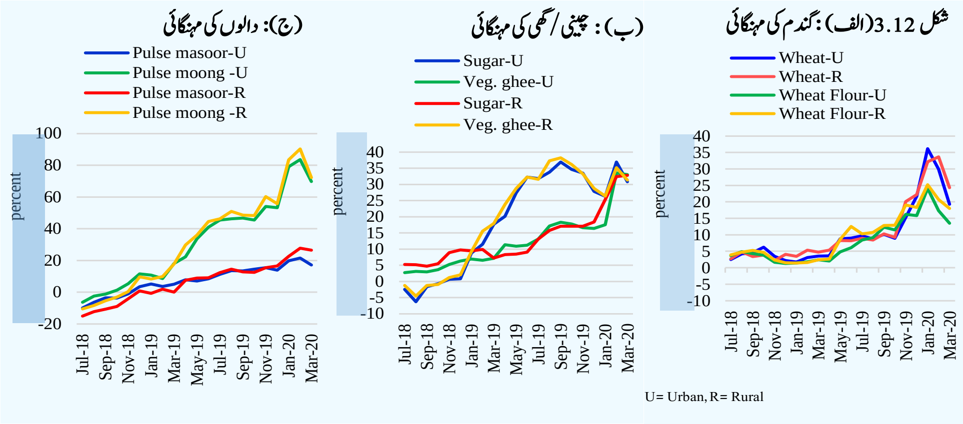

شکل 3.12 (الف): گندم کی مہنگائی — (ب): چینی / گھی کی مہنگائی — (ج): دالوں کی مہنگائی

غیر تلف پذیر غذائی اشیا نے غذائی مہنگائی کو تحریک دی

حصے کے لحاظ سے غیر تلف پذیر مہنگائی کو بڑا دھچکا گندم اور گندم کے آٹے سے لگا۔ اپریل 2019ء سے گندم کی مہنگائی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور متعلقہ اجزا کی قیمتیں بھی اسی رجحان پر عمل پیرا ہیں (**جدول 3.4**)۔ تاہم جنوری 2020ء میں گندم کی ماہ بہ ماہ قیمتوں میں 12.6 فیصد کے غیر معمولی اضافے نے غذائی مہنگائی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا (**شکل 3.12 الف**)۔ دوسری سہ ماہی کے بعد سے قیمتوں میں ہنگامی اضافہ درج ذیل عوامل کے سبب ہوا:

گذشتہ برس کے مقابلے میں ملک میں گندم کی کم پیداوار اور خریداری کرنے والے سرکاری اداروں کے پاس کم اسٹاک بچنے کے باوجود مالی سال19ء میں ان سرکاری اداروں میں سے کسی نے بھی اپنی خریداری کا ہدف حاصل نہیں کیا۔

جدول3.4: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور اس میں حصہ

اجزا	شہری						دیہی					
	وزن*	جولائی تا مارچ		تیسری سہ ماہی			وزن*	جولائی تا مارچ		تیسری سہ ماہی		
		م س19	م س20	م س19	م س20	حصہ*		م س19	م س20	م س19	م س20	حصہ*
صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	100.0	6.7	11.1	7.4	11.3	11.3	100.0	5.7	12.2	6.3	14.0	14.0
غذائی و نان الکحل مشروبات	30.4	2.9	15.7	5.7	17.3	5.0	40.9	2.7	17.2	5.0	20.5	8.1
گندم	0.6	3.5	17.9	2.8	28.4	0.2	3.5	3.8	19.0	4.5	30.1	0.9
گندم کا آٹا	3.0	2.8	14.3	1.9	18.3	0.5	3.4	3.1	16.5	1.8	21.3	0.6
آلو	0.4	-21.6	53.8	-19.4	92.4	0.3	0.7	-26.3	56.4	-23.2	113.1	0.6
پیاز	0.6	-38.8	108.1	-27.3	104.9	0.4	0.9	-42.1	111.7	-31.5	109.3	0.6
ٹماٹر	0.3	6.3	20.7	159.4	-30.9	-0.2	0.5	8.5	27.5	135.9	-19.1	-0.2
تازہ سبزیاں	1.5	-2.5	35.6	3.9	52.8	0.7	2.1	-3.7	39.4	-0.1	60.1	1.1
چینی	1.1	2.9	32.5	12.6	31.3	0.3	2.0	4.0	33.1	14.2	31.0	0.5
نباتی گھی	1.0	5.0	20.5	6.9	28.0	0.3	2.4	7.3	21.1	8.9	30.2	0.7
دال مونگ	0.2	4.9	58.7	12.4	77.3	0.1	0.3	1.8	62.4	12.0	81.7	0.1
کپڑے اور جوتے	8.0	5.4	9.1	6.2	9.5	0.8	9.5	7.7	9.8	7.0	11.1	1.1
سوتی کپڑا	2.2	5.5	12.9	6.4	12.7	0.3	2.8	10.5	12.4	10.3	14.7	0.5
مکانات، بجلی و گیس	27.0	8.3	8.2	9.2	7.2	2.0	18.5	8.1	5.3	7.3	6.8	1.3
بجلی کے چارجز	4.6	12.1	3.3	16.9	-1.9	-0.1	3.4	12.1	3.3	16.9	-1.9	-0.1
گیس چارجز	1.1	25.8	70.7	38.6	54.8	0.7	.	.	.	.	.	.
صحت	2.3	6.1	11.4	5.9	11.8	0.3	3.5	6.5	12.2	6.9	12.4	0.5
ٹرانسپورٹ	6.1	16.6	17.2	11.5	17.1	1.1	5.6	14.8	15.0	9.7	15.1	0.9
موٹر ایندھن	2.9	21.1	20.8	9.4	22.9	0.7	2.5	20.7	20.8	8.6	23.1	0.6
مواصلات	2.4	2.2	5.3	2.4	5.2	0.1	2.0	1.9	1.8	1.3	1.6	0.0
ریستوران اور ہوٹل	7.4	5.7	5.8	5.2	7.3	0.4	6.2	5.3	8.6	4.6	10.0	0.6

*وزن = وزن اور حصہ = تیسری سہ ماہی میں حصہ

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

سرکاری سطح پر گندم اور گندم کی مصنوعات (میدہ، سوجی وغیرہ) کی برآمدات پر بالترتیب 11 ستمبر 2019ء اور 29 نومبر 2019ء تک پابندی عائد نہیں کی گئی تھی۔[8] اگرچہ سرکاری برآمدات کی سطح اتنی بلند نہیں تھی کہ اثرانداز ہو سکے تاہم مذکورہ بالا عوامل نے مارکیٹ میں سٹے بازی کا دباؤ پیدا کر دیا۔

خریداری کرنے والے سرکاری اداروں کے پاس کم ذخائر جیسی صورتِ حال میں پولٹری فیڈ ملز کو نجی شعبے سے گندم کے بھاری ذخائر خریدنے کی اجازت دینے سے مارکیٹ میں طلب و رسد کا عدم توازن مزید بڑھ گیا۔

جنوری 2020ء میں ہائی ویز اور موٹر ویز میں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزیوں پر جرمانوں میں بھاری اضافے کے خلاف گڈز ٹرانسپورٹرز کی جانب سے 15 روزہ ہڑتال نے صورت حال کو مزید خراب کر دیا۔ مزید برآں، ان مشکلات کی عکاسی تھوک اور خردہ منڈیوں میں قیمت بڑھنے کے امکانات سے بھی ہوتی ہے، جس سے گندم ذخیرہ اندوزی کرنے کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ لہٰذا، تعطل ختم ہوتے ہی مارکیٹ میں گندم کی قیمت میں کمی آنا شروع ہو گئی۔[9] حکومت کی جانب سے فروری سے گندم کی درآمدات کی اجازت دینے کا فیصلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں گندم کی قیمت میں خاصی کمی آ گئی تھی۔ فروری اور مارچ 2020ء میں گندم کی قیمتوں میں ماہ بہ ماہ بنیادوں پر بالترتیب 3.5 فیصد اور 8.4 فیصد کمی ہوئی۔

چینی کے شعبے کی کہانی بھی اس سے مختلف نہیں۔ سال کے ابتدائی مہینوں میں چینی کی قیمتوں میں اضافے کا سبب اس پر عائد رعایتی سیلز ٹیکس نظام کا خاتمہ تھا جبکہ جنوری 2020ء میں گڈز ٹرانسپورٹرز کی ہڑتال کے دوران اس میں تیزی سے اضافہ (5.1 فیصد ماہ بہ ماہ) دیکھا گیا۔ تاہم گندم کے برعکس ہڑتال ختم ہونے کے بعد چینی کی قیمت بڑھتی رہی۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر چینی کی متوقع کم پیداوار اور ذخائر کی قابل بھروسہ پوزیشن کی عدم موجودگی کی عکاسی کرتا ہے، جس نے چینی کی مارکیٹ میں سٹے بازی کے عناصر کو فعال کر دیا تھا۔ فروری کے مہینے میں قیمتیں مزید بڑھنے (8.4 فیصد ماہ بہ ماہ اور 36.9 فیصد سال بسال) سے حکومت برآمدات پر پابندی کا اعلان کرنے اور چینی کی درآمد کی اجازت دینے پر مجبور ہو گئی۔ مارچ 2020ء میں چینی کی قیمتیں مستحکم رہیں اور ان میں ماہ بہ ماہ بنیادوں پر 0.5 فیصد اضافہ ہوا۔

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خوردنی تیل میں مہنگائی دوہندسی رہی۔ اس اضافے کو خوردنی تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں پام آئل کی قیمتوں میں 15.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال

[8] ایس آر او 1044(I)/ 2019ء اور ایس آر او 1481(I)/ 2019ء، وزارت کامرس اور ٹیکسٹائل، کامرس ڈویژن۔

[9] جنوری 2020ء کے تیسرے اور چوتھے ہفتے میں گندم کے آٹے کی قیمتوں میں ہفتہ وار بنیادوں پر بالترتیب 1.3 فیصد اور 1.8 فیصد کمی آئی۔

20ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ 25.6 فیصد تک بڑھی تھیں، جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں سویابین کے تیل کی قیمت میں 4.6 فیصد اضافہ ہوا اور مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ 2.0 فیصد بڑھی تھیں۔ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ بھی سال کے دوران خوردنی تیل اور گھی کی قیمتوں کو بڑھانے کا سبب بنا۔

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں دالوں کی قیمتوں کے اشاریے میں 33.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 5.3 فیصد بڑھا تھا۔ چونکہ ملکی پیداوار کا ڈیٹا دستیاب نہیں ہے، اس لیے دالوں کی طلب و رسد کے فرق کا تجزیہ کرنا مشکل ہے، صرف اہم ڈیٹا دستیاب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سہ ماہی کے دوران درآمدی مقدار میں تقریباً 68 فیصد سال بسال اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی درآمدات کی اکائی قیمتیں تقریباً 15.7 فیصد بڑھی ہیں۔[10] آسٹریلیا (تین سرفہرست برآمدکنندگان میں شامل) کے جنگلات میں آگ لگنے کے نتیجے میں سرخ مسور کی دال کی فصلوں کو شدید نقصان پہنچنے، نیز تھائی لینڈ اور برما میں قحط جیسی صورت حال کے نتیجے میں مالی سال 20ء کی پوری تیسری سہ ماہی کے دوران دالوں کی بین الاقوامی منڈی دباؤ میں رہی تھی۔ دالوں کے عالمی نرخوں میں اس وقت مزید شدت آ گئی جب بھارت – جو دنیا بھر میں دالوں کے سب سے بڑے صارفین کے ساتھ اس کے پیداکنندگان میں شامل ہے– کی طلب بڑھنے سے آسٹریلیا میں اس کی قیمتیں بڑھ گئی تھیں کیونکہ بھارت نے کورونا وائرس کے باعث پھیلی بے یقینی کے نتیجے میں اپنی غذائی سلامتی مستحکم کرنے کے لیے اس کی خریداری بڑھا دی تھی۔

تلف پذیر اجزا کی مہنگائی میں کمی

اگرچہ تلف پذیر اشیا کی مہنگائی گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بلند تھی لیکن مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں تیسری سہ ماہی کے دوران اس میں کمی آ گئی۔ ایران سے درآمدات کے ساتھ مارکیٹ میں ملکی فصل کی آمد کے باعث ٹماٹر کی قیمت میں کمی نے اس گروپ پر مہنگائی کا مجموعی دباؤ کم کر دیا (**شکل 3.13**)۔

[10] پاکستان (جس کا شمار دنیا میں دالوں کے دس سرفہرست درآمدکنندگان میں ہوتا ہے) نے مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں تقریباً 356,400 میٹرک ٹن دالیں درآمد کیں جبکہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں 212,000 میٹرک ٹن دالیں درآمد کی گئی تھیں۔

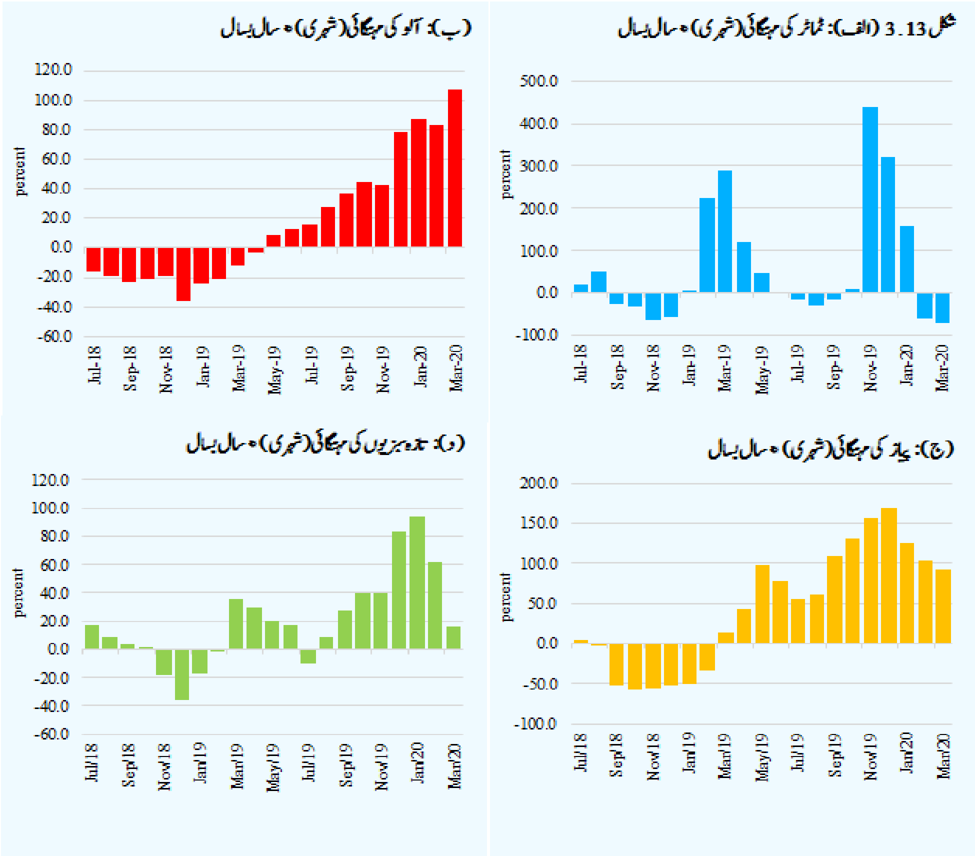

تاہم تیسری سہ ماہی میں آلو کی قیمتوں کی مہنگائی نہ صرف گذشتہ برس کی اسی مدت بلکہ رواں مالی سال کی پچھلی سہ ماہی کے مقابلے میں بھی زیادہ رہی۔ اسی طرح مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں پیاز کی قیمتوں میں بھی 104.9 فیصد مہنگائی درج کی گئی جبکہ گذشتہ برس اس کی قیمت میں 27.3 فیصد ارزانی ہوئی تھی۔ رواں برس مقامی کاشت کاروں کو بین الاقوامی خریداروں سے قدرے اچھی قیمتیں مل رہی تھیں کیونکہ علاقائی ممالک (بھارت اور بنگلہ دیش) میں چند بنیادی تلف پذیر اشیا (پیاز اور آلو) کی رسد میں تعطل رہا؛ اس لیے پاکستان نے معمول سے زیادہ برآمد کیا، جس سے اچھی پیداوار کے باوجود مقامی منڈی میں ان اشیا کی قلت پیدا ہو گئی۔[11]

[11] تفصیلی تجزیے کے لیے دیکھیے ایس بی پی اسٹاف نوٹ نمبر 02 / 2020ء "پاکستان کی غذائی منڈی میں قیمتوں کے استحکام کا طریقہ کار: مسائل اور ممکنہ چیلنجوں کا تجزیہ"۔

جہاں تک پیاز کا تعلق ہے، بھارت (خطے کا ایک اہم برآمد کنندہ) کی جانب سے اس کی برآمد پر پابندی مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کی اہم پیش رفت تھی۔ اس طرح پاکستانی تاجروں کو بین الاقوامی مارکیٹ میں پیاز کی رسد بڑھانے کا موقع مل سکا۔ اس کے ساتھ بلوچستان سے فصل کی آمد میں تاخیر اور بھارت سے محدود تجارت کے باعث پیاز کی ملکی قیمتیں بڑھ گئیں۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے وزارت قومی غذائی سلامتی و تحقیق کی سفارش پر مارچ 2020ء میں پیاز کی برآمدات پر 31 مئی تک پابندی عائد کر دی تا کہ ملکی قیمتوں پر دباؤ کو مزید کم کیا جا سکے۔

قوزی مہنگائی میں معمولی اضافہ ہوا

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں مستحکم رہی تھی لیکن مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں اس میں اضافے کا رجحان جاری رہا (**شکل 3.14**)۔ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مکان کے کرائے (19.26 فیصد وزن کے ساتھ) اور شادی ہالوں کے چارجز (1.75 فیصد وزن کے ساتھ) نے غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں اضافہ کر دیا، جبکہ دیہی علاقوں میں اس کے اجزا میں شامل مکان کے کرائے، ملبوسات اور متفرق اشیاو خدمات اس کی دیہی مہنگائی کو بڑھانے کا سبب بن گئیں۔

شکل 3.14 (الف): غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کے اجزائے ترکیبی: شہری

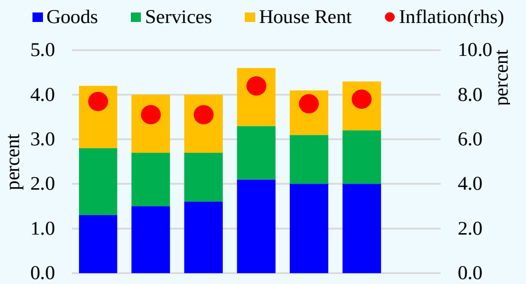

شکل 3.14 (ب): غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کے اجزائے ترکیبی: دیہی

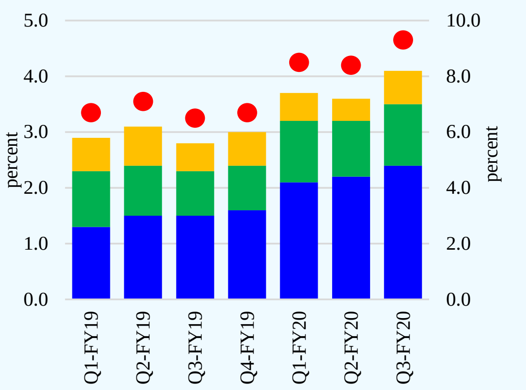

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ان اجزا کے علاوہ، مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں مجموعی غیر غذائی غیر توانائی اشاریے میں کم و بیش کوئی تبدیلی نہیں ہوئی لیکن اس میں سال بسال بنیادوں پر معتدل اضافہ درج کیا گیا۔ جیسا کہ مالی سال 20ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس اضافے کو ٹرانسپورٹ لاگت بڑھنے (موٹر ایندھن کی قیمتوں میں

اضافے اور ایکسل لوڈ مینیجمنٹ کی وجہ سے) اور 20-2019ء کے بجٹ میں ٹیکسٹائل اور برآمدی نوعیت کی دیگر صنعتوں کی صفر حیثیت کے خاتمے، سیمنٹ پر ایف ای ڈی میں اضافے، اور فولاد کے شعبے کی ڈیوٹی کی ساخت میں تبدیلی سمیت محاصل بڑھانے کے اقدامات سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

بیشتر اجزا کی قیمتوں میں مجموعی اعتدال سے نہ صرف کلی معاشی استحکام کی کوششوں کے اثرات بلکہ معیشت پر لاگتی دباؤ میں خاصی کمی کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایندھن کی عالمی قیمتوں میں استحکام کے ساتھ امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے سے حالیہ مہینوں میں اہم خام مال کی ملکی قیمتوں میں استحکام آیا ہے۔ اکتوبر 2018ء میں مستحکم ہونے کے بعد تھوک اشاریہ قیمت میں مارچ 2020ء میں 22 مہینوں کی کم ترین مہنگائی درج کی گئی۔ غیر تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ غیر غذائی غیر توانائی کے کئی اجزا میں بھی خام مال کی قیمتوں میں کمی کا اثر نمایاں تھا۔ سب سے زیادہ نمایاں اثر کاروباری اداروں کے ایندھن کی لاگتوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ اہم معیشتوں کی نمو میں سست رفتاری کے باعث اجناس کی عالمی قیمتوں خصوصاً ایندھن کی قیمتوں میں کمی اور حکومت کی جانب سے تیل کی گرتی ہوئی قیمتوں کی ملکی صارفین کو منتقلی کے فیصلے کا نتیجہ تھا۔ تاہم گاڑیوں، تعمیرات اور برقی آلات سمیت متعدد صنعتوں کو فولادی سلاخوں اور چادروں، سیمنٹ اور دیگر اہم خام مال کی ملکی قیمتوں میں معمولی اضافے کا تجربہ ہوا (**شکل 3.15**)۔

شکل 3.15: کم ہوتا لاگتی دباؤ (تھوک اشاریہ قیمت کے اہم اجزا میں مہنگائی)

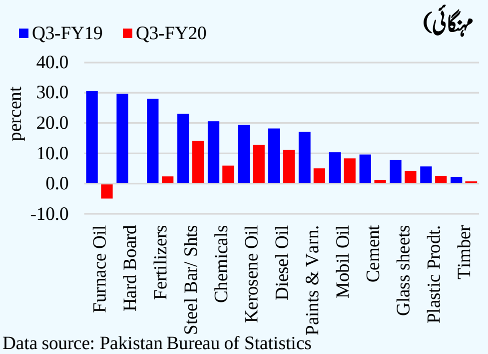

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

توانائی کی مہنگائی میں اعتدال رہا

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں توانائی گروپ پر مہنگائی کا دباؤ کم کرنے میں موٹر ایندھن، قدرتی گیس، بجلی اور سی این جی (علامتی) کی سرکاری قیمتوں میں استحکام نے کلیدی کردار ادا کیا۔ تاہم بجلی کی مہنگائی میں کمی کے سبب توانائی کی مجموعی مہنگائی میں خاصی کمی دیکھی گئی۔

یہ کمی نومبر 2019ء (اور اس کے بعد) میں ایندھن کی قیمت میں ردوبدل (ایف پی اے) ملتوی کرنے کی وجہ سے ہوئی، جس پر فروری 2020ء میں عملدرآمد متوقع تھا۔ تاہم نیپرا نے حکومت کی جانب سے بجلی کے ٹیرف میں اضافے کو آئندہ چھ ماہ تک منجمد کرنے کے منصوبے کے بعد اس فیصلے کو مؤخر کر دیا۔ اس فیصلے میں سینٹرل پاور پرچیزنگ اتھارٹی (سی پی پی اے) کی ایف پی اے کے

طریقہ کار میں تبدیلیاں متعارف کرانے کی درخواست کو بھی مدنظر رکھا گیا۔ لہٰذا، فروری2020ء(اور مارچ میں بھی) میں ایندھن کی قیمت میں ردوبدل کے جز کی عدم موجودگی میں بجلی کی اوسط لاگت میں ماہ بہ ماہ کمی دیکھی گئی۔

یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ بڑھتے ہوئے گردشی قرضے کو قابو میں رکھنے کے لیے زراعانت یافتہ بجلی کی فراہمی ختم کرنے اور کیپسٹی ادائیگیوں میں اضافے، ترسیل اور تقسیم کے نقصانات، رقوم کی بازیابی کی پست سطح اور صارفین کو خالص ہائیڈل منافع جات کا اثر منتقل کرنے کی وجہ سے بجلی کی قیمتوں میں مالی سال19ء کے بعد سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ قدرتی گیس کے شعبے میں بھی ایسے ہی ردِّوبدل کی ضرورت ہے لیکن حکومت نے معیشت میں لاگتی مہنگائی کا انتظام کرنے کے لیے اس فیصلے میں تاخیر کر دی ہے۔

شکل 3.16: توانائی کے اشاریے، شہری

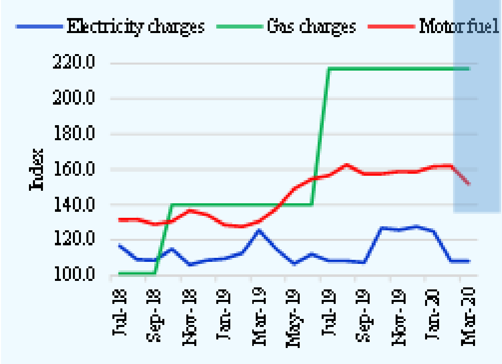

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران موٹر ایندھن اور گیس چارجز کے معاملے میں بلند مہنگائی جنوری 2020ء میں موٹر ایندھن کی قیمتوں میں 1.9 فیصد کے ماہ بہ ماہ اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، سال بسال اضافے سے بھی سال کے دوران پیٹرولیم کی قیمت میں اضافے (جولائی، ستمبر اور نومبر 2019ء میں) کی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم، جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ مارچ2020ء میں خام تیل کی عالمی قیمتوں کے گرنے کے بعد موٹر ایندھن اشاریے میں ماہ بہ ماہ بنیادوں پر 6.2 فیصد کمی ہوئی (**شکل 3.16**)۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

جولائی تا مارچ مالی سال 2020ء کے دوران مجموعی مالیاتی صورت حال میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں نمایاں بہتری آئی ہے۔ مالیاتی خسارہ 5.1 فیصد سے کم ہوکر 4.0 فیصد رہ گیا؛ اگرچہ محاصل کے خسارے میں تخفیف ہوئی تاہم بنیادی توازن میں زِرفاضل درج کیا گیا۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ پہلی سہ ماہی میں اخراجات میں کمی کے ساتھ ساتھ نان ٹیکس محاصل میں مضبوط نمو اور بلند ٹیکس شرحیں تھیں۔ اخراجات کے اندر، جاری اخراجات میں معمولی سست روی دکھائی دی، جبکہ دوسری اور تیسری سہ ماہی کے دوران سماجی سطح پر اخراجات میں نمایاں اضافہ ہوا۔ تاہم، تیسری سہ ماہی کے اختتام پر کووڈ 19 کی آمد نے پاکستان کے مالیاتی کھاتوں میں موجود حوصلہ افزا رجحان کو دشواری کا شکار کر دیا۔ خاصی حد تک آئی ایم ایف کے ساتھ طے کردہ مالی اہداف میں رہتے ہوئے ، پہلی دو سہ ماہیوں میں دیکھا جانے والا بنیادی زرِ فاضل مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں خسارے میں بدل گیا؛ مالیاتی اور محاصل کے خسارے بھی ابتر ہوگئے۔ مارچ 2020ء کے مہینے میں ایف بی آر ٹیکسوں کے تمام زمروں میں منفی نمو درج کی گئی اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات (پی ایس ڈی پی)کی رقوم کے اجرا میں بھی کمی آئی۔ درحقیقت، اقتصادی سرگرمی میں تخفیف اور اضافی اخراجات کی ضروریات، بالخصوص صحت اور نقد رقوم کی منتقلی، دونوں کے باعث سرکاری مالیات پر کافی دباؤ ہے۔ جہاں تک بجٹ خسارہ پورا کرنے کا تعلق ہے اس کا بوجھ ملکی اور بیرونی دونوں ذرائع پر پڑا۔ نتیجتاً، زیرِ جائزہ مدت کے دوران سرکاری قرضے بڑھ گئے، تاہم پست مالکاری ضروریات کی بنا پر قرضے جمع ہونے کی رفتار گذشتہ برس کے مقابلے میں قدرے کم تھی۔

4.1 محاصل

جولائی تا فروری مالی سال 20ء کے دوران کووڈ 19 سے قبل ٹیکس محاصل کی نمو درست راہ پر گامزن تھی اور ایف بی آر ٹیکس محاصل کے نظر ثانی شدہ ہدف کے پورا ہونے کی توقعات تھیں۔ تاہم، جیسے ہی دنیا میں کورونا وائرس کی وبا کی صورت حال خراب ہوئی اور مارچ 2020ء کے وسط تک پاکستان میں معیشت کے معمول کے کام میں خلل پڑنا شروع ہوا، سرگرمی پر دھچکے کی وجہ سے ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں میں تیزی سے ابتری آئی، چنانچہ تیسری سہ ماہی کے اختتام تک محاصل کی رفتارِ نمو بگڑ گئی (**شکل 4.1**)۔[1] اس کا اثر اس لیے بھی زیادہ نمایاں تھا کہ ٹیکس وصولی کا بڑا حصہ سہ ماہی اور سال کے اختتام پر مرکوز ہوتا ہے۔ تاہم، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران

[1] مارچ 2020ء میں ایف بی آر ٹیکسوں کی نمو میں 13.2 فیصد (سال بسال) کی بڑی کمی آئی۔

ٹیکس اور نان ٹیکس دونوں محصولات میں مجموعی طور پر دوہندسی نمو رہی۔ امکان ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں نسبتاً بلند مہنگائی نے بھی محاصل کی نمو میں حصہ ڈالا ہو گا۔

جدول 4.1: جولائی تا مارچ کے دوران ایف بی آر ٹیکس وصولی

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	*میزانیہ	وصولی			نمو		
	م س 20ء	م س 18ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 18ء	م س 19ء	م س 20ء
بلاواسطہ ٹیکس	2,081.9	1,001.4	993.2	1,142.3	12.2	-0.8	15.0
بالواسطہ ٹیکس	3,473.0	1,626.4	1,709.1	1,918.2	18.9	5.1	12.2
کسٹمز ڈیوٹی	1,000.5	428.4	506.5	481.5	24.8	18.2	-4.9
سیلز ٹیکس	2,107.7	1,053.7	1,039.7	1,250.2	17.4	-1.3	20.2
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	364.8	144.3	162.9	186.5	13.5	12.9	14.4
مجموعی ٹیکس	**5,555.0**	**2,627.8**	**2,702.4**	**3,060.5**	**16.2**	**2.8**	**13.3**

*میزانیہ ایک نظر میں، وزارتِ خزانہ

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

ایف بی آر ٹیکس

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں ایف بی آر ٹیکسوں کی مجموعی وصولی 3060.5 ارب روپے ہو گئی یعنی گذشتہ برس کی اسی مدت کی 2.8 فیصد نمو کے مقابلے میں 13.3 فیصد نمو ہوئی **(جدول 4.1)**۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں کیے گئے اقدامات ایف بی آر محاصل میں نمو کا بنیادی محرک بنے رہے۔ لہٰذا، مختلف پٹرولیم مصنوعات پر بلند سیلز ٹیکس شرحوں، برآمدی شعبوں میں زیرو ریٹنگ کے نظام کے خاتمے، تنخواہوں کی مختلف سطحوں پر انکم ٹیکس کی شرحوں میں اضافے، ٹیلی کام خدمات پر ودہولڈنگ ٹیکس کے دوبارہ نفاذ، اور بلند ایف ای ڈی شرحوں کی جانب سے سب سے زیادہ سہارا ملا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران نسبتاً بلند مہنگائی بھی محاصل کی نمو میں کردار ادا

شکل 4.1: ایف بی آر ٹیکسوں میں (سال بسال) نمو (مالی سال 20ء)

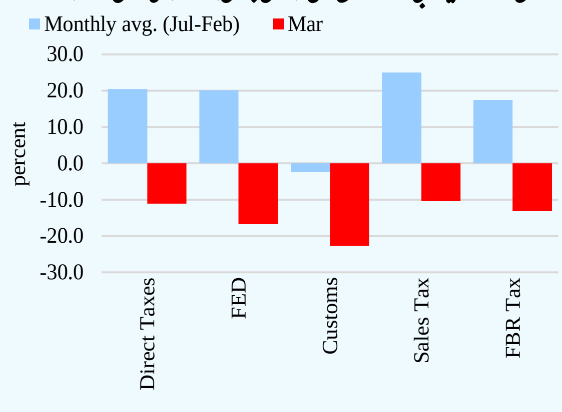

Data source: Federal Board of Revenue

کر سکتی ہے۔ مزید بر آں، درآمدات میں کمی کے رجحان کی وجہ سے درآمدات سے متعلق ٹیکسوں، جو ایف بی آر ٹیکس کے 40 فیصد سے زائد ہوتے ہیں، پر دباؤ جاری رہا۔ [2]

بلاواسطہ ٹیکس

بلاواسطہ ٹیکس، جو ایف بی آر ٹیکسوں کے ایک تہائی پر مشتمل ہوتے ہیں، ان میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران 15.0 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 0.8 فیصد کمی آئی تھی۔ بلاواسطہ ٹیکسوں کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ ودہولڈنگ ٹیکس سے ہونے والی وصولیوں کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ اس زمرے میں، تنخواہوں، بینک کے سود اور تمسکات، اور ٹیلیفون پر ٹیکس نے مل کر بلاواسطہ ٹیکسوں کی مجموعی نمو میں 13.0 فیصدی درجے حصہ ڈالا (**جدول 4.2**)۔

جدول 4.2: جولائی تا مارچ کے دوران بلاواسطہ ٹیکس کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	م س 18ء	م س 19ء	م س 20ء	نمو	
				م س 19ء	م س 20ء
ودہولڈنگ ٹیکس	**749.7**	**684.5**	**827.2**	**-8.7**	**20.8**
درآمدات	159.8	168.2	155.0	5.3	-7.9
تنخواہیں	95.2	53.5	89.7	-43.8	67.6
منافع منقسمہ	38.7	33.6	38.5	-13.2	14.4
بینکوں کا سود اور تمسکات	34.5	43.7	100.8	26.8	130.4
ٹھیکے	194.6	164.9	173.9	-15.3	5.5
برآمدات	20.2	24.2	29.7	19.8	22.5
نقد رقوم نکلوانا	24.8	26.8	12.7	7.8	-52.5
بجلی کے بل	23.3	26.7	35.8	14.9	33.8
ٹیلی فون	38.0	5.3	41.3	-86.1	680.8
عندالطلب وصولی	**68.4**	**74.4**	**41.5**	**8.8**	**-44.3**
رضاکارانہ ادائیگی	**240.0**	**308.6**	**324.7**	**28.6**	**5.2**
متفرق	4.0	-14.8	2.5	-470.7	-116.7
مجموعی انکم ٹیکس	1,062.1	1,052.7	1,195.9	-0.9	13.6
خالص بلاواسطہ ٹیکس	**1,001.4**	**993.2**	**1142.3**	**-0.8**	**15.0**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

[2] کووڈ 19 کے اثر کو شامل کرنے کے لیے مالی سال 20ء کے دوران ایف بی آر کا ٹیکس وصولی کا ہدف 4803.0 ارب روپے سے کم کر کے 3908 ارب روپے کر دیا گیا ہے۔

ٹیکس اقدامات، جیسے تنخواہوں کی مختلف سطحوں پر ٹیکس کی شرح میں اضافہ، قرضے پر منافع کی ٹیکس شرح میں اضافہ، اور موبائل فون کے ٹاپ اپس پر ود ہولڈنگ ٹیکس کے دوبارہ نفاذ نے ان زمروں کی وصولی بڑھانے میں مدد کی۔ ضمنی مالیات (دوسری ترمیم) بل 2019ء کے دوران فائلرز کے لیے بینکاری لین دین پر ایڈوانس ٹیکس کی تنسیخ کے باعث جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران نقد رقوم کے اخراج پر ہونے والی وصولی میں 52.5 فیصد کمی آئی جبکہ زیر جائزہ مدت میں 7.8 فیصد اضافہ ہوا۔ درآمدی سکڑاؤ نے درآمدات پر ود ہولڈنگ ٹیکس پر اثر ڈالا جن میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران 7.9 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 5.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔[3]

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران معاہدات سے ہونے والی وصولی میں 5.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 15.3 فیصد کمی آئی تھی۔ اس کی بڑی وجہ زیر جائزہ مدت کے دوران پی ایس ڈی پی کی رقوم کا بلند اجرا تھا۔

بالواسطہ ٹیکس

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں بالواسطہ ٹیکسوں میں 12.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.1 فیصد کی پست نمو ہوئی تھی (**جدول 4.3**)۔[4]بالواسطہ ٹیکسوں کی وصولی میں اس اضافے کی وجہ بنیادی طور پر سیلز ٹیکس کی شرح اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ تھا۔

جدول 4.3: جولائی تا مارچ کے دوران سیلز ٹیکس محاصل کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	م س 19ء	م س 20ء	نمو
سیلز ٹیکس	**1,039.7**	**1,250.2**	**20.2**
پیٹرولیم مصنوعات	193.9	209.0	7.8
برقی توانائی (ڈسکوز)	37.6	73.9	96.6
ٹیکسٹائل سیکٹر	5.9	54.1	812.3
چینی	16.9	26.8	58.9
لوہا اور فولاد	14.5	13.0	-10.2
پلاسٹک	4.4	4.6	4.7
فوٹو سینسیٹو سیمی کنڈکٹر آلات	4.9	4.0	-19.5
بالواسطہ ٹیکس	**1,709.1**	**1,918.2**	**12.2**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

بالواسطہ ٹیکسوں میں، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران سیلز ٹیکس 20.2 فیصد بڑھ گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران اس میں 1.3 فیصد کمی آئی تھی۔ سیلز ٹیکس میں اضافے کی بنیادی وجہ پٹرولیم مصنوعات اور برقی توانائی (ڈسکوز) سے حاصل ہونے والی وصولیاں تھیں (**شکل 4.2**)۔ سیلز ٹیکس میں دوسرے سب سے بڑے حصے کی حامل، برقی توانائی کی وصولی جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران بڑھ کر 73.9

[3] قدر کے لحاظ سے مجموعی درآمدات جولائی تا مارچ کے دوران 14.4 فیصد گھٹ گئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 8.1 فیصد کمی آئی تھی۔

[4] تاہم، اگر ہم مارچ 2020ء میں 14.6 فیصد کی بڑی کمی کو نکال دیں تو نمو اس سے بھی زیادہ ہوتی۔ یہ کمی کووڈ 19 کی وجہ سے آئی۔

ارب روپے ہوگئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران یہ 37.6 ارب روپے تھی۔ اس اضافے کی وجہ بجلی کے نرخوں میں اضافہ تھا۔[5] آخراً، بر آمدی شعبے میں زیرو ریٹنگ کے نظام کے خاتمے کی وجہ سے ٹیکسٹائل کے شعبے میں بھاری اضافہ درج کیا گیا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ٹیکسٹائل کے شعبے کی وصولی 48.2 ارب روپے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 54.1 ارب روپے ہوگئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران یہ 5.9 ارب روپے تھی۔ اسی مدت میں، چینی پر سیلز ٹیکس شرح میں اضافے نے بھی محاصل کی بلند وصولی میں حصہ ڈالا۔[6]

شکل 4.2: جولائی تا مارچ میں پٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرحیں

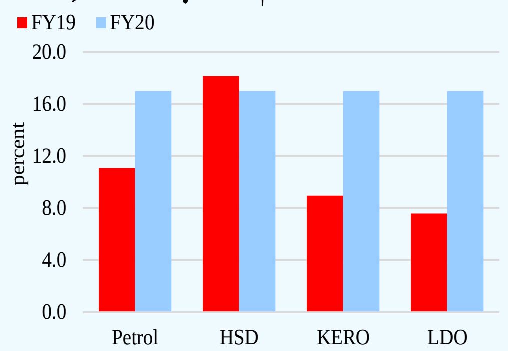

*Effective tax rates are calculated on the basis of weighted average formula
Data source: Federal Board of Revenue and SBP calculations

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ایف ای ڈی سے ہونے والی وصولی میں 14.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران 12.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔[7] ایف ای ڈی وصولی میں اس اضافے کی وجہ ایف ای ڈی شرحوں میں اضافہ تھا۔[8] سیمنٹ اور مشروبات دونوں نے زیرِ جائزہ مدت میں ایف ای ڈی کی مجموعی نمو میں تقریباً 9 فیصدی درجے حصہ ڈالا۔

بالواسطہ ٹیکسوں میں لگ بھگ 25 فیصد حصے کی حامل کسٹم ڈیوٹی کی وصولی میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران 4.9 فیصد کمی آئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 18.2 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 4.4**)۔[9] پٹرولیم مصنوعات اور ضیائی حساسیت کے حامل نیم موصل آلات کے علاوہ، دیگر اہم مدّات کی کسٹم ڈیوٹی، بالخصوص گاڑیوں سے ہونے والی وصولی میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران تخفیف ہوئی۔

[5] سابقہ کھپت کی سطحوں پر مبنی ٹیرف کی بجائے اب تغیر پذیر چارجز جمع کیے جاتے ہیں یعنی پیک ٹائم پر (20.7 روپے) اور پیک ٹائم کے علاوہ (14.4 روپے)۔ ماخذ:
https://nepra.org.pk/tariff/Tariff/KESC/2019/SRO%20575%20I%202019%2022-05-2019.PDF

[6] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران چینی پر سیلز ٹیکس کی وصولی بڑھ کر 26.8 ارب روپے ہوگئی جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران یہ 16.9 ارب روپے تھی۔

[7] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ہونے والی ایف ای ڈی کی وصولی میں نمو اسی مدت کی 5 سالہ اوسط سے زائد ہے۔

[8] مشروبات پر ایف ای ڈی شرح 11.5 فیصد سے بڑھا کر 13.0 فیصد کر دی گئی جبکہ سگریٹ اور سیمنٹ پر ایف ای ڈی میں بالترتیب 700 روپے فی 1000 سگریٹ اور 0.5 روپے فی کلو گرام کا اضافہ کیا گیا۔

[9] مجموعی طور پر، مجموعی ایف بی آر ٹیکسوں میں درآمدات سے متعلق وصولی 40 فیصد سے زائد پر مشتمل ہے۔

نان ٹیکس محاصل

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں نان ٹیکس محاصل میں 673.9 ارب روپے کا نمایاں اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 84.6 ارب روپے کی کمی ہوئی تھی (**جدول 4.5**)۔ اس اضافے کی بڑی وجہ اسٹیٹ بینک کے بلند منافع اور جی ایس ایم لائسنس کی تجدیدی فیس کے ذریعے حاصل ہونے والے محاصل تھے۔ جی ایس ایم لائسنس کی تجدیدی فیس مالی سال 20ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی میں وصول ہوئی تھی۔ اسٹیٹ بینک کے منافع میں 497.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.0 ارب روپے کی کمی آئی تھی۔ منافع میں اس بھاری اضافے کی وجہ کافی حد تک بلند شرح سود اور نوقدر پیمائی فوائد تھے۔

جدول 4.4: جولائی تا مارچ ایکسائز اور کسٹمز ڈیوٹیز کے محاصل کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	م س 19ء	م س 20ء	نمو
کسٹم ڈیوٹی	**506.5**	**481.5**	**-4.9**
معدنیاتی ایندھن، آئل اور مصنوعات	59.2	68.1	15.0
گاڑیاں	66.1	43.6	-34.0
لوہا اور فولاد	35.5	35.1	-1.0
دیگر	345.7	334.6	-3.2
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	**162.9**	**186.5**	**14.4**
سیمنٹ	42.6	53.3	25.0
سگریٹ اور تمباکو	58.2	58.2	0.0
مرتکز/ہوا آمیز پانی/مشروبات	13.7	18.6	35.1
بلاواسطہ ٹیکس	**1709.1**	**1918.2**	**12.2**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

جدول 4.5: جولائی تا مارچ کے دوران نان ٹیکس محاصل (مجموعی)

ارب روپے

	م س 19ء	م س 20ء	مطلق تبدیلی م س 19ء	مطلق تبدیلی م س 20ء
ایس بی پی کا منافع	138.2	635.5	-5.0	497.3
منافع (محکمہ ڈاک/پی ٹی اے)	16.2	113.2	7.3	97.0
مارک اپ (پی ایس ایز اور دیگر)	14.4	70.0	-7.3	55.7
تیل اور گیس پر رائلٹی	61.8	65.6	19.4	3.8
منافع منقسمہ	32.2	26.6	-1.4	-5.6
پاسپورٹ اور دیگر فیسیں	16.3	16.3	4.4	0.0
دفاع	10.7	10.8	1.4	0.1
خام تیل پر بچت	10.4	10.5	3.9	0.1
دیگر	121.4	147.0	-107.4	25.6
کُل	**421.6**	**1,095.6**	**-84.6**	**673.9**

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

4.2اخراجات

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں مجموعی اخراجات 16.6 فیصد بڑھ گئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 8.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر جاریہ اور ترقیاتی اخراجات میں وسیع البنیاد اضافہ اس نمو کی وجہ تھا (**جدول 4.6**)۔

جدول 4.6: مالیاتی اخراجات کا تجزیہ

ارب روپے، نمو فیصد میں

	جولائی تا مارچ		مطلق تبدیلی		نمو	
	م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء
جاری اخراجات	**4,798.4**	**5,611.6**	**722.9**	**813.2**	**17.7**	**16.9**
وفاقی	3,180.9	3,887.7	527.6	706.8	19.9	22.2
جس میں						
سودی ادائیگیاں	1,459.2	1879.7	286.3	420.5	24.4	28.8
ملکی	1,276.8	1645.6	205.4	368.9	19.2	28.9
غیر ملکی	182.4	234.1	81.0	51.6	79.8	28.3
گرانٹس	227.1	363.1	-6.5	136.0	-2.8	59.9
دفاع	774.7	802.4	150.9	27.7	24.2	3.6
امن عامہ وتحفظ	106.1	111.2	12.2	5.1	12.9	4.8
دیگر	840.9	1,094.3	311.8	253.5	58.9	30.1
صوبائی	1,617.4	1723.9	195.3	106.4	13.7	6.6
ترقیاتی اخراجات	**655.9**	**751.7**	**-337.4**	**95.9**	**-34.0**	**14.6**
سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات	578.5	722.5	-352.9	144.0	-37.9	24.9
وفاقی	302.4	340.5	-51.1	38.0	-14.5	12.6
صوبائی	276.0	382.0	-301.8	106.0	-52.2	38.4
دیگر	77.4	29.2	15.5	-48.2	25.0	-62.2
خالص قرض گاری	**28.3**	**29.7**	19.1	**1.4**	**208.0**	**4.9**
کل اخراجات*	**5,482.5**	**6,393.0**	**404.6**	**910.5**	**8.0**	**16.6**

* علاوہ از شماریاتی فرق

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

تاہم، سہ ماہی وار تجزیہ بتاتا ہے کہ در حقیقت مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں بھرپور نمو کے بعد تیسری سہ ماہی میں مجموعی اخراجات کی رفتار پست ہوگئی۔ مزید بر آں، مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران جاری اخراجات میں سست روی کے ساتھ ترقیاتی اخراجات میں کمی آگئی (**شکل 4.3**)۔

شکل 4.3: مالی سال 20ء کے دوران مالیاتی اخراجات میں سال بسال نمو

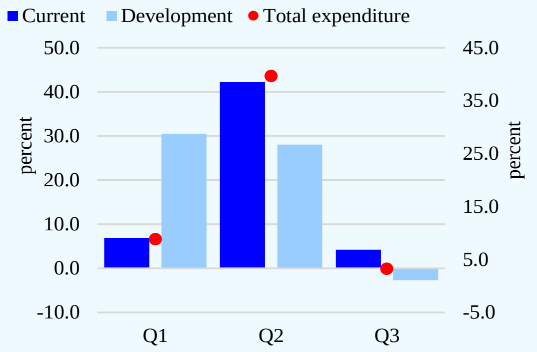

Data source: Ministry of Finance

جاری اخراجات میں اہم حصہ سودی ادائیگیوں کا تھا جس کی اہم وجہ ملکی قرضہ اور سماجی اخراجات (احساس پروگرام) کے حوالے سے حکومت کی دلچسپی تھی۔ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے اختتام تک، کووڈ 19 نے مالیاتی محرکاتی پیکیج کی ضرورت کو بڑھادیا جس کی وجہ سے حکومت نے ایک پیکیج کا اعلان کردیا **(جدول 4.7)**۔

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سودی ادائیگیوں اور سماجی اخراجات کے لیے گرانٹس کی حرکیات نمایاں رہیں۔ ایک جانب تو، مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں سودی ادائیگیاں محض 2.7 فیصد بڑھیں، جبکہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ان میں 38.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ دوسری جانب، گرانٹس میں گذشتہ دو سہ ماہیوں سے جاری اضافے میں مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 25.9 فیصد کی مزید نمایاں نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 5.4 فیصد کمی آئی تھی۔

جدول 4.7: کووڈ19 کے دوران حکومت کا ترغیبی پیکیج (ارب روپے)

ہنگامی اقدامات	**190**
ہنگامی رقوم	100
غذا اور ادویات پر ٹیکس میں کمی	15
کارکنان / طبی آلات کے لیے ترغیب	50
نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے)	25
معیشت اور کاروبار کی معاونت	**480**
ایس ایم ایز اور زراعت کی امداد	100
برآمد کنندگان کی امداد	100
کاشتکاروں کو ادائیگی (گندم)	280
شہریوں کی امداد	**570**
غریبوں اور پناہ گاہوں کی امداد	150
یوٹیلٹی اسٹورز کو فنڈنگ	50
بجلی اور گیس کی سبسڈی / ادائیگی مؤخر کرنا	100
یومیہ اجرت والے کارکنوں کی معاونت	200
پٹرول / ڈیزل پر چھوٹ	70
مجموعی فنڈنگ	**1,240**

اعداد وشمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ترقیاتی اخراجات میں نسبتاً بلند نمو کے باوجود، مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں سال بسال کمی دیکھنے میں آئی، جس کی بنیادی وجہ دورانِ سہ ماہی وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات میں کمی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران صوبائی پی ایس ڈی پی اخراجات میں 50.2 فیصد کی بھرپور نمو ہوئی۔

پی ایس ڈی پی کی ترجیحات انفراسٹرکچر (نیشنل ہائی وے اتھارٹی)، پانی کے وسائل کی تقسیم، سیکورٹی میں اضافے، خصوصی علاقوں (آزاد جموں کشمیر اور گلگت بلتستان) کے پروگراموں ، اور ضم ہونے والے علاقوں کے دس سالہ ترقیاتی پروگراموں پر مرکوز رہیں۔[10] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران بجٹ کے ہدف کا تقریباً 60 فیصد پی ایس ڈی پی پر خرچ کیا گیا، جو مالی سال 20ء کی تینوں سہ ماہیوں کے مجموعی 80 فیصد کے ہدف سے کم تھا۔[11] مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں وفاقی پی ایس ڈی پی میں کمی سے اس کا اظہار ہوتا ہے، جس نے جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ترقیاتی اخراجات کی رفتار کو سست کر دیا۔ اگرچہ پی ایس ڈی پی اخراجات پہلے ہی پست تھے، تاہم مارچ 2020ء کے دوران ان کے اجرا میں تیزی سے کمی آئی جس کی وجہ کووڈ 19 کی وجہ سے آنے والا تعطل بھی ہو سکتا ہے (**شکل 4.4**)۔

شکل 4.4: تیسری سہ ماہی میں وفاقی پی ایس ڈی پی رقوم کا اجرا

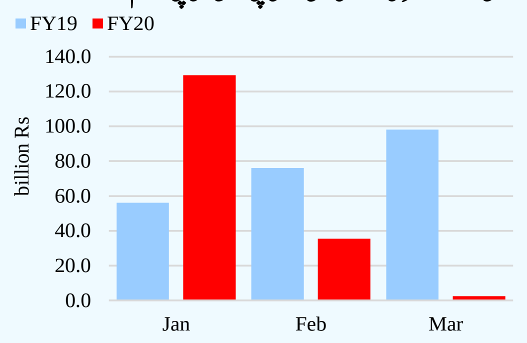

Data source: Ministry of Planning, Development, and Reform

4.3 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

صوبوں نے اپنی توجہ مالیاتی یکجائی پر مرکوز رکھی اور جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں 394.1 ارب روپے کا زرِ فاضل درج کیا جس نے بجٹ میں طے کیے گئے ہدف کے تقریباً 93 فیصد کا احاطہ کیا (**جدول 4.8**)۔ اس میں بالخصوص پنجاب کا حصہ 122.6 ارب روپے، اس کے بعد بلوچستان کا حصہ 106.3 ارب روپے، سندھ کا حصہ 90.0 ارب روپے اور خیبر پختونخوا کا حصہ 75.2 ارب روپے تھا۔

شکل 4.5: جولائی تا مارچ کے دوران صوبائی ٹیکس وصولی کے اہم ذرائع

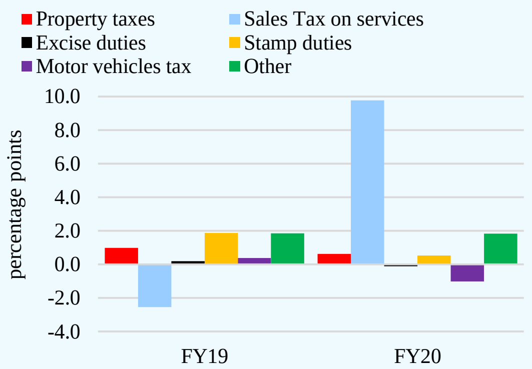

Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

[10] یہ پروگرام فاٹا کے لیے ہے جو آئین کی 25 ویں ترمیم کے تحت خیبر پختونخوا میں ضم کر دیا گیا تھا۔

[11] سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کے لیے مختص فنڈز کے اجرا کی نظر ثانی شدہ حکمتِ عملی، 2019-20ء

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران مجموعی صوبائی محاصل میں 12.2 فیصد نمو آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کا تقریباً 83.8 فیصد حصہ (این ایف سی ایوارڈ کے مطابق) صوبوں کے حصے اور وفاقی قرضوں اور منتقلیوں کی طرف سے آیا۔ باقی ماندہ 16.2 فیصد صوبوں کے اپنے محاصل کی وصولی پر مشتمل تھا جو جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں 13.5 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران ان میں 13.2 فیصد کمی درج کی گئی تھی۔

جدول 4.8: جولائی تا مارچ کے دوران صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے اور فیصد نمو میں

	مجموعی		نمو	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
الف۔ مجموعی محاصل	2,198.3	2,467.4	1.5	12.2
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	1,779.1	1,931.6	7.9	8.6
صوبائی محاصل (I+II)	353.0	400.8	-13.2	13.5
I۔ ٹیکس	287.7	321.2	2.8	11.6
II۔ نان ٹیکس محاصل	65.3	79.6	-48.4	21.9
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	66.1	134.9	-40.3	104.0
ب۔ مجموعی اخراجات	1,906.0	2,123.8	-5.2	11.4
جاریہ **	1,630.0	1,741.8	13.8	6.9
ترقیاتی	276.0	382.0	-52.2	38.4
فرق (الف-ب)	292.3	343.1	87.5	17.4
مالکاری * (مجموعی بقایاجات)	**-291.6**	**-394.1**	**52.6**	**35.2**

* مالکاری میں منفی علامت سے مراد فاضل رقم ہے۔ ** جاری اخراجات کے اعداد و شمار ممکنہ طور پر جدول 4.7 میں درج اعداد و شمار سے میل نہ کھائیں کیونکہ یہاں درج شدہ نمبرز میں وفاقی حکومت کو کی جانے والی مارک اپ ادائیگیاں شامل ہیں۔

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

صوبوں کے اپنے محاصل کی وصولی میں ٹیکس اور نان ٹیکس دونوں ذرائع نے حصہ ڈالا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں صوبائی ٹیکس وصولی میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بھرپور نمو ہوئی (**جدول 4.8**)۔ مزید برآں، صوبائی ٹیکس ذرائع کی حرکیات نمایاں تھیں۔ خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی ایس) محاصل کا اہم ذریعہ رہا جس میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران 19.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران کمی آئی تھی۔[12] اس کے برعکس، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران موٹر گاڑیوں کے ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹی میں کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں نمو دیکھی گئی تھی (**شکل 4.5**)۔ طلب کے انتظام کی پالیسیوں کے باعث کاروں اور موٹر سائیکلوں کی پیداوار میں سست نمو اس کی وجہ تھی جو ملک میں کووڈ 19 کی وجہ سے مزید سنگین ہوگئی۔ جی ایس ٹی ایس اور اسٹامپ ڈیوٹیاں صوبائی ٹیکسوں کے اہم ذرائع ہیں، لہٰذا ان کی نمو سے جولائی

[12] حقوقِ انسانی کے کیس نمبر 18877 برائے 2018ء کے مطابق، موبائل ٹاپ اپس پر سیلز ٹیکس کی وصولی پر پابندی تھی، جس کا اطلاق تمام صوبوں پر تھا۔ چونکہ ٹیلی کام خدمات قابلِ ٹیکس خدمات کے نمایاں حصے کی حامل ہوتی ہیں، لہٰذا مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں وصولی پست تھی۔ تاہم، اس پابندی کے ہٹائے جانے سے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں صوبوں کے لیے جی ایس ٹی ایس میں اضافہ ہوگیا۔

تامارچ مالی سال 20ء کے دوران صوبوں کے اپنے محاصل بڑھ گئے۔ برقابی منافع کی وجہ سے نان ٹیکس محاصل میں بھی اضافہ ہو گیا۔ خیبر پختونخوا (15.6 ارب روپے) اور پنجاب (6.5 ارب روپے) کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔

جولائی تامارچ مالی سال 20ء میں مجموعی صوبائی محاصل میں 11.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔ تاہم، زیرِ جائزہ مدت میں صوبائی جاری اخراجات میں گذشتہ سال کی نسبت سست روی آئی۔ صوبہ وار تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ زیرِ جائزہ مدت میں پنجاب نے 848.9 ارب روپے، سندھ نے 486.9 ارب روپے، خیبر پختونخوا نے 254.2 ارب روپے اور بلوچستان نے 151.7 ارب روپے جاری اخراجات کے تحت درج کیے۔ صوبائی ترقیاتی اخراجات میں تیز نمو دکھائی دی جو جولائی تامارچ مالی سال 16ء سے اب تک بلند ترین ہے۔

جدول 4.9: سرکاری قرضے میں تبدیلی کے ذرائع (جولائی تامارچ)

ٹریلین روپے

	م س19ء	م س20ء
سرکاری قرضے میں مجموعی تبدیلی	3.7	2.5
اہم ذرائع		
1۔ خسارے کی مالکاری	1.9	1.7
2۔ حکومتی امانتوں میں تبدیلی	0.3	0.6
3۔ شرحِ مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کا اثر *	1.3	0.2
4۔ دیگر	0.2	-

*ڈالر کے مقابلے میں بین الاقوامی کرنسیوں اور ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے میں حرکت پذیری شرحِ مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کے اثر میں شامل ہے۔

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ اور بینک دولت پاکستان

متفرق تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبائی جاری اخراجات کی ترجیحات بدستور عمومی سرکاری خدمات[13] پر مرکوز رہیں اس کے بعد امن و امان اور صحتِ عامہ کا نمبر آتا ہے۔ ترقیاتی اخراجات کا ایک بڑا حصہ اقتصادی امور، بنیادی طور پر تعمیرات، ٹرانسپورٹ، زراعت، اور غذائی مصارف کے لیے مختص کیا گیا۔ **شکل 4.6** جولائی تامارچ مالی سال 20ء کے دوران جاری اور ترقیاتی اخراجات کے حوالے سے صوبائی ترجیحات پیش کرتی ہے۔

4.4 سرکاری قرضہ

جولائی تامارچ مالی سال 20ء کے دوران مجموعی پست مالکاری ضروریات نے سرکاری قرضے کی رفتار کو محدود کرنے میں مدد کی **(جدول 4.9)**۔[14] زیرِ جائزہ مدت کے دوران مجموعی سرکاری قرضے میں 2.5 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.7

[13] انتظامی، قانونی، مالی، اور مالیاتی امور، ضلعوں کو منتقلیاں، عوام کو عمومی خدمات کا انتظام وغیرہ عمومی سرکاری خدمات میں شامل ہیں۔

[14] جولائی تامارچ مالی سال 19ء کے دوران ہونے والے 1.9 ٹریلین روپے کے مالیاتی خسارے کے مقابلے میں جولائی تامارچ مالی سال 20ء کے دوران ملک نے 1.7 ٹریلین روپے کا مالیاتی خسارہ درج کیا۔ ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے (آخری دن کی اوسط شرحِ مبادلہ) کی قدر میں 2.0 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 13.6 فیصد کمی آئی تھی۔

ٹریلین اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.10**)۔ سرکاری قرضے میں اس اضافے کا دو تہائی ملکی ذرائع سے حاصل کیا گیا تھا، جبکہ حکومتی بیرونی قرضے (روپے کے لحاظ سے) میں اضافہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصا پست رہا۔

شکل 4.6 : جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران صوبائی اخراجات

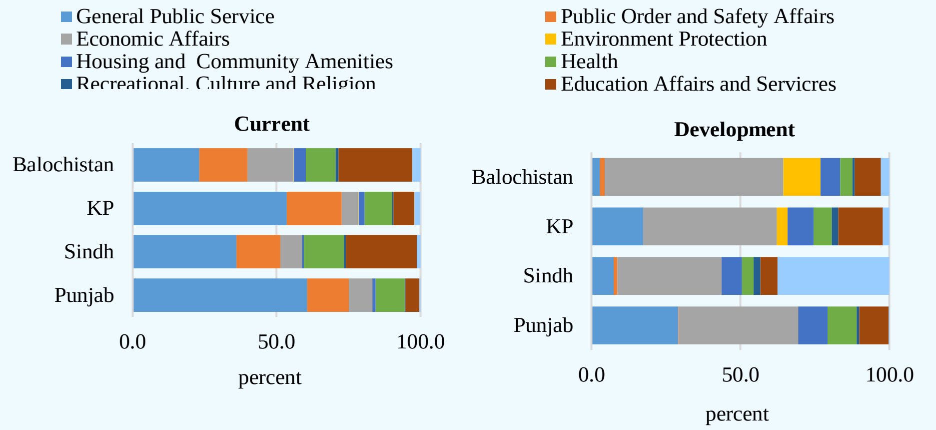

Data source: Ministry of Finance

مطلق لحاظ سے، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران حکومتی بیرونی قرضہ (روپے کے لحاظ سے) 0.6 ٹریلین روپے بڑھ گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 1.8 ٹریلین روپے اضافہ ہوا تھا۔[15] گذشتہ برس کے برخلاف جب حکومتی بیرونی قرضے کا بیشتر اضافہ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہوا تھا، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدرے مستحکم قدر نے نو قدر پیمائی نقصانات کو محدود رکھا۔[16] یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ، بین الاقوامی کرنسیوں (جن میں قرضہ کم ہوا) اور پاکستانی روپے میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں اتار چڑھاؤ بیرونی قرضے کی بالترتیب ڈالر اور روپے کی مالیت کو تبدیل کر سکتا ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے **باکس 4.1**، دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 18ء)۔[17]

---

[15] اس میں آئی ایم ایف کا قرضہ شامل نہیں ہے۔

[16] ڈالر کے لحاظ سے، مارچ 2020ء کے اختتام پر حکومتی بیرونی قرضے 70.0 ارب ڈالر (علاوہ آئی ایم ایف کا قرضہ) تھے، جن میں جون 2019ء سے اب تک 3.3 فیصد نمو درج کی گئی۔ روپے کے لحاظ سے، اسی مدت میں بیرونی قرضے میں 5.5 فیصد اضافہ ہوا۔ نمو میں یہ فرق بنیادی طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران روپے کی قدر میں کمی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ جولائی تا مارچ مالی سال 19ء کے دوران نمو کا یہ فرق بہت زیادہ تھا۔ ڈالر کے لحاظ سے، حکومتی بیرونی قرضے میں 6.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ روپے کے لحاظ سے بیرونی قرضے 23.5 فیصد بڑھ گئے۔

[17] http://www.sbp.org.pk/reports/quarterly/fy18/Second/Chap-4.pdf

جدول 4.10 : پاکستان کے سرکاری قرضوں کا خاکہ

ارب روپے

	ذخیرہ		بہاؤ				
			جولائی تا مارچ		مالی سال 20ء		
	جون 19ء	مارچ 20ء	م س19ء	م س20ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
خام سرکاری قرضہ (1 تا 3)	**32,707.9**	**35,207.0**	**3,654.6**	**2,499.2**	**1,532.8**	**-529.0**	**1,495.4**
1۔ حکومت کا ملکی قرضہ	20,731.8	22,477.7	1,754.3	1,745.9	1,918.1	-973.5	801.3
2۔ حکومت کا بیرونی قرضہ	11,055.1	11,658.1	1,829.9	602.9	-457.1	395.0	665.1
3۔ آئی ایم ایف سے قرضہ	921.0	1,071.3	70.4	150.3	71.7	49.5	29.0
حکومت کا مجموعی قرضہ *	29,520.7	31,452.4	3,344.2	1,931.7	-220.6	669.2	1,483.1
حکومت کی امانتیں	3,187.2	3,754.6	310.4	567.5	1,753.4	-1,198.2	12.2

* مجموعی سرکاری قرضے سے بینکاری نظام میں اس کی امانتیں منہا ہیں۔

اعدادوشمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

ملکی قرضہ

چونکہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران حکومت کی مالکاری ضروریات نسبتاً پست رہیں، اس لیے اس دوران ملکی قرضے کے جمع ہونے کی رفتار بھی سست ہوگئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران اس میں 8.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 10.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مزید برآں، ملکی قرضے کا خاکہ عرصیت بہتر ہوگیا کیونکہ دورانِ مدت ملکی قرضے کا تقریباً دو تہائی اضافہ مستقل قرضے (طویل مدتی) میں ہوا تھا۔[18] یہ گذشتہ برس کے برعکس، جس میں حکومت نے اپنی مالکاری ضروریات پوری کرنے کے لیے سب سے زیادہ رواں قرضے (قلیل مدتی) پر انحصار کیا تھا (**جدول 4.11**)۔

شکل 4.7 : قومی بچت اسکیموں میں منافع کی شرحیں اور خالص رقوم

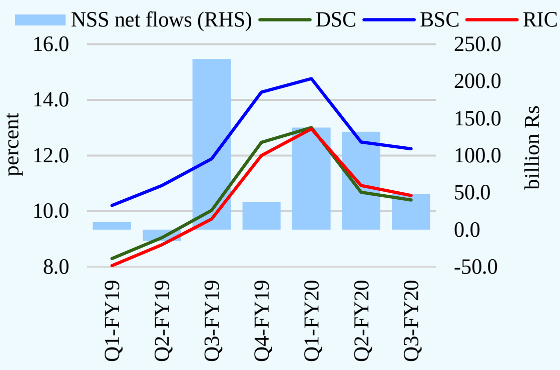

Data source: Central Directorate of National Savings

[18] 29 جون 2019ء کو حکومت نے اسٹیٹ بینک کے پاس موجود 7 ٹریلین روپے سے زائد کے ایم آر ٹی بیز کے اسٹاک کو پی آئی بیز میں بدل دیا۔

حکومتی ملکی قرضے کا سہ ماہی تجزیہ بتاتا ہے کہ سب سے زیادہ اضافہ پہلی سہ ماہی میں ہوا۔ بجز خسارے کی مالکاری، حکومت نے پہلی سہ ماہی میں بینکاری نظام میں اپنی مزید امانتیں جمع کرکے کیش بفرز تیار کیے۔ بعد میں حکومت نے دوسری سہ ماہی میں قرضوں کی ادائیگی اور خسارے کی مالکاری کے لیے ان کیش بفرز کو استعمال کیا۔ تاہم، خسارے کی بلند مالکاری کی وجہ سے ملکی قرضے اکٹھے ہونے کی رفتار تیسری سہ ماہی میں دوبارہ سست پڑ گئی- تیسری سہ ماہی کے دوران خالص اندرونی مالکاری 522.7 ارب روپے بڑھی جبکہ پہلی اور دوسری سہ ماہی میں بالترتیب 119.5 اور 361.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.11**)۔

جدول 4.11: حکومتی ملکی قرضے میں مطلق تبدیلی

ارب روپے

	جولائی تا مارچ		مالی سال 20ء		
	م س19ء	م س20ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
حکومتی ملکی قرضہ	**1,754.3**	**1,745.9**	**1,918.1**	**-973.5**	**801.3**
مستقل قرضہ	143.6	1,164.3	754.1	327.9	82.3
جس میں					
پی آئی بیز	182.9	1,321.3	906.4	333.4	81.5
پرائز بانڈ	97.2	-157.0	-152.3	-5.5	0.8
رواں قرضہ	1,381.5	270.8	1,028.2	-1,429.6	672.2
جس میں					
ایم ٹی بیز	-2,265.1	555.8	1,028.2	-1,144.6	672.2
ایم آر ٹی بیز	3,646.6	-285.0	0.0	-285.0	0.0
ان فنڈڈ قرضہ	228.3	310.6	136.0	128.3	46.3

یادداشتی اشیا:

داخلی مالکاری 522.7 361.6 119.5 1,003.8 1,398.0

حکومتی امانتیں 12.2 -1,198.0 1,753.4 567.5 310.4

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اہم بات یہ ہے کہ، زیرِ جائزہ مدت کے دوران حکومت اپنی مالکاری ضروریات کے لیے مرکزی بینک سے صفر قرض گیری پر قائم رہی اور جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران رقوم اکٹھا کرنے کے لیے نان بینک ذرائع اور کمرشل بینکوں پر انحصار کیا۔ مالی سال 20ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں یہ دونوں طویل مدتی حکومتی تمسکات میں دلچسپی رکھتے تھے (**جدول 4.12**)۔ یہ پیش کش اور ہدف کے تناسب سے بھی واضح ہے، جو مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.3 سے بڑھ کر مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 3.1 ہو گیا (مسابقتی بولی)۔ پی آئی

جدول 4.12: بلحاظِ ادارہ و آلات ملکی قرضے کی تفصیلات – مطلق تبدیلیاں

ارب روپے

	سہ-1م س 20ء	سہ-2م س 20ء	سہ 3-م س 20ء
جدولی بینکوں کے ذریعے			
طویل مدتی تمسکات	751.6	232.9	29.2
قلیل مدتی (ٹی بلز)	880.1	-984.1	544.2
نان بینک اداروں کے ذریعے			
طویل مدتی تمسکات	157.7	100.5	52.3
قلیل مدتی (ٹی بلز)	148.1	-160.5	128.0
قومی بچت اسکیمیں (خالص انعامی بانڈز)	-16.3	122.8	47.1
اسٹیٹ بینک کے ذریعے	0.0	-285.0	0.0

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

بیز (معین اور رواں دونوں) کے لیے پیش کش اور ہدف کا تناسب مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے 3.9 فیصد سے گھٹ کر مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 2.6 رہ گیا(تفصیل کے لیے دیکھیے **باب 3**)۔

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران قومی بچت اسکیموں کی رقوم میں خالص اضافے میں گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت معمولی بہتری آئی۔ تاہم، سہ ماہی تجزیہ بتاتا ہے کہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں رقوم کی خالص آمد گھٹ گئی۔ بیشتر بچت اسکیموں میں منافع کی شرح گھٹائے جانے کی وجہ سے یہ متوقع تھا (**شکل 4.7**)۔

جدول 4.13: سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات

ارب ڈالر

	ذخائر		بہاؤ				
			جولائی تا مارچ		مالی سال 20ء		
	جون 19ء	مارچ 20ء	م س19ء	م س20ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات (3+2+1)	83.9	86.4	8.9	2.4	0.6	3.1	-1.3
سرکاری بیرونی قرضے (2+1)	73.4	76.5	3.9	3.0	0.7	3.6	-1.2
1۔ حکومتی قرضہ	67.8	70.1	4.3	2.3	0.0	3.2	-0.9
جس میں							
پیرس کلب	11.2	10.8	-0.4	-0.5	-0.2	-0.2	-0.1
کثیر فریقی	27.8	28.9	-0.7	1.1	0.3	1.3	-0.5
دیگر دوطرفہ	12.7	13.4	3.8	0.7	0.1	0.4	0.1
یورو/صکوک بانڈز	6.3	5.3	0.0	-1.0	0.0	-1	0
کمرشل قرضے	8.5	9.0	2.1	0.5	-0.5	1.3	-0.3
ملکی کرنسی میں تمسکات	0.0	1.3	0.0	1.3	0.3	1.2	-0.2
2۔ آئی ایم ایف	5.6	6.4	-0.3	0.8	0.7	0.4	-0.3
3۔ زرِ مبادلہ واجبات	10.5	9.9	4.9	-0.6	-0.1	-0.4	-0.1

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

سرکاری بیرونی قرضہ

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران پاکستان کے سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات کے جمع ہونے کی رفتار میں سست روی آئی اور 2.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 8.9 ارب ڈالر بڑھے تھے (**جدول 4.13**)۔ سرکاری بیرونی قرضوں میں نصف اضافہ ملکی حکومتی تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری سے ہوا جبکہ بقیہ اضافہ کثیر فریقی ڈونرز کی ادائیگیوں کے ذریعہ حاصل ہوا۔

سرکاری بیرونی قرضے پر قابو پانے کے لیے نو قدر پیمائی فوائد نے مثبت حصہ ڈالا

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران 0.7 ارب ڈالر کے نو قدر پیمائی فوائد نے سرکاری بیرونی قرضے میں اضافے کو محدود کرنے میں مدد دی۔ نو قدر پیمائی فوائد کا تقریباً 94 فیصد ڈالر کے مقابلے میں ایس ڈی آر، یورو، جاپانی ین اور چینی یو آن کی قدر میں کمی سے آیا۔ سہ ماہی وار تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ نو قدر پیمائی فوائد پہلی اور تیسری سہ ماہی میں حاصل ہوئے تھے۔

تیسری سہ ماہی میں قرضوں کی واپسی کی رفتار گھٹ گئی

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں کی واپسی میں 2.1 ارب ڈالر اضافہ ہوا۔ اصل رقم میں، صکوک (دوسری سہ ماہی میں 1.0 ارب ڈالر)، دو فریقی اور کمرشل قرضوں کی واپسی میں نمایاں اضافہ درج کیا گیا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران سودی ادائیگیوں میں بھی 1.8 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے 1.6 ارب ڈالر سے قدرے زائد ہے۔ اس میں بیشتر حصہ دو طرفہ اور کمرشل قرضوں پر بلند سود کا ہے۔

سہ ماہی تجزیہ بتاتا ہے کہ سرکاری قرضے کی واپسی میں پہلی دو سہ ماہیوں کے دوران تیزی سے اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں اس کی رفتار گھٹ گئی (**شکل 4.8**)۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ، پہلی اور دوسری سہ ماہی کے دوران، پہلی سہ ماہی میں مرکزی بینک کے واجبات کی مد میں یک بارگی جدولی ادائیگیاں، اور دوسری سہ ماہی میں صکوک نے قرض کی واپسی کے عمل کو بڑھائے رکھا۔

شکل 4.8: سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی

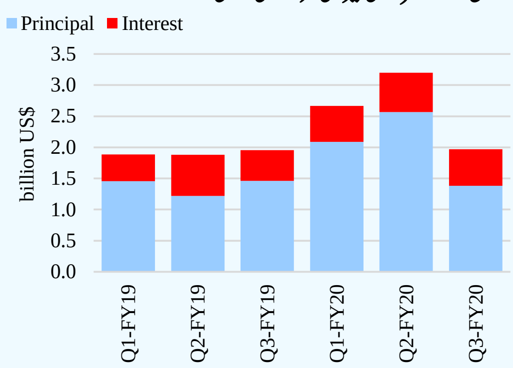

Data source: State Bank of Pakistan

5 بیرونی شعبہ

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران پاکستان کے بیرونی کھاتے کی بہتری میں مزید پختگی آئی ، جو بنیادی طور پر درآمدات میں کمی کی مرہون منت ہے۔ استحکام کی پالیسیوں کے باعث غیر توانائی درآمدات پہلے ہی دھیمی ہوچکی تھیں تاہم تیسری سہ ماہی میں کووڈ19 کی وجہ سے تیل کی پست عالمی قیمتوں اور پست ملکی طلب کے سبب توانائی کی درآمدات میں بھی خاصی کمی واقع ہوئی۔ اس عرصے میں ملکی برآمدات کا حجم خاصا زیادہ ہونے کے باوجود کمزور تجارتی روابط کے باعث برآمدی مالیتوں میں کمی دیکھی گئی۔ تاہم پست تجارتی خسارے کے ساتھ کارکنوں کی ترسیلات زر (علی الخصوص امریکہ اور خلیج تعاون تنظیم کے ممالک سے) میں معقول اضافے اور خدمات کے خسارے میں کمی کی وجہ سے جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں تجارتی خسارہ کم ہو کر گذشتہ برس کے تقابل میں ایک چوتھائی رہ گیا۔ چنانچہ ، جاری کھاتے کے خسارے کے ہمراہ کثیر القومی ذرائع سے بڑی رقوم کے حصول کے ساتھ ساتھ سرمایہ کاری کی رقوم میں بہتری آنے کی وجہ سے آخر فروری 2020ء میں ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھ کر 12.8 ارب ڈالر ہوگئے جو 24 ماہ کی بلند ترین سطح ہے۔ اس قدرے مستحکم صورتِ حال کی بدولت کووڈ 19 کے باعث جنم لینے والے چیلنجوں اور بیرونی شعبے کے تجدیدی دباؤ پر قابو پانے میں مدد ملی۔ مارچ 2020ء میں کووڈ 19 کے سبب جنم لینے والی غیریقینی صورتِ حال عالمی مالی منڈیوں میں سرایت کر گئی اور بیرونی سرمایہ کاروں نے مقامی قرضوں پر مبنی تمسکات فروخت کرنے شروع کر دیے۔ جس کے نتیجے میں اُس ماہ روپے کی قدر 7.5فیصد گھٹ گئی اور بڑی بیرونی سرکاری ادائیگیوں کےسبب اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 1.9 ارب ڈالر کی تخفیف ہوئی۔ پاکستان میں ہونے والی دونوں طرح کی یہ کمی بہت سے ابھرتے ہوئے ملکوں سے پست رہی ہے جس سے اس کی بہتر مبادیات اور کووڈ19 کے تناظر میں محتاط پالیسی ردعمل کی عکاسی ہوتی ہے۔

شکل 5.1: جاری کھاتے کے توازن کی تفصیلات

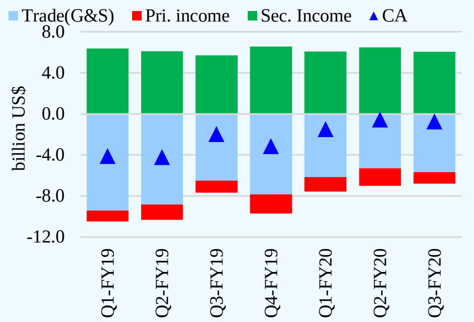

Data source: State Bank of Pakistan

5.1 جاری کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں جاری کھاتے کا خسارہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کی سطح 7.5 ارب ڈالر سے کم ہو کر 2.8 ارب ڈالر رہ گیا (**جدول 5.1**)۔ اس نتیجے کی بڑی وجہ درآمدی ادائیگیوں میں کمی تھی، کیونکہ برآمدی وصولیاں گذشتہ برس کی سطح پر رہیں اور ترسیلات زر میں معقول اضافہ ہوا۔ تاہم نفع کی

پہلے سے زیادہ واپسی اور سودی ادائیگیوں کے باعث بنیادی آمدنی سے رقوم کا انخلا ہوا، جس نے جاری کھاتے پر کچھ دباؤ ڈالا (**شکل 5.1**)۔

کارکنوں کی ترسیلات زر

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں کارکنوں کی ترسیلات زر 6.0 فیصد کے سال بسال اضافے سے بڑھ کر 17.0 ارب ڈالر ہو گئیں۔ یہ شرح نمو گذشتہ برس کے اسی عرصے کی 8.3 فیصد نمو سے قدرے کم ہے۔

اس برس کارکنوں کی ترسیلات میں ہونے والا اضافہ وسیع البنیاد تھا۔ بالخصوص، امریکہ اور خلیج تعاون تنظیم کے ممالک سے موصولہ رقوم میں گذشتہ برس کی بہ نسبت 400 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا۔ خلیج تعاون تنظیم کے ممالک متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب سے موصولہ رقوم میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا، جس کی وجہ ماضی قریب میں کم مہارت کے حامل افراد کی ان ممالک میں روانگی بڑھنا تھی، جو زیادہ تر انفراسٹرکچر منصوبوں پر کام کرنے گئے تھے۔[1] امریکہ سے آنے والی ترسیلات زر میں نمو، وہاں لیبر مارکیٹ کی سختی اور اجرتوں میں اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔[2]

بالخصوص تیسری سہ ماہی میں ترسیلات زر میں 11.6 فیصد کی زبردست نمو ہوئی (**شکل 5.2**)۔[3] یہ نمو گذشتہ برس اسی عرصے میں ہونے والی محض 2.0 فیصد نمو کے بالکل برعکس تھی (**جدول 5.2**)۔ خاص طور پر مارچ 2020ء میں ترسیلات زر 9.3 فیصد بڑھیں، ہو سکتا ہے کہ کووڈ 19 کے حوالے سے پائی جانے والی غیر یقینی صورتِ حال کچھ زیادہ رقوم کی ترسیل کا سبب بنی ہو۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کووڈ 19 اثرات ترسیلات زر پر پڑنے ابھی باقی ہیں، کیونکہ متعدد میزبان ممالک کو لاک ڈاؤن کا سامنا ہے اور آخر مارچ 2020ء میں اس وبا کے مصدقہ کیسز بڑھ جانے کے بعد غیر ملکی کارکنوں کی ملازمتیں ختم ہونے کے باعث صورتِ حال بدتر ہو سکتی ہے۔

تاہم جب سے کووڈ 19 کی وبا نے سر اٹھایا ہے، تب سے عالمی معاشی سرگرمیوں میں سُست روی اور منڈی کے احساسات مجروح ہونے کی وجہ سے عالمی کی عالمی قیمتوں میں خاصی کمی واقع ہوئی ہے، جس سے تیل برآمد کرنے والی ملکوں کی معیشتوں، خاص طور پر خلیج تعاون تنظیم کے ملکوں، کو دہرا دھچکا لگا ہے۔ نتیجتاً، خلیجی ممالک میں ملازمتیں ختم ہونے کے اثرات مستقبل میں پاکستان کی ترسیلات زر پر بھی نمودار

[1] بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز امپلائمنٹ کے مطابق 2019ء کے دوران رجسٹر ہونے والے کارکنوں میں سے لگ بھگ 70 فیصد مزدور اور ڈرائیور تھے۔ مزید برآں، 2019ء کے دوران مجموعی طور پر بیرون ملک منتقل ہونے والے 87 فیصد کارکن متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب گئے۔

[2] تیسری سہ ماہی کے دوران امریکہ میں شرح بے روزگاری کم ہو کر 3.8 فیصد رہ گئی، جس سے اجرتی آمدن بلند ہوئی۔

[3] جولائی سے دسمبر کی نمو 3.4 فیصد تھی اس کی بنسبت تیسری سہ ماہی میں اضافے کے باعث مجموعی نمو بڑھ کر 6 فیصد ہو گئی۔

جدول5.1: پاکستان کا توازنِ ادائیگی
ارب ڈالر میں

	سہ3			جولائی تا مارچ		
	م س19ء	م س20ءع	مطلق تبدیلی	م س19ء	م س20ءع	مطلق تبدیلی
جاری کھاتے کا خسارہ	-2.0	-0.7	1.2	-10.3	-2.8	7.5
تجارتی توازن	-5.6	-4.9	0.7	-21.3	-14.7	6.6
برآمدات	6.2	5.9	-0.3	18.1	18.3	0.2
درآمدات	11.8	10.8	-1.0	39.3	32.9	-6.4
توانائی	2.8	2.4	-0.4	10.8	7.7	-3.1
غیرتوانائی	9.1	8.4	-0.6	28.5	25.2	-3.3
خدمات کا توازن	-0.9	-0.8	0.1	-3.5	-2.4	1.0
بنیادی آمدن کا توازن	-1.2	-1.1	0.1	-3.7	-4.3	-0.5
سودی ادائیگیاں	0.6	0.8	0.2	1.7	2.3	0.6
منافع کی واپسی	0.3	0.2	-0.1	1.0	1.0	0.0
ثانوی آمدن کا توازن	5.7	6.1	0.4	18.2	18.6	0.4
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر	5.0	5.6	0.6	16.0	17.0	1.0
سرمایہ جاتی کھاتے کا توازن	**0.0**	**0.0**	**0.0**	**0.2**	**0.2**	**0.1**
مالی کھاتے کا توازن	**-5.4**	**-0.3**	**5.0**	**-11.4**	**-5.9**	**5.4**
پاکستان میں براہِ راست سرمایہ کاری	0.4	0.8	0.4	0.9	2.1	1.2
پاکستان میں جزدانی سرمایہ کاری	0.0	-0.2	-0.3	-0.4	0.2	0.6
دیگر سرمایہ کاری	-5.0	0.2	5.2	-10.7	-3.5	7.2
واجبات کا خالص بوجھ	5.3	-0.2	-5.6	10.6	3.6	-7.0
بالعموم سرکاری	2.2	-0.5	-2.7	4.0	3.7	-0.3
نجی شعبہ (ماسوائے بینک)	0.0	0.1	0.1	1.1	0.5	-0.5
بینک	0.1	0.1	0.1	0.6	-0.2	-0.7
اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر (اختتامی-مدت)				**10.5**	**10.8**	**0.4**
زرمبادلہ کے مجموعی سیال ذخائر (اختتامی-مدت)				**17.4**	**17.1**	**-0.3**
روپے کی قدر میں اضافہ (+)/کمی(-) بمقابلہ ڈالر فیصد میں	-1.4	-7.1	-	-13.7	-4.0	-

ععبوری

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

ہو سکتے ہیں، کیونکہ خلیج تعاون تنظیم کے ممالک پاکستان کے لیے ترسیلات زر کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔

5.2 مالی کھاتہ

اگرچہ جاری کھاتے میں بہتری سے ملک کی بیرونی مالکاری ضروریات میں کمی واقع ہوئی، تاہم مالی سال20ء کی تیسری سہ ماہی میں مالی کھاتے

شکل 5.2: کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں سال بسال نمو

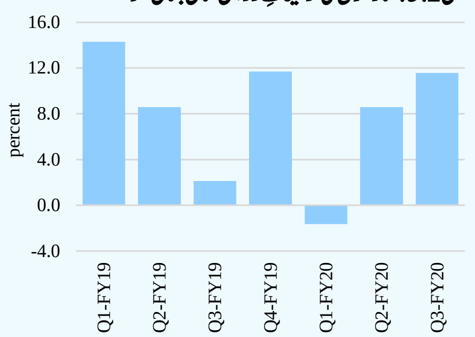

Data source: State Bank of Pakistan

کی صورتِ حال متزلزل رہی۔ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے ذریعے زر مبادلہ کی رقوم میں اضافہ ہوا کیونکہ سی پیک سے متعلقہ منصوبوں میں تیزی آگئی تھی۔ دوسری جانب تیسری سہ ماہی کے وسط تک بیرونی جزدانی سرمایہ کار ملکی کرنسی میں حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کرتے رہے، لیکن کووڈ 19 کی وبا کے نتیجے میں عالمی معیشت غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار ہوگئی جس کی بنا پر سہ ماہی کے آخر میں انہوں نے اپنی ہولڈنگز فروخت کرنا شروع کردیں۔ جزدانی سرمایہ کاری کی رقوم کے انخلا کی اس صورتِ حال نے جاری کھاتے پر کچھ دباؤ ڈالا۔ مجموعی طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں مالی کھاتے کے موصولہ رقم کا حجم 5.9 ارب ڈالر رہا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے کی موصولہ 11.4 ڈالر کا تقریباً نصف ہے، تاہم مالی کھاتے کی یہ رقوم جاری کھاتے کے خسارے کی مالکاری کے لیے کافی تھیں۔

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں ہونے والی نمو کا سلسلہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں بھی جاری رہا، کیونکہ سہ ماہی کے دوران 791 ملین ڈالر موصول ہوئے، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں یہ حجم 404 ملین ڈالر تھا۔ اس کے نتیجے میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران گذشتہ برس مالی سال 19ء کے 0.9 ارب ڈالر کے مقابلے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی خالص رقوم بڑھ کر 2.1 ارب ڈالر ہوگئیں (**جدول 5.3**)۔

جدول 5.2: پاکستان کی ترسیلاتِ زر
(ملین امریکی ڈالر)

	تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ		
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	تبدیلی
مجموعہ	**5,043.0**	**5,627.0**	**16,030.9**	**16,991.6**	**960.7**
خلیج تعاون تنظیم کے ممالک	2,730.2	3,047.8	8,701.9	9,104.4	402.5
سعودی عرب	1,179.8	1,307.7	3,747.3	3,925.7	178.4
متحدہ عرب امارات	1,063.8	1,202.9	3,412.2	3,552.2	140.0
خلیج تعاون تنظیم کے دیگر ممالک	486.6	537.3	1,542.4	1,626.5	84.1
امریکہ	756.0	1,021.5	2,446.4	2,880.4	434.0
برطانیہ	829.2	801.1	2,476.2	2,554.1	77.9
یورپی یونین	124.9	135.4	437.7	474.7	37.0
دیگر	602.87	621.1	1,968.7	1,978.0	9.3

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

خاص طور پر تیسری سہ ماہی میں چین سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں بحالی دیکھی گئی، جس کی وجہ سی پیک منصوبوں میں چینی سرمایہ

کاری کا تسلسل تھا، حالانکہ کووڈ 19 کی وبا کے باعث خود اس کی اپنی معیشت دگرگوں تھی۔ شعبہ جاتی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی حرکیات سال گذرنے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوئیں۔ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران رقوم آنے کے پیچھے بجلی کا شعبہ کارفرما رہا، کیونکہ تیسری سہ ماہی میں صرف یہ ایک شعبہ تنِ تنہا نصف سے زائد بیرونی براہ راست سرمایہ کاری لانے کا موجب بنا۔ سرمایہ کاری کی ان رقوم کا بڑا حصہ سی پیک سے متعلقہ بجلی منصوبوں پر کام کرنے والی فرموں کو ملا۔ مزید برآں، تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستان میں کام کرنے والی چینی کمپنی کو انٹر کمپنی قرضے کی مد میں اپنی بنیادی کمپنی سے جاری کھاتے کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے 190 ملین ڈالر کا قرضہ ملا۔ اس کے برعکس مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی تک 478 ملین ڈالر کی رقوم کے ساتھ ٹیلی کمیونیکیشن براہ راست بیرونی سرمایہ کاری حاصل کرنے والا سب سے بڑا شعبہ بنا رہا۔ جس کی بڑی وجہ پاکستان میں کام کرنے والی کثیر القومی سیلولر کمپنیوں کے آپریٹنگ لائسنس کی تجدید کی مد میں یکبارگی ملنے والی رقوم تھیں۔

جدول 5.3: خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری بلحاظِ شعبہ

ملین امریکی ڈالر

	سہ 3		جولائی تا مارچ	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
بجلی	31.7	495	-353.1	757.4
مالی کاروبار	45.4	48.4	247.6	210.5
تلاش اور پیداوار	110.5	76.7	267.8	218.3
الیکٹریکل مشینری	1.9	25.5	126.6	143.4
ٹرانسپورٹ آلات (گاڑیاں)	29.9	7.3	84.3	51.8
ٹیلی کمیونیکیشن	-20.1	45.1	-157.4	464.8
دیگر	224.5	92.7	689.3	302.2
کل	**404**	**791**	**905.1**	**2,148**
جس میں				
چین	100	476	22.4	872
علاوہ از چین	304	315	882.7	1,276

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

دریں اثنا، مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں تیل اور گیس کی تلاش کے شعبے میں سرمایہ کاری دھیمی رہی کیونکہ تیل کی گرتی ہوئی قیمتوں نے بڑی آئل کمپنیوں کو اپنے جاری سرمائے کے منصوبے روکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تیل کی قیمتیں گرنے کے ماحول میں پست طلب کے سبب تیل کی تلاش اور کھدائی قابلِ عمل نہ رہی۔[4]

[4] ماخذ: Bloomberg (https://www.bloomberg.com/news/articles/2020-03-20/oil-crash-wipes-out-31-billion-from-industry-s-investment-plans).

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

عالمی سطح پر کووڈ 19 کی وبا پھوٹنے سے ابھرتی ہوئی منڈیوں سے سرمایہ کاری کا انخلا دیکھنے میں آیا، کیونکہ سرمایہ کاروں نے محفوظ اثاثوں جیسے امریکی ڈالر میں سرمایہ کاری کی جانب رخ کیا (**شکل 5.3**)۔ نتیجتاً، 21 جنوری 2020ء کے بعد سے ابھرتی ہوئی منڈیوں سے 75 ایام میں 97 ارب ڈالر – 72 ارب ڈالر ایکویٹی اور 25 ارب ڈالر قرضہ - کی جزدانی سرمایہ کاری نکل گئی، رقوم کے انخلا کے اس حجم نے عالمی مالی بحران 2008ء کی سطح بھی عبور کرلی۔[5] عالمی مالی بحران کے دوران جزدانی سرمایہ کاروں نے 90 ایام کے اندر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں سے 25 ارب ڈالر نکالے تھے، جس کا آغاز 8 ستمبر 2008ء سے ہوا تھا۔

شکل 5.3: ڈالر اشاریے کی تاریخی قدر اور ابھرتی ہوئی منڈیوں کے ایم ایس سی آئی اشاریے کی کارکردگی

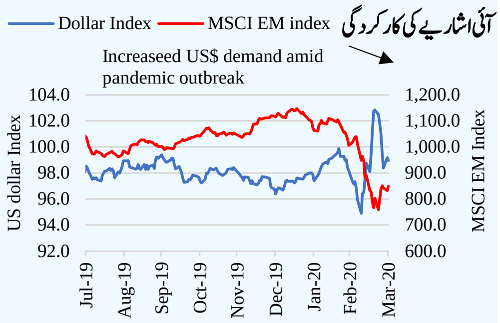

Data source: Bloomberg and MSCI

سرمایہ کاری کے اس عالمی تناظر میں مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستان میں ہونے والی جزدانی سرمایہ کاری بھی دباؤ کا شکار رہی۔ پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی قرضے کی منڈی (ٹی بلز اور پی آئی بیز) میں شروع ہونے والی سرمایہ کاری کی رفتار جنوری 2020ء تک جاری رہی (**شکل 5.4**)۔ جنوری میں ان تمسکات کی رقوم میں 2.3 ارب ڈالر تک جا پہنچی۔ تاہم جب مارچ 2020ء میں کووڈ 19 نے وبا کی صورت اختیار کی تو عالمی رجحان کے مطابق جزدانی سرمایہ کاری سے 2.2 ارب ڈالر تک رقوم کا انخلا ہوا۔ مجموعی طور پر مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں رقوم کے انخلا کا خالص حجم 153 ملین ڈالر رہا۔

شکل 5.4: جولائی تا مارچ م س 20ء میں ٹی بلز اور پی آئی بیز میں جزدانی سرمایہ کاری

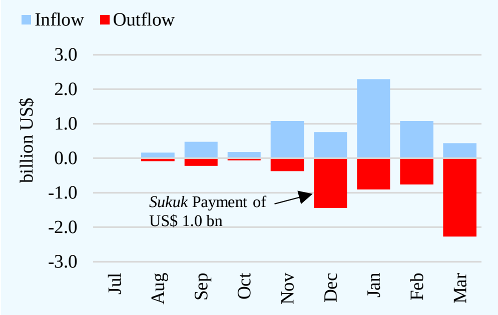

Data source: State Bank of Pakistan

اسی طرح جب ملکی اور غیر ملکی دونوں طرح کے سرمایہ کاروں نے غیر یقینی کی کیفیت میں فروخت شروع کردی تو اس سے پاکستان کی ایکویٹی منڈی شدید دباؤ میں آگئی۔ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاروں نے 138.2 ملین ڈالر کی رقم ایکویٹی منڈی سے نکالی۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں 30.7 ملین ڈالر کی خالص سرمایہ کاری آئی تھی۔ مالی سال 20ء کی تیسری

[5] 21 جنوری کو نقطۂ آغاز کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ کم و بیش اس وقت چین میں لاک ڈاؤنز شروع ہوئے تھے (ماخذ: انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل فنانس)۔

سہ ماہی کے دوران پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں 28.2 فیصد کمی ہوئی، اور مارچ 2020ء کے آخری روز مارکیٹ 29000 پوائنٹس تک نیچے آگئی (**شکل 5.5**)۔

تیسری سہ ماہی میں رقوم کے اس انخلا کے باوجود جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران مجموعی طور پر 227.5 ارب ڈالر کی خالص رقوم آئیں جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 410 ملین ڈالر کا انخلا ہوا تھا۔

شکل 5.5: ملکی ایکویٹیز میں بیرونی سرمایہ کاری اور پاکستان اسٹاک ایکسچینج کی کارکردگی

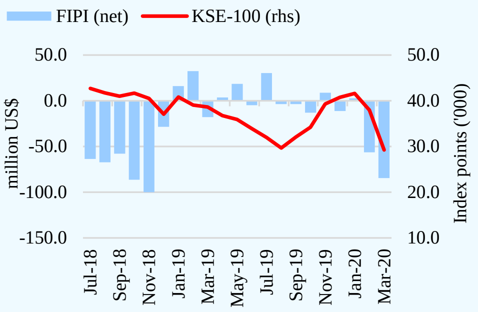

Data source: NCCPL and Pakistan Stock Exchange

واجبات کا خالص بوجھ

جاری کھاتے کے خسارے میں کمی کے ساتھ ساتھ مالی سرمایہ کاری کی تھوڑی بہت بحالی سے حکومت کی بیرونی مالکاری ضروریات کے حوالے سے بہتری آئی۔ اس کے نتیجے میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ملک کے زرمبادلہ کے واجبات کا خالص بہاؤ 66.0 فیصد کم ہو کر 3.6 ارب ڈالر رہ گیا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 10.6 ارب ڈالر درج کیا گیا تھا (**شکل 5.6**)۔[6]

باضابطہ اور غیر سرکاری رقوم دونوں کی آمد میں کمی کا رجحان نمایاں رہا (**شکل 5.6**)۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں حکومت کے خالص قرضے 6.0 فیصد کم ہو کر 3.8 ارب ڈالر رہ گئے۔[7] بالخصوص تیسری سہ ماہی میں حکومت نے کمرشل بینکوں سے قرضوں کے حصول کی راہ نہ اپنائی اور 876 ملین ڈالر کی مالکاری حاصل کی۔[8] اس کے برعکس اس نے سہ ماہی کے دوران 1.4 ارب ڈالر کے بیرونی واجبات کی ادائیگی کی۔

شکل 5.6: زرمبادلہ پر واجبات کا خالص بوجھ (جولائی تا مارچ)

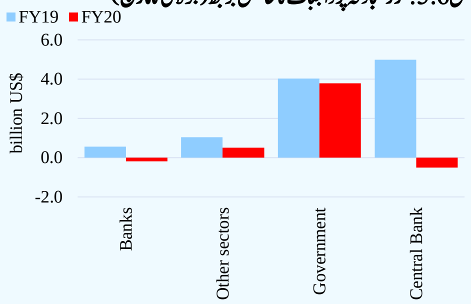

Data source: State Bank of Pakistan

[6] گذشتہ برس توازنِ ادائیگی کو سہارا دینے کی غرض سے چین (6.3 ارب ڈالر)، سعودی عرب (3.0 ارب ڈالر) اور متحدہ عرب امارات (2.0 ارب ڈالر) سے کمرشل اور دوطرفہ مدات میں رقوم موصول ہوئیں۔

[7] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی ادائیگی اور قسط وار ادائیگی بالترتیب 7.1 ارب ڈالر اور 2.8 ارب ڈالر رہی۔

[8] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت نے کمرشل بینکوں سے 1.8 ارب ڈالر کے قرضے لیے۔

شکل 5.7: شرح مبادلہ میں اضافہ (+)/کمی (-)

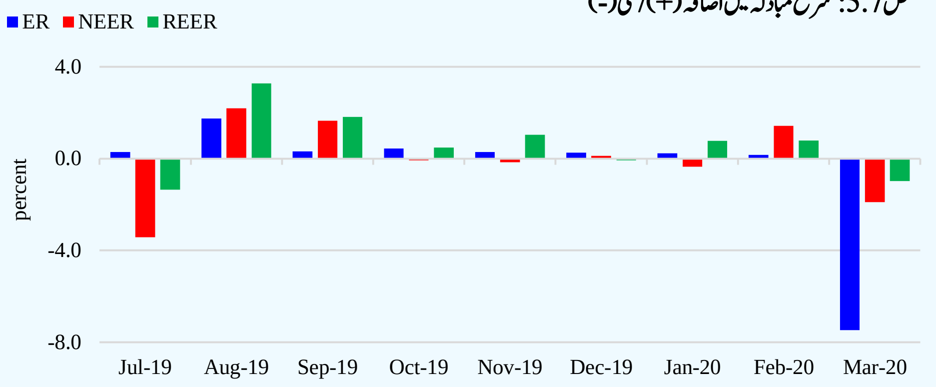

Data source: State Bank of Pakistan

شکل 5.8: پاکستان کی بڑی تجارتی مصنوعات کی یونٹ قیمتوں میں نمو

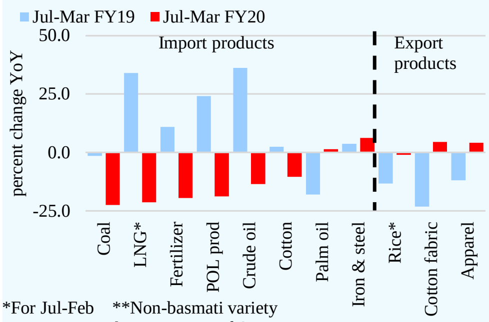

*For Jul-Feb **Non-basmati variety
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

5.3 شرح مبادلہ اور زرمبادلہ کے ذخائر

مارچ 2020ء تک پاکستان کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر 2.6 ارب ڈالر بڑھنے سے 17.1 ارب ڈالر ہو گئے۔ اس اضافے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں 3.6 ارب ڈالر کا اضافہ جبکہ کمرشل بینکوں کے ذخائر میں 944 ملین ڈالر کی کمی ہوئی۔

فروری 2020ء تک جاری کھاتے کے خسارے میں بہتری اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے ذریعے بڑی رقوم حاصل ہونے سے ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے میں مدد ملی۔ تاہم مارچ 2020ء میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں 1.9 ارب ڈالر کی کمی ہونے سے یہ رجحان معکوس ہو گیا۔ جزواً اس کی وجہ کثیر القومی اور کمرشل قرض گاروں کو قرضے کی بلند واپسی اور کووڈ 19 کی وبا کے دوران سرمایہ کاری کے انخلا سے پیدا ہونے والے دباؤ سے نمٹنے کی غرض سے بین البینک معاونت کی فراہمی ہے۔[9]

شرح مبادلہ کے لیے بھی صورتِ حال یکسر اسی طرح کی تھی۔ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر جولائی 2019ء سے فروری 2020ء کے دوران حالانکہ تھوڑی بہت بڑھتی رہی۔ تاہم بڑی حد تک مارچ 2020ء میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے معکوس بہاؤ کے

[9] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران کثیر القومی اور کمرشل قرض گاروں کو قرضوں کی واپسی 31 فیصد سال بسال اضافے سے 3.3 ارب ڈالر تک جا پہنچی۔

شکل 5.9: جولائی تامارچ کے دوران برآمدی حجم کی نمو

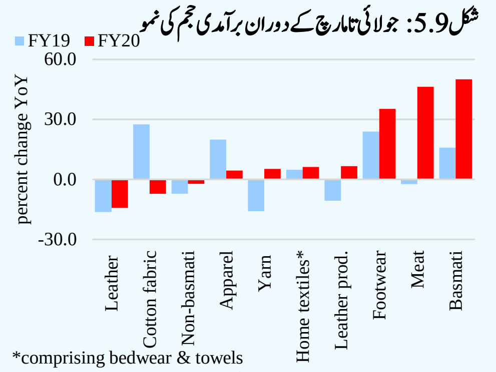

*comprising bedwear & towels
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

سبب ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 7.5 فیصد تخفیف ہوئی(**شکل 5.7**)۔

اسی اثنا میں، مارچ 2020ء کے دوران نامیہ مؤثر شرح مبادلہ محض 2.0 فیصد گھٹی کیونکہ دیگر بڑے تجارتی شراکت داروں کی کرنسیوں کی قدر بھی ڈالر کے مقابلے میں کم ہوئی تھی۔ تاہم اس مہینے میں بلند ملکی مہنگائی کے سبب خردہ اشاریہ قیمت بلند ہوا، جس سے حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں محض ایک فیصد کی کمی ہوئی۔ مجموعی تناسبات میں مارچ 2020ء کے دوران نامیہ مؤثر شرح مبادلہ لگ بھگ جون 2019ء کی سطح پر تھی، جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں 5.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

5.4 تجارتی کھاتہ[10]

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں تجارتی خسارہ 26.4 فیصد کم ہو کر چار سال کی پست ترین سطح یعنی 17.4 ارب ڈالر رہ گیا۔ برآمدات میں تھوڑے بہت اضافے اور درآمدات میں کمی نے اس خسارے کو گھٹانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس عرصے کے دوران زیادہ تر اجناس کی پست بین الاقوامی قیمتوں نے کئی درآمدی اور برآمدی اجزا کی یونٹ مالیتوں پر کمی کا دباؤ ڈالا۔ تاہم درآمدی مصنوعات پر اس کا اثر زیادہ نمایاں تھا (**شکل 5.8**)۔

دریں اثنا، سال گذرنے کے ساتھ ساتھ چند شعبوں کی معاشی سرگرمیاں بڑھنا شروع ہوگئیں، جس کے سبب درآمدات میں کمی کا رجحان بظاہر اپنی آخری حدوں کو چھوتا ہوا نظر آنے لگا۔ شعبہ جاتی اعتبار سے بڑے بیرونی منسلکات جیسے بجلی (بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر منحصر) اور ٹیکسٹائلز (برآمدی نوعیت کے) اس ضمن میں نمایاں رہے۔ سی پیک سے متعلقہ بجلی کے منصوبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی بحالی کے ساتھ برقی مشینری کی درآمدات میں بھی قابل ذکر اضافہ ہوا۔ کپاس کی ملکی پیداوار میں کمی (**باب 2**) کی وجہ سے بھی بڑے پیمانے پر اس کی درآمد کی ضرورت پیدا ہوگئی، ٹیکسٹائل صنعت کی طرف سے اس کی بڑی طلب ظاہر ہوئی، جس کے برآمدی امکانات مارچ 2020ء کے آخری دنوں تک (کووڈ19ء کی وبا چین سے باہر پھیلنے سے قبل جو عظیم لاک ڈاؤن کی وجہ بنا) روشن تھے۔

[10] یہ حصہ پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے پیش کردہ کسٹمز ڈیٹا کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے۔ اس سیکشن کی معلومات ادائیگیوں کے ریکارڈ کے اعداد و شمار سے میل نہیں کھاتیں، جو **سیکشن 5.1** میں رپورٹ کیا گیا۔ اعداد و شمار کے ان دو سلسلوں کا فرق سمجھنے کے لیے، دیکھیے ضمیمہ اعداد و شمار کی توضیح۔

ملکی صنعتوں جیسے ٹرانسپورٹ اور تعمیرات سے منسلکہ فرموں کی درآمدی طلب میں کمی نے اس دباؤ کو زائل کیا، معاشی استحکام کے اقدامات کے اثرات سے اسٹیل اور کاروں کی درآمدات میں بھاری کمی آئی تھی۔

شکل 5.10: پاکستانی ملبوسات کی برآمدات کی یونٹ مالیت کا اشاریہ اور شرح مبادلہ

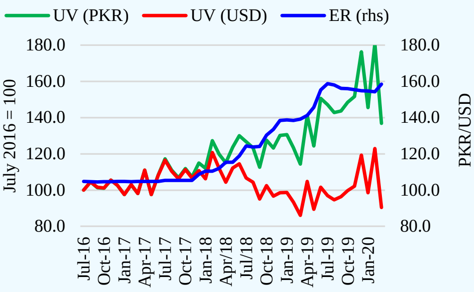

Data sources: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

دریں اثنا، برآمدی محاذ پر، کئی روایتی اور غیر روایتی اجزا کی ملکی برآمدات بلند رہی (**شکل 5.9**)۔ یہ اضافہ دو رخی پالیسی کوششوں کی بنا پر ہوا۔ اوّل، شرح مبادلہ کی منڈی کی مبادیات کے ساتھ مطابقت اور برآمدی صنعتوں کو رعایتی نرخوں پر بجلی کی فراہمی سے پاکستانی تاجروں کو مسابقت کا موقع ملا، جس کی وجہ سے مصنوعات پست یونٹ قیمتوں پر فروخت ہوئیں (**شکل 5.10**)۔[11] اگرچہ اس اقدام سے ملک کی برآمدی آمدن ایک حد تک کم ہوئی لیکن پھر بھی پاکستان کا شمار ان چند ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ہے جن کی برآمدات میں جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران اضافہ ہوا (**شکل 5.11**)۔ دوم، سیلز ٹیکس کے بروقت ریفنڈز کے اجرا اور بلند شرح سود کے ماحول میں رعایتی برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) کی دستیابی کے باعث برآمد کنندگان کو سیالیت کی رکاوٹیں دور کرنے میں مدد ملی۔[12]

شکل 5.11: جولائی تا مارچ کے دوران بڑی ابھرتی ہوئی منڈیوں میں برآمدی نمو

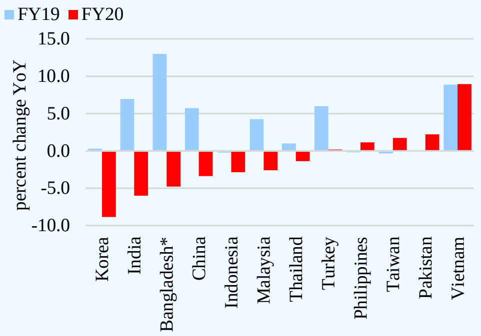

Data source: Haver Analytics *For Jul-Feb

تیسری سہ ماہی کے دوران تجارتی کھاتے پر کووڈ 19 کے اثرات کے حوالے سے یہ بات یاد رکھی جائے کہ پاکستان کے تجارتی شراکت داروں میں صرف چین (فروری کے بعد سے) میں اشیاسازی رو کی گئی؛ یورپی ممالک اور امریکہ کے لاک ڈاؤن میں مارچ کے وسط تک سختی آنا باقی تھی۔ 23 مارچ کو جب لاک ڈاؤن کا آغاز ہوا، اس سے قبل پاکستان میں بھی تجارتی سرگرمیاں بلا رکاوٹ چل رہی تھیں۔

[11] جنوری 2019ء میں حکومت نے بذریعہ ایس آر او (I)01 / 2019 تا ایس آر او (I)2019/12 برآمدی صنعتوں کے لیے بجلی کے یکساں نرخ 7.5 سینٹ فی کلوواٹ آور کرنے کا اعلان کیا تھا اور اسے جاری رکھا (وزارت بجلی)۔

[12] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں ای ایف ایس کی مد میں رقوم کی تقسیم 109.2 ارب روپے تک بڑھ گئیں جو گذشتہ برس 70.7 ارب روپے تھیں (**باب 3**)۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں 56 ارب روپے کے سیلز ٹیکس ریفنڈز کا اجرا بذریعہ فاسٹر رہا (source: https://www.fbr.gov.pk/pr/rs-56-billion-refund-claims-sanctioned-by-fbr/152303)۔

ان حالات میں اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جولائی تا فروری کے مقابلے میں مارچ 2020ء میں سال بسال بنیاد پر چین اور افغانستان کے موصولات میں ڈرامائی طور پر کمی واقع ہوئی (**شکل 5.12**)۔ حکومت نے کووڈ19 کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے افغانستان کی سرحد کو بند کرنے کا اعلان کیا تھا، جس سے اس ملک کے ساتھ تجارت بری طرح متاثر ہوئی۔[13] دریں اثنا، درآمدی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر مارچ کے مہینے میں چین سے خریداری میں کمی آئی، اور اس تخفیف کا ارتکاز مشینری آلات (کرینیں اور ایئر کمپریسرز)، فولاد اور کیمیکلز میں تھا۔[14]

برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران برآمدات 2.2 فیصد کے سال بسال اضافے کے ساتھ 17.4 ارب ڈالر ہو گئیں؛ یہ نمو گذشتہ برس کی بنسبت زیادہ بلند تھی۔ اگرچہ یونٹ قیمتوں نے برآمدمالیتوں پر کمی کا دباؤ برقرار رکھا، تاہم مختلف النوع مصنوعات کے برآمدی حجم میں ہونے والے خوب اضافے نے اس کمی کے اثرات زائل کر دیے، اور بلند برآمدی آمدنی کا موجب بنا (**جدول 5.4**)۔

شکل 5.12: بڑے برآمدی مقامات میں اضافہ

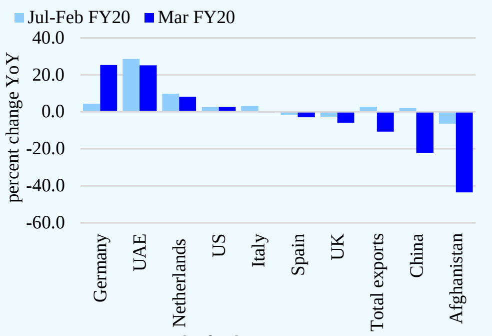

Data source: State Bank of Pakistan

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں ٹیکسٹائل برآمدات 4.2 فیصد کے سال بسال اضافے کے ساتھ 10.4 ارب ڈالر تک جا پہنچیں جبکہ گذشتہ برس اس کی نمو نہ ہونے کے برابر تھی۔ امسال برآمدی کارکردگی میں بہتری کی بڑی وجہ ملبوسات اور بیڈ وئیر کی برآمدات کے حجم میں اضافہ ہے اور اسی بنا پر پست قدر اضافی مصنوعات کی برآمدات میں تھوڑی سی کمی کے اثرات بھی زائل ہو گئے۔[15]

[13] ماخذ: پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ، 13 مارچ 2020ء (pid.gov.pk/site/press_detail/13321)۔

[14] مارچ 2020ء کے دوران درآمدات میں 739.0 ملین ڈالر کی آئی، جس میں چین سے درآمدات میں کمی کا حجم 228.7 ملین ڈالر ہے۔

[15] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں ملبوسات کے برآمدی حجم میں 4.4 فیصد کی سال بسال کمی آئی، جبکہ اس عرصے میں بیڈ وئیر کی برآمدات 8.1 فیصد بڑھیں۔

اس عرصے کے دوران ملبوسات کی برآمدات (بُنے ہوئے اور تیار ملبوسات پر مشتمل) 8.8 فیصد اضافے سے 4.5 ارب ڈالر تک جا پہنچیں، اس کا حجم اور اکائی مالیتیں دونوں بڑھیں، جس سے بلند برآمدی آمدنی حاصل ہوئی۔ چین کے یورپی یونین اور امریکی منڈیوں سے (ستمبر 2019ء میں اس کے ملبوسات کی مصنوعات پر اضافی ٹیرف عائد ہونے کے بعد) بتدریج باہر نکلنے سے — کمبوڈیا، بنگلہ دیش، ترکی اور ویت نام کے ساتھ ساتھ - پاکستانی برآمد کنندگان کو فائدہ پہنچا، جیسا کہ جداول 5.5 اور 5.6 میں دکھایا گیا ہے۔

مزید برآں، چین میں کووڈ 19 کی وبا پھوٹنے کے تناظر میں منقولی شواہد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فروری اور مارچ میں یورپی اور امریکی خریداروں نے چین کو دیے ہوئے کچھ آرڈر منسوخ کر دیے تھے، جو پاکستان کو منتقل ہو گئے، چنانچہ تیسری سہ ماہی میں پاکستان کی ان معیشتوں کو برآمدات میں معقول نمو ہوئی۔[16] اگرچہ تیسری سہ ماہی کے دوران یورپی یونین اور امریکہ کی کپڑوں کی درآمدات میں بڑی حد تک کمی آئی کیونکہ خریدار چین کے علاوہ رسد کنندگان کے متلاشی تھے، تاہم اس عرصے میں پاکستانی برآمد کنندگان ان

جدول 5.4: جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں پاکستان کی بڑی برآمدات

ملین امریکی ڈالر

	م س 19ء	م س 20ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
غذائی گروپ	**3,348.1**	**3,394.7**	**46.5**	-	-
چاول	1,487.9	1,594.0	106.1	79.5	26.6
باسمتی	428.8	569.2	140.4	214.5	-74.1
غیر باسمتی	1,059.1	1,024.8	-34.3	-23.7	-10.6
گندم	122.0	11.4	-110.6	-111.5	0.9
چینی	115.1	70.7	-44.5	-59.8	15.3
پھل اور سبزیاں	537	637.3	100.3	3.0	97.3
گوشت	156.4	233.0	76.5	72.3	4.2
ٹیکسٹائل گروپ	**9,989.8**	**10,413.0**	**423.2**	-	-
خام کپاس	15.7	17.0	1.3	5.0	-3.7
سوتی دھاگہ	835.7	819.8	-15.9	43.4	-59.3
کپڑا	1,595.9	1,547.4	-47.8	-115.3	66.8
ملبوسات	4,110.6	4,470.6	360.2	180.0	180.0
بستر کی چادر	1,719.4	1,761.5	42.1	138.5	-96.4
تولیے	588.1	591.6	3.5	12.4	-8.1
پیٹرولیم گروپ	**361.8**	**238.9**	**-122.8**	**-69.5**	**-53.3**
دیگر اشیا	**2,492.1**	**2,426.5**	**-65.7**	-	-
کھیلوں کا سامان	222.9	222.6	-0.3	-	-
رنگا ہوا چمڑا	187.9	151.4	-36.6	-26.8	-9.7
چمڑے کی اشیا	358.8	401.1	42.3	23.8	18.5
جوتے	90.1	104.4	14.3	31.7	-17.4
طبّی آلات	279.9	303	23.2	-	-
کیمیکلز	439.2	348.7	-90.5	-	-
سیمنٹ	221.3	210.1	-11.2	16.3	-27.5
مجموعی برآمدات	**17,071.1**	**17,446.9**	**375.7**	-	-

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[16] چین میں ملبوسات سازی کے دو بڑے علاقوں (گوانگڈونگ اور ژجیانگ) میں اشیا سازی کے سرگرمیاں 24 جنوری سے فروری کے وسط سے رکی رہیں، جس کی وجہ نئے قمری سال کی تعطیلات ہیں، جن میں بالآخر کووڈ 19 کے لاک ڈاؤن کے باعث توسیع ہو گئی۔

دونوں منڈیوں کے مسابقت کاروں پر سبقت لینے میں کامیاب رہے(**جداول 5.5اور 5.6**)۔[17]

جدول5.5:یورپی یونین میں ملبوسات کی درآمدات کے حجم میں نمو

	جولائی تا مارچ		جنوری تا مارچ	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
پاکستان	5.6	8.9	9.0	7.7
ترکی	6.0	1.9	5.6	-3.8
بھارت	-3.7	-3.8	-3.1	-6.9
بنگلہ دیش	9.6	-2.8	7.2	-2.3
چین	1.8	-7.9	-10.2	-14.6
کمبوڈیا	6.1	-12.6	-0.3	-17.8
دنیابھر سے	5.2	-3.1	0.0	-6.8

اعداد و شمار کا ماخذ:یورواسٹیٹ

اس کے برعکس پست قدر اضافی زمرے کی برآمدات کمزور رہیں، اور جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران یہ برآمدات 2.6 فیصد کم ہو کر 2.4 ارب ڈالر رہ گئیں؛ دھاگے کے برآمدی حجم میں اضافہ جبکہ کپڑے کی برآمدات میں کمی ہوئی۔[18] تفصیلی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ چین اور بنگلہ دیش نے – جو عموماً پاکستانی ٹیکسٹائلز کی پست قدر اضافی مصنوعات کے بڑے خریدار ہیں- تیار مصنوعات (کپڑا) کے بجائے سوتی دھاگہ زیادہ خریدا۔

جدول5.6:ملبوسات کے امریکی درآمدی حجم میں نمو

	جولائی تا مارچ		جنوری تا مارچ	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
پاکستان	4.8	10.3	7.6	13.8
بنگلہ دیش	7.7	1.8	15.9	6.7
چین	4.4	-16.5	0.8	-32.4
ویت نام	7.2	3.2	12.8	2.6
بھارت	5.8	-1.5	10.4	-0.8
انڈونیشیا	0.5	-9.6	5.4	-10.4
کمبوڈیا	2.4	9.7	-3.8	14.4
دنیابھر سے	4.7	-6.7	4.5	-11.8

اعداد و شمار کا ماخذ:امریکی دفتر برائے ٹیکسٹائلز اور ملبوسات

نان ٹیکسٹائل برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں نان ٹیکسٹائل برآمدات 0.7 فیصد کم ہو کر 7.0 ارب ڈالر رہ گئیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں ان برآمدات کی کارکردگی مناسب رہی تھی، اور روایتی اور غیر روایتی اجزا اس میں اضافے کا سبب بنے تھے۔[19] تاہم تیسری سہ ماہی میں ان برآمدات میں 5.1 فیصد کی کمی ہوئی تھی، جس کی بڑی وجہ غیر باسمتی برآمدات کے

17 تیسری سہ ماہی میں امریکہ اور یورپی یونین کی درآمدات میں بڑی حد تک کمی مارچ کے مہینے میں ہوئی۔ جنوری تا فروری مالی سال 20ء میں یورپی یونین کی ملبوسات کی درآمدات میں 4.6 فیصد کی سال بسال کمی درج کی گئی، اور پھر مارچ 2020ء میں 15.2 فیصد کی مزید کمی ہوئی۔اسی طرح جنوری تا فروری 20ء میں ملبوسات کی امریکی درآمدات میں 11.4 فیصد سال بسال کمی ہوئی، جبکہ مارچ 2020ء میں 12.9 فیصد کی کمی ہوئی۔

18 جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں دھاگے کے برآمدی حجم میں 5.2 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، جبکہ اس عرصے کے دوران کپڑے کی برآمدات 7.2 فیصد گھٹ گئیں۔

19 مالی سال 20ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی میں نان ٹیکسٹائل برآمدات بالترتیب 1.9 فیصد اور 1.8 فیصد بڑھیں، جو تیسری سہ ماہی میں 5.1 فیصد کم ہو گئیں۔

حجم میں خاصی کمی ہونا تھی، اسی بنا پر دیگر مصنوعات کی برآمدات میں تھوڑے بہت اضافے کا اثر زائل ہو گیا، اور پہلی دو سہ ماہیوں میں برآمدات میں ہونے والی نمو بھی کم ہو گئی۔

چاول کی برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران مجموعی طور پر چاول کی برآمدات میں 7.1 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا، تاہم یہ پوری نمو پہلی ششماہی میں درج کی گئی تھی، کیونکہ تیسری سہ ماہی میں اس کی برآمدات 16.3 فیصد گھٹ گئیں۔ برآمدی حجم کے رجحان نے سارا سال برآمدی مالیتوں کے تعین میں ایک بڑا کردار ادا کیا، کیونکہ پاکستانی (اس کے ساتھ ساتھ بھارتی اور ویت نامی) چاول کی مختلف اقسام کی بین الاقوامی قیمتیں عمومی طور پر پست رہیں۔[20]

اگرچہ اقسام کے اعتبار سے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں باسمتی اور غیر باسمتی برآمدات میں خوب اضافہ ہوا، تاہم تیسری سہ ماہی کے دوران مؤخر الذکر کی برآمدات میں کمی درج کی گئی، جس سے چاول کی مجموعی برآمدات کم ہو گئی۔ جنوری تا فروری مالی سال 20ء کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر باسمتی برآمدات سکڑنے کی بڑی وجہ زیادہ تر فلپائن اور چین کو برآمدات میں کمی تھی۔ فلپائن کو برآمدات میں اس وقت کمی آئی جب دسمبر 2019ء میں اس نے ملک میں خاطر خواہ ذخائر ہونے کے سبب چاول کی درآمدات پر پابندی عائد کر دی تھی۔[21] دریں اثنا، چین کو بھیجی جانے والی

جدول 5.7: جولائی تا مارچ پاکستان کی اہم درآمدات

(ملین امریکی ڈالر)

اجزا	م س19ء	م س20ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
توانائی گروپ	**10,614.0**	**8,900.6**	**-1,713.4**	-	-
پیٹرولیم مصنوعات	4,623.0	3,964.7	-658.3	256.9	-915.3
خام تیل	3,379.0	2,452.6	-926.4	-542.9	-383.5
ایل این جی*	2,404.6	2,237.3	-167.4	429.0	-558.4
زراعت اور کیمیکلز	**6,577.8**	**5,576.9**	**-1,001.0**	-	-
کھاد	716.0	482.3	-233.8	-117.4	-116.3
دیگر کیمیکلز	3,271.3	2,739.0	-532.3	-	-
ٹرانسپورٹ گروپ	**2,083.2**	**1,197.6**	**-885.6**	-	-
کاریں	820.4	408.2	-412.2	-	-
مکمل ساختہ یونٹس	320.5	64.8	-144.3	-	-
الگ الگ پرزے	611.4	343.4	-268.0	-	-
ٹرک اور بسیں	370.0	216.5	-153.5	-	-
طیاری اور بحری جہاز	222.0	240.7	18.8	-	-
دھاتی گروپ	**3,756.3**	**3,074.7**	**-681.6**	-	-
فولاد کا اسکریپ	1,108.9	1,188.2	79.3	-180.8	260.0
لوہا اور فولاد	1,657.1	1,159.3	-497.8	-427.3	-70.5
غذائی گروپ	**4,261.3**	**3,963.3**	**-298.1**	-	-
چائے	445.8	376.2	-69.6	-38.8	-30.8
پام آئل	1,386.1	1,380.2	-5.8	-24.8	19.0
دالیں	393.4	428.8	35.4	65.2	-29.8
دیگر غذائی اجزا	1,633.4	1,461.8	-171.6	-	-
ٹیکسٹائل گروپ	**2,237.1**	**1,915.8**	**-321.3**	-	-
خام کپاس	412.4	556.2	143.8	208.6	-64.8
مصنوعی ریشہ	485.3	429.9	-55.4	-20.5	-34.9
دیگر ٹیکسٹائل اجزا	782.8	453.6	-329.2	-	-
مشینری گروپ	**6,716.0**	**6,632.2**	**-83.8**	-	-
برقی جنریٹر	955.7	920.0	-35.6	-	-
برقی	1,321.2	1,748.8	427.6	-	-
موبائل فونز	557.2	980.0	422.8	-	-
دیگر مشینری	2,408.0	1,746.5	-661.5	-	-
تمام دیگر اجزا	**4,433.8**	**3,538.0**	**-895.8**	-	-
جس میں کوئلہ*	1,052.1	914.2	-137.9	125.8	263.7
مجموعی درآمدات	**40,679.5**	**34,799.1**	**-5,880.4**	-	-

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات؛ * برائے جولائی تا فروری

[20] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں پاکستان کے غیر باسمتی چاول کی برآمدی قیمتیں سال بسال بنیاد پر اوسطاً 1.8 فیصد کم ہوئیں۔ اس عرصے میں بھارتی اور ویت نامی اقسام کے ہم پلہ پاکستانی چاول کی برآمدی قیمتیں بھی بالترتیب 0.9 فیصد اور 8.8 فیصد کم رہیں (ماخذ: ایف اے او رائس پرائس مانیٹر)۔

[21] آخر 20-2019ء تک فلپائن کے چاول کے ذخائر کا تخمینہ آخر 18-2017ء کے مقابلے میں 62.6 فیصد زائد ہے (ماخذ: امریکی محکمہ زراعت برائے اناج: عالمی منڈی اور تجارتی رپورٹ، اپریل 2020ء)۔

برآمدی کھیپوں میں کمی وہاں فروری کے بعد ہونے والے لاک ڈاؤن کی عکاسی کرتی ہے۔[22]

شکل 5.13: جولائی تا فروری م س 20ء میں پاکستانی باسمتی چاول کے برآمدی حجم میں تبدیلی

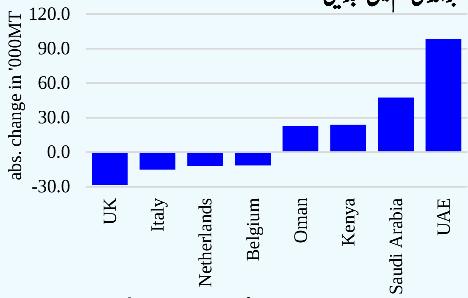

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

اس کے برعکس باسمتی چاول کی کارکردگی قابل ذکر رہی، نو ماہ کے دوران اس کی برآمدات میں 33.7 فیصد اضافہ ہوا۔ بڑے حجم کا اس میں بڑا کردار رہا، بلکہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران برآمدی حجم آٹھ برس کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا۔ تاہم پاکستانی باسمتی چاول کی برآمدی منڈیاں تبدیل ہو رہی ہیں: اگرچہ پہلے سب سے زیادہ یورپی ممالک کو برآمدات ہوتی تھیں، اب اس سال مشرق وسطیٰ کی منڈیوں جیسے متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب میں پاکستانی باسمتی چاول کی برآمدات کا حجم زیادہ رہا (**شکل 5.13**)۔ برآمد کنندگان کا دعویٰ ہے کہ ان ملکوں کو کی جانے والی برآمدات کا بڑا حصہ تاجر حضرات خطے کے دیگر ممالک خاص طور پر ایران، یمن اور عراق کو بھیج دیتے ہیں، جہاں عام بینکاری لین دین پر زیادہ جانچ پڑتال ہوتی ہے۔

یورپی یونین کے ملکوں کے حوالے سے یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ پاکستان سے سفید باسمتی چاول کے بجائے براؤن چاول بلند مقدار میں درآمد کر رہے ہیں، جس کی وجہ ان دو اقسام پر درآمدی ڈیوٹی کا فرق ہے۔[23] براؤن چاول اگرچہ معیار میں باسمتی چاول کے مساوی ہوتا ہے، تاہم پاکستان دفتر شماریات اسے غیر باسمتی شمار کرتا ہے۔

دیگر برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران دیگر غذائی مصنوعات میں سے پھل اور سبزیوں کی برآمدات بھی 18.7 فیصد کے ریکارڈ اضافے کے ساتھ 637.4 ملین ڈالر تک جا پہنچیں۔ بلند پیداوار، بھرپور تشہیر اور بہتر پیکجنگ کے سبب آم اور کینو کی برآمدات میں معقول اضافہ ہوا، مشرق وسطیٰ اور یورپ میں موجودگی برقرار رکھتے ہوئے وسط ایشیائی ممالک کی نئی منڈیوں میں بھی برآمد کنندگان نئی راہیں استوار کر رہے ہیں۔[24]

[22] جنوری تا فروری مالی سال 20ء کے دوران پاکستان کی چین کو غیر باسمتی چاول کی برآمدات میں سال بسال بنیاد پر 70.9 فیصد کی بڑی کمی ہوئی۔

[23] اس امر سے جولائی تا فروری مالی سال 20ء میں پاکستان کی یورپی یونین کے ممالک کو براؤن چاول کا برآمدی حصہ 48.5 فیصد سے بڑھ کر 67.6 فیصد ہو جانے کی جزواًوضاحت ہوتی ہے، جبکہ سفید باسمتی چاول کا برآمدی حصہ 28.3 فیصد سے کم ہو کر 9.4 فیصد رہ گیا۔

[24] مثلاً جولائی تا فروری مالی سال 20ء میں وسط ایشیائی ممالک جیسے قزاقستان، ازبکستان اور تاجکستان کو آم کے برآمدی حجم میں 132.5 فیصد اضافہ ہوا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں سیمنٹ کی برآمدات 5.0 فیصد کمی سے 210 ملین ڈالر ہو گئی۔ تفصیلی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جولائی سے جنوری کے درمیان تیار سیمنٹ (پورٹ لینڈ) اور کلنکر (نیم تیار مصنوعہ) دونوں کا برآمدی حجم بڑھا، مگر ان کی یونٹ قیمتیں کم ہو گئی تھیں۔ ملکی ترسیلوں میں سُست روی اور بھارت (جو ماضی میں اس مصنوعہ کی برآمد کا اہم مقام رہا) کے ساتھ تجارتی تعطل کے باعث سیمنٹ سازوں نے روایتی منڈیوں جیسے افغانستان اور سری لنکا کی بحالی کے ساتھ ساتھ چند افریقی ممالک جیسے مڈغاسکر اور موزمبیق میں بھی نقش پائی کی۔ ان منڈیوں کے توسط سے پورٹ لینڈ سیمنٹ کے برآمدی حجم میں اضافہ درج کیا گیا۔ دریں اثنا، پاکستان سے کلنکر کی برآمدات میں بیشتر اضافہ بنگلہ دیش کے باعث ہوا، جس سے یہ اشارے ملے کہ ویت نام کی زیادہ توجہ چینی منڈی پر مرکوز ہونے کے باعث پاکستانی فرمیں بنگلہ دیش میں اس کے حصے سے استفادہ کر رہی ہیں۔[25]

آخر میں، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں فٹ ویئر مصنوعات کی برآمدات 15.9 فیصد اضافے سے 104.4 ملین ڈالر ہو گئیں، جس کا سبب برآمدی حجم میں 41 فیصد کا صحت مندانہ اضافہ ہے۔ برآمد کنندگان امریکہ، مشرق وسطیٰ اور یورپی ممالک (سعودی عرب، کویت، عمان، جرمنی اور برطانیہ) میں برآمدات کی بلند مقدار کے حصول میں کامیاب رہے۔ اگرچہ چمڑے کے جوتوں کا تجارتی حصہ اب بھی غالب ہے تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 18ء سے مصنوعی چمڑے کے جوتوں کی برآمدات کی شرح میں سرعت سے اضافہ ہوا ہے۔ کچھ ممالک میں یہ رجحان خریداروں کی طرف سے زیادہ اسٹائلش اور سستے جوتوں کی جانب منتقل ہونے کی علامت ہے جو کپڑے سے بنے اسنیکرز اور مصنوعی چمڑے کے ہوں۔[26]

درآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ملکی درآمدات 14.5 فیصد کمی سے چار برس کی پست ترین سطح پر 34.8 ارب ڈالر رہ گئیں۔ مارچ 2020ء کے وسط تک استحکام کی پالیسیوں کے تسلسل –توانائی کے آمیزے میں جاری تبدیلی اور منسلکہ ذیلی سرگرمیوں میں اس کے اثرات – کی وجہ سے توانائی اور غیر توانائی دونوں مصنوعات کی درآمدی طلب گھٹ گئی (**جدول 5.7**)۔ تیل کی عالمی قیمتیں بڑی حد تک موزوں رہیں اور توانائی کی درآمدات میں کمی کے حوالے سے ان کا کردار اہم رہا۔[27]

تاہم دوسری سہ ماہی تک غیر توانائی درآمدات پر اضافے کا دباؤ واضح تھا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درآمدات میں کمی کی سکت ختم ہو رہی تھی

---

[25] چین میں ویت نامی کلنکر کی نئی طلب اس وقت سامنے آئی جب بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی کے سبب چین کی اپنی سیمنٹ فیکٹریوں کو بند کر دیا گیا۔

[26] مثلاً متحدہ عرب امارات میں جوتوں کی مجموعی درآمدات میں چمڑے کے بغیر تیار کردہ فٹ ویئر کی درآمدات کا حصہ (بلحاظِ حجم) 2015ء کی 32 فیصد کی سطح سے بڑھ کر 2019ء میں 46 فیصد ہو گیا، جبکہ چمڑے کے جوتوں کا حصہ 69 فیصد سے کم ہو کر 54 فیصد رہ گیا (ماخذ: عالمی تجارتی مرکز)۔

[27] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران عرب لائٹ کروڈ آئل کی قیمتوں میں 12.6 فیصد کی سال بسال کمی ہوئی۔

شکل5.14: درآمدات میں نمو(سہ ماہی رواں اوسط)

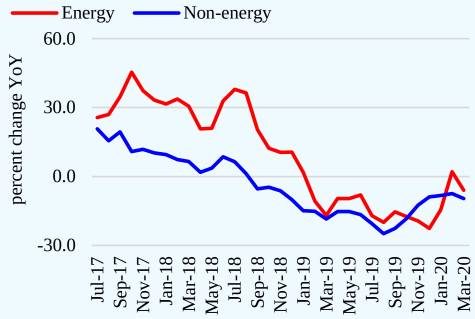

Data source Pakistan Bureau of Statistics

(**شکل5.14**)۔ بجلی کی پیداوار اور بجلی کی مشینری کی درآمدات میں خاصا اضافہ ہوا، اس کے ساتھ ساتھ بجلی کے شعبے میں سرمایہ کاری بحال ہوئی (پیداواری اور ترسیلی دونوں محاذ پر)، اور یہ رجحانات جنوری تا فروری مالی سال20ء میں بھی جاری رہے۔

تیسری سہ ماہی میں درآمدات پر اضافی دباؤ کپاس کی جانب سے پڑا، کیونکہ ملکی پیداوار میں کمی اور ٹیکسٹائل صنعت کے معقول برآمدی امکانات کے سبب اس کی درآمدی طلب بڑھ گئی تھی۔ حکومت نے جنوری 2020ء میں درآمدی ڈیوٹی ختم کرکے کپاس کی درآمدات میں بھی سہولت دی۔[28] آخراً، پام آئل کے دو چوٹی کے پیدا کنندگان (انڈونیشیا اور ملائیشیا) کی جانب سے پست پیداوار کے سبب اس کی عالمی قیمتیں بڑھ گئیں، اس وجہ سے پام آئل کے درآمدی حجم میں کمی کے باوجود اس جنس کی درآمدی مالیت میں اضافہ ہوا۔

توانائی کی درآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال20ء میں توانائی کی درآمدات سال بسال بنیاد پر 16.1 فیصد کم ہوکر 8.9 ارب ڈالر رہ گئیں؛ یہ کمی گذشتہ برس کے اسی عرصے کی بنسبت زیادہ تھی۔ پست عالمی قیمتوں نے دو بڑے زمروں—پیٹرولیم مصنوعات اور ایل این جی- کی درآمدی مالیت پر قابو پانے میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ 9 ماہ میں ان کے درآمدی حجم میں اضافہ ہوا تھا۔

پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات کے بلند حجم میں بیشتر حصہ پیٹرول کا ہے، کیونکہ ایندھن کے دوسرے بڑے اجزا جیسے ہائی اسپیڈ ڈیزل (ایچ ایس ڈی)، فرنس آئل اور مٹی کے تیل کی درآمدات میں کمی آئی تھی (**شکل 5.15**)۔[29] دوسری سہ ماہی میں بعض اوقات سی این جی اسٹیشنوں کی بندش نے گاڑی والوں کو پیٹرول کی طرف رخ کرنے پر مجبور کردیا تھا، تب سے پیٹرول کی درآمدات میں اضافہ ہوتا رہا، دوسری طرف ریفائنریوں کی جانب سے پیداوار میں کمی کے سبب طلب ورسد کا فرق ختم کرنے کے لیے درآمدات کو بروئے کار لایا گیا۔ پیٹرول کی جانب یہ منتقلی بظاہر عارضی معلوم ہوتی ہے کیونکہ تیسری سہ ماہی (جنوری تا فروری) میں پیٹرول کی فروخت میں سال بسال بنیاد

[28] بذریعہ ایس آر او، 37(I)/2020، بتاریخ 21 جنوری 2020ء۔

[29] پاکستان دفترِ شماریات کے تفصیلی اعداد و شمار کی دستیابی کے بعد یہ گراف اپ ڈیٹ ہوگا۔ مارچ 2020ء کے دوران پیٹرول کی درآمدی ادائیگی (اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار) میں 80.8 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا تھا۔

پر کمی آئی (جدول 5.8)، ممکنہ طور پر یہ کمی سی این جی اسٹیشنوں کے آپریشنز معمول پر آنے کے باعث ہوئی۔ لیکن طلب پست ہونے کے باوجود تیسری سہ ماہی کے دوران آئل مارکیٹنگ کمپنیوں نے ذخائر میں اضافے کی غرض سے بیرون ملک سے پیٹرول کی خریداری بڑھادی، تاکہ عالمی قیمتوں میں کمی سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔[30]

شکل 5.15: جولائی تا فروری م س20ء میں پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی حجم میں تبدیلی

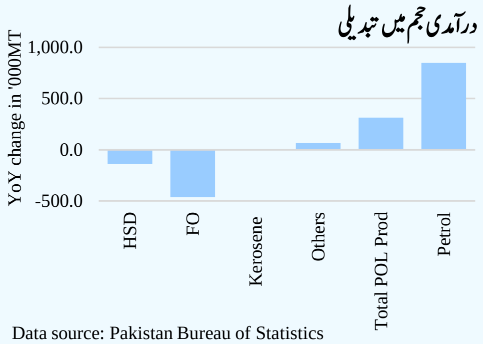

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

دیگر پیٹرولیم مصنوعات میں فرنس آئل اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کے درآمدی حجم میں بڑی حد تک کمی آئی کیونکہ ان دونوں ایندھوں کی طلب دھیمی رہی۔ بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل ترک کرنے کی پالیسی روا رکھنے کے سبب اس ایندھن کی طلب میں خوب کمی آئی۔ تعمیراتی صنعت اور درآمدات میں سُست روی کی وجہ سے بڑی گاڑیاں کم چلیں، نتیجتاً، اس زمرے کے لیے ہائی اسپیڈ ڈیزل کی طلب گھٹ گئی۔ اس سے قطع نظر، ان ایندھنوں کی درآمدات میں کمی کا فائدہ پیٹرول کی درآمدات میں اضافے کے باعث کلّی طور پر زائل ہوگیا، بالخصوص تیسری سہ ماہی میں۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی مجموعی درآمدات میں 13.7 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا - مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی کے بعد پہلی مرتبہ ایسا ہوا۔

دریں اثنا، ریفائنریوں کے لیے خام تیل کی طلب دھیمی رہی کیونکہ انہوں نے فرنس آئل کے فاضل ذخائر سے پہلو تہی کے لیے خام تیل کا استعمال کم کردیا تھا۔ نتیجتاً، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران خام تیل کے درآمدی حجم میں 16.1 فیصد کی تخفیف ہوئی۔ خام تیل کی عالمی قیمتیں بھی موزوں تھیں، جو جولائی تا مارچ اوسطاً 12.6 فیصد سکڑ گئیں۔ تیسری سہ ماہی میں بھی آئل مارکیٹنگ کمپنیوں نے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات بڑھائیں، حالانکہ اس سہ ماہی میں خام تیل کی درآمدات میں بڑی حد تک

جدول 5.8: جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں تبدیلی (میٹرک ٹن)

اجزا	سہ 1	سہ 2	سہ 3	جولائی تا مارچ
پیٹرول	35.5	132.0	-185.5	-18.0
ہائی اسپیڈ ڈیزل	-286.9	-97.5	-493.6	-877.9
فرنس آئل	-216.3	-116.6	-278.5	-611.3
جیٹ ایندھن	-42.4	-29.2	-66.8	-138.4
مٹی کا تیل	1.1	-3.9	-1.8	-4.6
دیگر	-11.0	-5.1	-10.2	-26.2
مصنوعات کی مجموعی فروخت	**-519.8**	**-120.4**	**-1,036.3**	**-1,675.5**

اعداد و شمار کا ماخذ: آئل کمپنیوں کی مشاورتی کونسل

[30] مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں پیٹرول کی عالمی قیمتیں سال بسال بنیاد پر اوسطاً 14.8 فیصد کم ہوئیں (ماخذ: بلومبرگ)۔

کمی واقع ہوئی تھی: تیسری سہ ماہی میں خام تیل کا درآمدی حجم پانچ سال کی پست ترین سطح پر آگیا۔

کوئلے اور ایل این جی،[31] کا درآمدی حجم گذشتہ برس سے زیادہ رہا، تاہم پست یونٹ قیمتوں نے اس کی درآمدی مالیت کو کم کر دیا۔[32] بجلی کی پیداوار میں (فرنس آئل کی جگہ) بیشتر ان دونوں ایندھنوں کے زائد استعمال نے بلند درآمدات کو لازمی ضرورت بنا دیا۔

غیر توانائی درآمدات

شکل 5.16: غیر توانائی بڑی درآمدات میں سال بسال مطلق تبدیلی

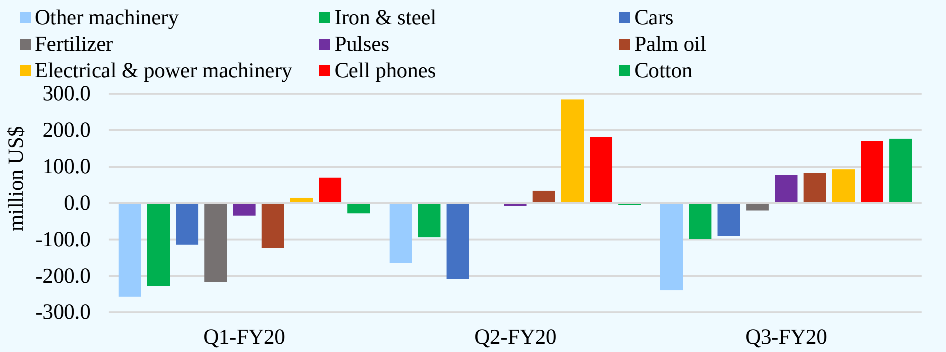

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں ملک کی غیر توانائی درآمدات 13.9 فیصد کم ہو کر 25.9 ارب ڈالر رہ گئیں۔ اس کمی کا ارتکاز ان مصنوعات میں ہے، جو طلبی کمی کے پالیسی اقدامات سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں، جیسے تعمیرات اور ٹرانسپورٹ سے منسلک اشیا۔ اس کے برعکس بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر منحصر بجلی اور برآمدات سے متعلق ٹیکسٹائل صنعتوں کی درآمدات میں ٹھوس اضافہ ہوا، جو ان شعبوں کی سرگرمیوں میں اضافے سے مطابقت رکھتا ہے (**شکل 5.16**)۔

سال گذرنے کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے مشینری کی درآمدات میں اضافہ ہوا، اور بیرون ملک سے بجلی کے آلات، جیسے بھاری ٹرانسفارمروں، کیپیسٹرز اور سرکٹ بریکرز کی بھاری خریداری درج کی گئی۔ ان درآمدات کے ساتھ ساتھ لاہور مٹیاری ٹرانسمیشن لائن منصوبے پر کام کرنے والی فرم میں قابل ذکر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری آئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں موبائل فونوں کی

[31] کوئلے کی درآمدات کو پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک دونوں میں "تمام دیگر اجزا" میں شمار کیا۔

[32] جولائی تا فروری مالی سال 20ء میں ایل این جی اور کوئلے کے درآمدی حجم میں بالترتیب 19.6 فیصد اور 12.0 فیصد کا اضافہ ہوا۔

درآمدات میں 75.9 فیصد کے اضافے کی وجہ سے بھی درآمدات بڑھیں۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ بے ضابطہ طریقوں کے بجائے باضابطہ ذرائع سے درآمدات ہونا ہے اور یہ امر مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی میں پی ٹی اے کی جانب سے ڈوائس آئڈینٹی فکیشن رجسٹریشن اینڈ بلاکنگ سسٹم (ڈی آئی آر بی ایس) متعارف کرانے کے بعد سامنے آیا۔[33]

تاہم 'مشینری کے دیگر آلات' کی درآمدات میں 27.5 فیصد کمی کے سبب بجلی کے آلات اور موبائل فون کی درآمدات میں اضافے کا ازالہ ہو گیا۔ اس زمرے کے جولائی تا فروری کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمی بڑی حد تک تعمیراتی صنعت سے متعلقہ اجزا جیسے - سیمنٹ اور مٹی کو مولڈ کرنے والی اگلومریشن مشینری، سیمنٹ کو کچلنے اور پیسنے والی مشینری، کولڈ اسٹیل شیٹس کی رولنگ ملز اور اسمبلی لائن کی ترسیلی بیلٹ - میں مرتکز رہی۔ نتیجتاً، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں مشینری کی مجموعی درآمدات میں 1.2 فیصد کمی آئی۔

تعمیراتی سرگرمیاں دھیمی ہونے اور گاڑیوں کی پیداوار گھٹنے (**باب 2**) کے سبب ملک میں فولاد کی درآمدی طلب بھی پست رہی۔ جولائی تا مارچ فولادی اسکریپ اور تیار مصنوعات کے مجموعی درآمدی حجم میں 20.1 فیصد کمی آئی، اور ان اجزا کے سبب درآمدی مالیت 15.1 فیصد گھٹ گئی۔

دریں اثنا، درآمدات پر اضافے کا دباؤ چند غیر توانائی اجناس جیسے کپاس، پام آئل اور دالوں کے سبب پڑا۔ جولائی تا مارچ کپاس کی درآمدی مالیت 34.9 فیصد بڑھی، اور یہ تمام اضافہ تیسری سہ ماہی میں بلند درآمدی حجم کی وجہ سے ہوا۔[34] درحقیقت مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں کپاس کے درآمدی حجم میں ہونے والا اضافہ مالی سال 08ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سب سے زیادہ تھا۔ دوسری جانب جولائی تا مارچ کے درمیان پام آئل کی درآمدات گذشتہ برس کی سطح پر رہیں۔ تاہم گذشتہ سال کے برعکس، ملائیشیا اور انڈونیشیا میں پیداواری کمی کے باعث دوسری سہ ماہی سے اب تک اس جنس کی اوسط عالمی قیمتوں میں اضافہ ہوتا رہا، جس کی وجہ سے اس کے درآمدی حجم میں ہونے والی تھوڑی سی کمی کا فائدہ بھی زائل ہو گیا۔

---

33 تفصیلات کے لیے اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 20ء کا باب 5 ملاحظہ فرمائیں۔

34 مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں کپاس کی عالمی قیمتوں میں سال بسال اوسطاً 0.6 فیصد اور جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران 15.5 فیصد کمی آئی (ماخذ: عالمی بینک)۔

خصوصی سیکشن: پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت، پیداواریت بڑھانے میں مسائل اور دشواریاں[1]

پاکستان میں مزدوری کی پیداواری سطح علاقائی ممالک سے پیچھے ہے اور انسانی سرمائے کی ناقص صورتِ حال کو ملک کی برآمدی نمو اور صنعتی مقاصد کے حصول میں ایک اہم رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ پست سطح کی بنیادی تعلیم کارکنوں کی تربیت کے حصول کی صلاحیتوں کو متاثر کرتی ہے، تاہم نجی شعبے کی شراکت بھی پیشہ ورانہ نصاب کے معیار کو بڑھانے میں ناکام رہی ہے۔ مزید برآں، نہ صرف آنے والے اور موجودہ ملازمین کی کم تعداد مناسب پیشہ ورانہ اور فنی تربیت حاصل نہیں کرتی ہے، بلکہ جن لوگوں نے کچھ تربیت حاصل کی ہے وہ ایسی مہارتیں حاصل کرتے ہیں جو اکثر موجودہ اور ابھرتے ہوئے کام کے منظرناموں سے متعلق نہیں ہوتیں۔ اگرچہ اشیاسازی کی مختلف صنعتوں میں مہارتوں کا فرق ہے، تاہم اسے پاکستان میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے موجودہ نظام کے ذریعے پُر نہیں کیا جاسکتا جس کا سبب ماہر تربیت کاروں کی کمی، کمزور انفراسٹرکچر، متروک ٹیکنالوجی اور سب سے بڑھ کر تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے باضابطہ شعبے اور صنعت کے فریقوں کے مابین ناکافی ہم آہنگی ہے۔

خ1.1 تعارف

پاکستان کی معیشت ایک دوراہے پر ہے۔ ملک کو پائیدار نمو کی سمت گامزن کرنے کے لیے سرمایہ کاری کی سرگرمیوں میں نمایاں اضافے اور برآمدات کی سطح کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح، تجارتی پالیسی کو لبرلائز کرنے، برآمدات کی بنیاد کو متنوع بنانے، مقامی طور پر دستیاب وسائل پر انحصار میں کمی، اور پیداوار کے عمل کو ڈجیٹائز کرنے میں بھی کافی حد تک اضافے کی ضرورت ہے۔ تاہم، اس سب کو فعال بنانے کے لیے ایک اہم جزو ملکی مارکیٹ کا ایسا ڈھانچہ ضروری ہے جو نہ صرف مسابقتی ہو بلکہ کاروباری اداروں کے لیے پیداواریت اور اختراعات کو قبول کرنے کے لیے موزوں ہو۔

جب پیداواری صلاحیت کی بات ہو تو، انسانی سرمائے کی تیاری کی ناقص حالت کو پاکستان کے لیے ایک اہم رکاوٹ قرار دیا جاتا ہے۔ تعلیم اور تربیت کا معیار پست ہے اس لیے موجودہ اور آنے والی افرادی قوت معاشی سرگرمیوں میں مؤثر طریقے سے حصہ لینے کی مطلوبہ سطح کی استعداد نہیں رکھتی ہے۔ اس کا اظہار پاکستان کی افرادی قوت کی پیداواری سطحوں سے بھی ہوتا ہے جو علاقائی ممالک سے پیچھے رہ گئی ہیں (**شکل خ1.1**)۔[2]

---

1 وقاص احمد (لیڈ اکانومسٹ، اسٹیٹ بینک)، مظہر خان (سینئر ماہر معاشیات، اسٹیٹ بینک) اور محمد عمر (ماہر معاشیات، اسٹیٹ بینک) کے قیمتی فیڈبیک پر مصنفین شکرگزار ہیں۔

2 تفصیلات کے لیے دیکھیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 19ء کا خصوصی سیکشن 1 بعنوان، "چین پاک اقتصادی راہداری کے تناظر میں انسانی استعداد کی اہمیت"۔

شکل خ1.1: 2019ء تا 2020ء کے دوران لیبر پیداواریت میں تبدیلیاں

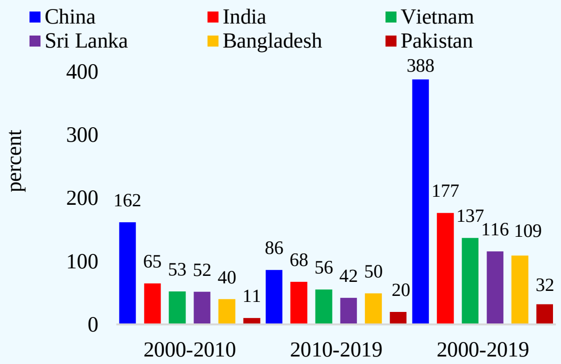

*output per person (constant 2010 US$)
Data source: ILO modelled estimates

شکل خ1.2: تعلیم پر سرکاری شعبے کے اخراجات

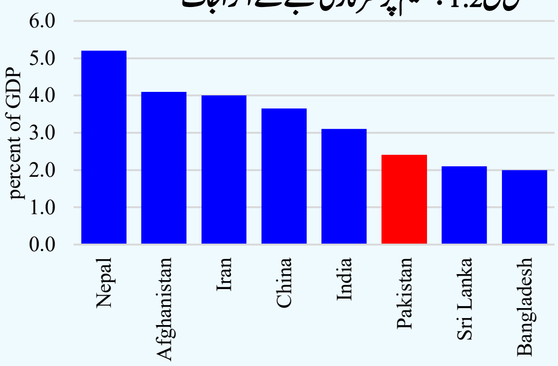

Figures are for FY18 or latest
Data source: World Bank; Government of China; Ministry of Finance India; Ministry of Finance Pakistan; UNESCO

یہاں، یہ بتانا ضروری ہے کہ انسانی سرمائے کی ناکافی تیاری خود کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اصل میں یہ گہرائی میں پیوست دشواریوں کی علامت ہے جو ساختی نوعیت کی ہیں۔ فی الحال پاکستان سب کو ابتدائی اور ثانوی تعلیم فراہم کرنے کے ہدف سے بہت دور ہے-اس تناظر میں کہ بنیادی تعلیم کی کمی کی وجہ سے افرادی قوت مطلوبہ پیشہ ورانہ اور تکنیکی مہارتوں کو مؤثر طریقے سے حاصل نہیں کرپاتی۔[3] اگرچہ گذشتہ دہائیوں کے دوران مستحکم پیشرفت دیکھنے میں آئی ہے، تاہم پاکستان کے تعلیمی اظہاریے عمومی اعتبار سے کمزور ہی ہیں۔اہم بات یہ ہے کہ لگ بھگ 60 فیصد مجموعی شرح خواندگی (10 سال سے زائد عمر) کے ساتھ پرائمری اسکول کی عمر کے تقریباً ایک چوتھائی بچے اسکول سے باہر ہیں (**جدول خ 1.1**)۔ یہاں، بیشتر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ تعلیم پر سرکاری اخراجات مستقل طور پر پست ہیں؛ موجودہ سطح بھی ایس ڈی جیز کے ایجوکیشن 2030ء فریم ورک فار ایکشن میں بتائی گئی مجوزہ سطح سے نمایاں طور پر کم ہے(**شکل خ 1.2**)۔

کارپوریٹ سیکٹر کا کردار بھی زیادہ معاون نہیں رہا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ کاروباری برادری جس بے دلی سے تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے باضابطہ شعبے میں مصروف ہے وہ ملک میں فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کے دائرہ کار، کوریج اور تاثیر کو محدود کرتی ہے۔ جیسا کہ کاروباری

[3] مثال کے طور پر، دیکھیے (i) ڈیسجارڈنز، آر ، میلانہ، ایم، اور روبنسن، کے (2006ء) "تعلیم بالغان میں حصہ لینے کے غیر مساوی امکانات: عالمی تناظرات"۔ یونیسکو؛ اور (ii) گراٹلوسچن، اے، وغیر ہم۔(2016ء)، "خواندگی یا حساب دانی میں پست استعداد کے حامل بالغان"، او ای سی ڈی ایجوکیشن ورکنگ پیپرز، نمبر 131، او ای سی ڈی پبلشنگ، پیرس

سروے واضح کرتے ہیں، بیشتر فرمیں اپنے ملازمین میں مہارت پیدا کرنے کی کچھ خاص خواہش مند نظر نہیں آتی ہیں اور زیادہ تر موجودہ انسانی وسائل سے مطمئن نظر آتی ہیں۔ غالباً یہ رجحان جدید پیداواری عمل (خاص طور پر اشیاسازی کی فرموں میں) اور جدت طرازی کی سرگرمیوں کو اپنانے سے ان کے گریز، اور مجموعی طور پر کمزور کاروباری حرکیات (خاص طور پر مصنوعات کی بنیاد کو متنوع کرنے کے ضمن میں) کی نمائندگی کرتا ہے۔ مزید یہ کہ باضابطہ پیشہ ورانہ / تربیتی اداروں کی موجودہ کمی اور پیشہ ورانہ نصاب کے تعین میں نجی شعبے کی برائے نام شمولیت کی وجہ سے پاکستان میں ایک ایساماحولیاتی نظام ہے جو ملک کی ترقی اور صنعتی مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ افرادی قوت پیدا کرنے کا سامان نہیں رکھتا۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ ملکی تکنیکی و پیشہ ورانہ نظام بھی ملک کی افرادی قوت کی برآمدات کی مسابقت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا نہیں کر سکا ہے۔ یہ امر اس لیے پریشان کن ہے کہ کارکنوں کی ترسیلات زر ملک کے لیے زرمبادلہ کی آمدنی کا ایک اہم وسیلہ بنی ہوئی ہیں۔

جدول خ 1.1: پاکستان میں تحصیلِ تعلیم پست کیوں ہے؟

معیارات	منتخب اظہاریے	وجوہات
تعلیم تک رسائی	پرائمری اسکول کی عمر کے 23 فیصد بچے اسکول سے باہر ہیں داخلہ لینے والے بچوں میں سے 33 فیصد پرائمری درجہ مکمل کرنے سے قبل اسکول چھوڑ دیتے ہیں	خاندان کی غربت عدم تحفظ قدرتی آفات قریبی اسکولوں میں کمی
معیارِ تعلیم	آٹھویں جماعت کے طلبا میں سے محض 31 فیصد اردو پڑھنے میں اور 2 فیصد اردو لکھنے میں مہارت / درجہ کمال رکھتے ہیں آٹھویں جماعت کی سطح پر صرف 23 فیصد ریاضی میں مہارت یا درجہ کمال رکھتے ہیں۔	اعلیٰ تربیت یافتہ اور پرجوش اساتذہ کی شدید قلت معیاری تدریسی معاونات کی عدم دستیابی اسکول کا ناقص ماحول، نصاب / امتحانی نظام سیکھنے کی بجائے رٹا لگانے کو فروغ دیتا ہے اساتذہ کی غیر حاضریاں
مواقع میں عدم مساوات	تعلیم کے تمام پہلوؤں میں مستقل صنفی تفریق لڑکیوں کے مقابلے میں لڑکوں کی بچپن کی ابتدائی تعلیم (ای سی ای) کے بلند مواقع چاروں صوبوں میں نمایاں صنفی تفریق کے ساتھ بلوچستان میں بالغ خواتین کی خواندگی انتہائی پست (18 فیصد) ہے۔	بیشتر عدم مساوات ضلعوں، شہری / دیہی علاقوں، پست معاشی پس منظر، مذہبی، لسانی و ذات برادریوں، معذور یا پناہ گزینوں میں موجود ہے جامع اعداد و شمار کی کمی کی وجہ سے تعلیم میں عدم مساوات کی مقدار کو ہمیشہ پوری طرح نہیں سمجھا جاتا
کمزور نظم ونسق اور بجٹ کی رکاوٹیں	تعلیمی اخراجات (جی ڈی پی کا 2.6 فیصد) پورے جنوبی ایشیا کی 3.0 فیصد اوسط کے مقابلے میں کم اور انچیون اعلامیے میں تجویز کردہ 4 تا 6 فیصد کی حد کے نچلے حصے سے بھی انتہائی کم ہے۔ ضلعی تعلیمی منصوبہ سازوں میں درکار مہارت کی کمی اور تربیت کی ضرورت اسکول کے معاملات میں کمیونٹی کی شرکت بہت زیادہ نہیں ہے۔	دفاعی اخراجات، سودی ادائیگیوں اور توانائی کی ضروریات سے متعلق ملک کے بہت بڑے بل کی وجہ سے بلند غیر صوابدیدی اخراجات عملے کی مناسب تربیت کی کمی

اعداد و شمار کا ماخذ: یونیسیف (2017ء) سسٹین ایبل ڈویلپمنٹ گول 4 گیپ اینالیسز پاکستان

یہ بیرونی پہلو، جو اضافی جائزے کا متقاضی ہے، تسلیم کرتے ہوئے، اس خصوصی سیکشن کو تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے ناقص نظام کی وجہ سے ملکی مارکیٹ میں پیدا ہونے والے مسائل پر مرکوز کیا گیا ہے۔ بالخصوص، اس سیکشن کا مقصد ہے (i) : تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کی اہمیت کو انسانی سرمائے کی تیاری، برآمدی مسابقت اور معاشی نمو کے حوالے سے واضح کرنا؛ (ii) پاکستان کے موجودہ تکنیکی و پیشہ ورانہ نظام کی وضاحت؛ (iii) پاکستان کی لیبر مارکیٹ، بالخصوص اشیاسازی کے شعبے پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، مہارتوں کے فرق کی صورت حال کو اجاگر کرنا؛ (iv) افرادی قوت کی مہارتوں کی تشکیل کو متاثر کرنے والی ساختی رکاوٹوں پر قابو پانے کے لیے رسد اور طلب دونوں کی حرکیات کا تجزیہ کرنا؛ اور (v) اس روش کی اصلاح کے لیے تجاویز فراہم کرنا۔

خ 1.2 تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم ایشیائی معیشتوں کی برآمدی ترقیاتی حکمتِ عملی کا ایک اہم عنصر تھی

دنیا بھر کے رجحانات سے موازنہ کریں تو پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم کی حالت بالخصوص تشویش ناک ہے۔ جدید اور ابھرتی ہوئی دونوں معیشتوں میں کاروباری اور سرکاری شعبے کے اداروں نے اپنی افرادی قوت کو سرگرمی سے تربیت دینے پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کی ہے۔ تعلیمِ بالغان اور تازندگی سیکھنے جیسے تصورات محققین اور پالیسی سازوں کی توجہ پا رہے ہیں، بالخصوص جب سے انھیں اقوام متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف (ایس جی ڈیز) کے ایجنڈے میں ایک مقصد کے طور پر شامل کیا گیا ہے (**باکس خ 1.1**)۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ صورتوں، جیسے ایشین ٹائیگر معیشتوں، میں تازندگی سیکھنے کی سرگرمیوں نے ان کی برآمدی ترقی اور کامیاب اقتصادی ترقی کی راہ میں اہم کردار ادا کیا۔[4] اس حوالے سے تائیوان میں تعلیمی اور پیشہ ورانہ اداروں کے درمیان انضمام، جس کا مقصد نشوونما کے ہر مرحلے اور صنعتوں میں بنیادی تعلیم کے ساتھ مطلوبہ سطح پر مہارتوں کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے؛ 1970ء کے عشرے میں ہیوی کیمیکل اینڈ انڈسٹریلائزیشن پلان کے تحت کارکنوں کی استعداد کاری میں سرمایہ کاری کے لیے جنوبی کوریا کی "فاتحین کا انتخاب" کی اپروچ؛ اور 1980ء کے عشرے میں سنگاپور میں لیبر فورس کو دوبارہ مہارتیں سکھانے، ریاضی اور آئی ٹی کی تعلیم پر توجہ بڑھانے، اور شہریوں کو اپنی تعلیم مکمل کرنے کو یقینی بنانے کے مسلسل تعلیم کے اقدامات، یہ سب تعلیم بالغان اور تازندگی سیکھنے کے عمل کی کامیاب مثالیں ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ اس طرح کی "تازندگی تعلیم کی اسکیموں نے معیشت کی صنعتی بنیاد کو بڑھانے اور متنوع بنانے کی شعوری کوشش کا ایک لازمی جزو تشکیل دیا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ 1980ء کے عشرے کے دوران پیداوار کی بلند اضافہ قدر کی سمت میں تحریک افرادی قوت کی ناکافی مہارتوں کی بنا پر ناکام نہ ہو جائے" (گرین و غیر ہم، 1999ء)۔[5]

---

[4] تنظیم برائے اقتصادی تعاون و ترقی۔ (2001ء) تازندگی سیکھنے کی معاشیات اور مالیات۔ او ای سی ڈی پبلشنگ

[5] گرین، ایف، ایشٹن، ڈی، جیمز، ڈی، اور سنگ، جے (1999ء) مہارتوں کی تشکیل میں ریاست کا کردار: جمہوریہ کوریا، سنگاپور اور تائیوان کے شواہد۔ اقتصادی پالیسی کا اوکسفرڈ کا جائزہ، 15 (1)، 82 تا 96۔

باکس خ1.1: تازندگی سیکھنے کی اہمیت

آج کل حکومتیں، کاروباری ادارے اور بین الاقوامی تنظیمیں لیبر فورس کی تازندگی تعلیم پر توجہ بڑھانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ تازندگی سیکھنے کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے، ''عمر بھر حاصل کی جانے والی تمام عمومی تعلیم، پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت، غیر رسمی تعلیم اور غیر منضبط تعلیم، جس کے نتیجے میں ذاتی، شہری، سماجی اور/ یا روزگار سے متعلق تناظر میں علم، مہارتوں اور استعداد میں بہتری آسکتی ہے۔ اس میں مشاورت اور رہنمائی کی خدمات کی فراہمی شامل ہے'' ۔[6]

1996ء کی اقوام متحدہ کی ڈیلرز رپورٹ کو اقتصادی ترقی اور نمو کے لحاظ سے افرادی قوت کی تعلیم اور مہارت کی تعمیر کو کلیدی ترجیحات بنانے کے حصول میں ایک اہم سنگ میل جانا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، تازندگی تعلیم کو درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہونا چاہیے:

جاننے کی آموزش: آئندہ کل کی ضروریات کو جاننا اور اس کے مطابق تیاری کرنے کے قابل ہونا

کرنے کی آموزش: نہ صرف پیشہ ورانہ مہارتیں حاصل کرنا، بلکہ بہت سے حالات سے نمٹنے اور ٹیموں میں کام کرنے کی استعداد بھی سیکھنا

ساتھ رہنے کی آموزش: مشترکہ منصوبوں پر کام، اختلافات سے نمٹنا، کام کے فاصلاتی تعلقات قائم کرنا اور انھیں برقرار رکھنا، چیزوں کو بخوشی قبول کرنا، وغیرہ۔ عالمی قدری زنجیروں کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے حوالے سے یہ خاص طور پر اہم ہے۔

کچھ بننے کی آموزش :لوگوں کی شخصیت کی نشوونما کرنا اور اس بات کو یقینی بنانا کہ کسی شخص کی صلاحیت کے کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس میں یادداشت، استدلال، جمالیات، جسمانی صلاحیتوں، ابلاغ کی مہارتوں، وغیرہ پر ارتکاز شامل ہے۔

اگرچہ ابتدائی تربیت کام کی بنیادی مہارت اور عمومی معلومات مہیا کرتی ہے جو کارکنوں کی تعلیم کے بعد انھیں کام کی طرف لے جانے میں مدد دیتی ہے، تاہم تازندگی تعلیم ملازمت سے متعلق اور باہمی مہارتوں اور صلاحیتوں کو وقت کے ساتھ بدلتی ہوئی کام کی نوعیت، ٹیکنالوجی اور مہارت کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ رکھتی ہے۔ پائیدار ترقیاتی اہداف (ایس ڈی جیز) کے 2030ء کے ایجنڈے کی مرکزی خصوصیت کے طور پر تازندگی تعلیم کی شمولیت سے اس کی اہمیت کو مزید تقویت ملی ہے۔ ایس ڈی جی ہدف 4 میں کہا گیا ہے کہ رکن ممالک ''جامع اور مساوی معیار کی تعلیم اور سب کے لیے تا زندگی سیکھنے کے مواقع کے فروغ'' کو یقینی بنائیں۔

اسے چار بڑی وجوہات کی بنا پر اہم گردانا جاتا ہے۔ اوّل، اچھے معیار کی تعلیم ملازمت کے حصول اور مستقبل کی تربیت کی بنیاد کے طور پر کام کرتی ہے۔ دوم، تربیت کی مناسب فراہمی کاروباری اداروں اور لیبر مارکیٹ کی ضروریات کو موزوں مہارت مہیا کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ سوم، یہ کارکنوں اور کاروباری اداروں کو ٹیکنالوجی اور کام کے امور میں آنے والی بہتری کے ساتھ ردّوبدل کے قابل بناتی ہے۔ چہارم، یہ مستقبل میں درکار مہارت کے لیے فرموں اور کارکنوں کو تیار کرتی ہے۔ نتیجتاً، تازندگی تعلیم لوگوں کو روزگار کے مواقع اپنانے، کاروباری اداروں کی پیداواری سطح میں اضافے، اور معیشتوں کی مستقبل کی جدت اور ترقی کی صلاحیت کو بڑھانے کے قابل بناتی ہے۔

حوالہ جات

- ہیگر، پی، (2011ء)۔ لندن میں، '' تازندگی سیکھنے کے تصورات اور تعریفیں''، ایم، (مدیر)۔ اوکسفرڈ ہینڈ بک آن لائف لانگ لرننگ، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، اوکسفرڈ ۔

[6]یورپی کمیشن (2011ء)۔ تازندگی سیکھنے کا پروگرام 2007-2013ء فرہنگ۔

- آئی ایل او (2019ء)۔ تازندگی سیکھنا: تصورات، مسائل اور عملی اقدامات، بین الاقوامی لیبر آفس، جنیوا۔
- یونیسکو (1996ء)۔ سیکھنا: خود میں ایک خزانہ، ڈیلرز کمیٹی کی رپورٹ، یونیسکو پبلشنگ، پیرس۔
- اقوام متحدہ (2015ء) ہماری دنیا کی ماہیئتِ قلب: پائیدار ترقی کے لیے ایجنڈا 2030ء، اقوام متحدہ، نیویارک

یہ امر حیران کن نہیں کہ یہ وہ دور تھا جس میں جاپان کے ساتھ ساتھ ایشین ٹائیگر معیشتوں کی فرموں نے بھی امریکی کمپنیوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور ابھرتی ہوئی صنعتوں، جیسے صارفی الیکٹرانکس پر حاوی ہونا شروع کر دیا۔ مثال کے طور پر، 1955ء میں امریکی ریڈیو سیٹ اور ٹی وی مارکیٹ میں امریکی کمپنیوں کا حصہ تقریباً 96 فیصد تھا۔ 1965ء تک یہ حصہ کم ہو کر 30 فیصد رہ گیا، اور 1975ء کے آس پاس، یہ کم ہو کر تقریباً صفر ہو چکا تھا۔ 1990ء کے عشرے تک تمام غیر ملکی کمپنیوں نے ملکی اشیاسازوں کی جگہ لے لی، خاص طور پر موٹرولا کے ٹیلی ویژن برانڈ کی جگہ متسوشیتا (جاپان) اور ایل جی الیکٹرانکس (جنوبی کوریا) آگئیں (گرینز پین اور وولڈریج، 2019ء)۔[7] "پالیسی ساز مہارتوں میں جتنی بڑی کمی سے نمٹنے کی کوشش کر رہے تھے اس کے مقابلے میں" فرموں کے انتظامی طریق کار کی تبدیلی میں ناکامی (ہیز اور ایبر نیتھی 1980ء)،[8] اور افرادی قوت کو تربیت دینے میں سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری کی بے تاثیری (لالنڈے، 1995ء)[9] امریکی فرموں کی مقبولیت کے خاتمے کی وجوہات سمجھی جاتی ہیں۔

خ 1.3 تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم میں سرمایہ کاری پیداواریت اور معاشی نمو میں اضافہ کرتی ہے: نظریاتی اور تجرباتی بنیادیں

پائیدار معاشی نمو کے حصول میں انسانی سرمایہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ معاشی ترقی کے لیے تعلیم کے ساتھ افرادی قوت کی استعدادکاری بھی ناگزیر ہے۔ انفرادیت پسندی کے نقطہ نظر سے، ہنرمند کارکن (موجودہ یا آنے والے) نہ صرف ملازمت کے زیادہ اہل ہوتے ہیں، اور اسی لیے انھیں زیادہ مواقع ملتے ہیں، بلکہ وہ کام کی بدلتی صورتِ حال کے مطابق بھی خود کو بہتر طور پر ڈھال لیتے ہیں۔ کاروباری اداروں کے تناظر میں، ہنرمند افرادی قوت کی موجودگی انھیں بہتر تحقیق اور جدت طرازی، جدید ترین ٹیکنالوجیز کو آسانی سے اپنانے، بہتر نظم و نسق اور مصنوعات کی اساس کو متنوع بنانے کے لحاظ سے دوسری کمپنیوں کے مقابلے میں مسابقتی برتری حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔

کلی معاشی نقطہ نظر سے، یہ ملک کی مجموعی عامل پیداواریت (total factor productivity) کی بہتری پر منتج ہوتی ہے۔ لیبر کی پیداواریت میں اضافے کے علاوہ، استعدادکاری سرمائے اور افرادی قوت کے ان پٹ کے باہمی تعلق کو زیادہ باکفایت اور مؤثر بنانے

---

[7] گرین اسپین، اے، اور وولڈریج، اے (2019ء)۔ امریکہ میں سرمایہ داری: ایک تاریخ۔ پینگوئن بکس

[8] ہائیس، آر، ایچ، اور آبیر نیتھی، ڈبلیو، جے۔ (1980ء) معاشی زوال کی ہماری راہ کا انتظام۔ ہارورڈ بزنس ریویو؛ (ریاستہائے متحدہ)، 58(4)

[9] لالنڈے، آر، جے (1995ء)۔ سرکاری شعبے کا وعدہ- کفالتی تربیتی پروگرام۔ اقتصادی تناظرات کا جرنل، 9 (2)، 149 تا 168

میں بھی مدد دیتی ہے۔ تجرباتی لٹریچر ٹھوس شواہد کی جانب اشارہ کرتا ہے جو بتاتا ہے کہ افرادی قوت کی تربیت لیبر کی پیداواریت کو بڑھانے میں معاون ہوتی ہے (**جدول خ1.2**) پیداواریت میں یہ بہتری، بعض صورتوں میں، فرموں کو زیادہ مسابقتی اور برآمدات پر مبنی بنادیتی ہے۔ اس تعلق کو بہتر آر اینڈ ڈی (تحقیق وپرداخت) کی سرگرمیوں، تکنیکی استعداد کو بہتر بنانے کے لیے شعوری سرمایہ کاری فیصلوں، مصنوعات کے بہتر معیار اور اختراعات کے بہتر فیصلوں کی وجہ قرار دیا گیا ہے۔

جدول خ1.2: انسانی سرمائے، تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم وتربیت، پیداواریت اور برآمدی نمو کے مابین تعلق کا نظری جائزہ	
اقتصادی نمو اور ترقی کے لیے انسانی سرمائے کی تیار لازمی ہے	
بیکر، جی، ایس، مرفی، کے ایم، اور تامورا، آر (1990ء)۔ انسانی سرمایہ، پیدائش، اور اقتصادی نمو۔ جرنل آف پولیٹیکل اکانومی، 98 (5، حصہ 2)، ایس 12-ایس 37۔	ایسے معاشرے جہاں انسانی سرمائے کی کمی ہے، خاندانی حجم بڑا ہے وہاں ہر رکن پر سرمایہ کاری کم ہے۔ لہذا، معاشی نمو اور نشوونما انسانی سرمائے پر سرمایہ کاریوں، خاندان کے حجم کے انتخاب، اور انسانی اور جسمانی سرمایے کے مابین تعامل وغیرہ جیسے عوامل سے متاثر ہوتے ہیں۔
منولی، روڈلفو، ای، اور اننتھ سیشادری۔ 2014ء۔ "انسانی سرمایہ اور قوموں کی دولت۔" امریکی اقتصادی جائزہ، 104 (9): 2736-62	مختلف ممالک کے مابین پائے جانے والے پیداواری فرق کی انسانی سرمائے کے معیار میں پائے جانے والے تغیر سے، کافی حد تک، وضاحت کی جاسکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غریب ممالک میں لوگ نہ صرف کم سال کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، بلکہ وہ امیر ممالک کے لوگوں کے مقابلے میں اسکولنگ کا سالانہ کم سرمایہ بھی حاصل کرتے ہیں۔
گیناؤلی، این، لاپورٹا، آر، لوپیز ڈی سیلینس، ایف، اور شلیفر، اے (2013ء)۔ انسانی سرمایہ اور علاقائی ترقی۔ سہ ماہی جرنل آف اکنامکس، 128 (1)، 105 تا 164۔	110 ممالک سے تعلق رکھنے والے 1569 ذیلی علاقوں کے ایک ڈیٹابیس کا تجزیہ کرتے ہوئے، گیناؤلی وغیرہم (2013ء) نے یہ جانا کہ انسانی سرمایہ (علاقائی تعلیم کی سطح کی نمائندگی کرنے والا) ممالک کے مابین اور خطوں کے اندر کسی ایک معیشت میں علاقائی ترقی (جی ڈی پی فی کس) کے اختلافات کا ایک اہم نتیجہ ہے۔
تعلیم کے ساتھ ساتھ، تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم وتربیت مجموعی فیکٹر پیداواریت کو بڑھانے کے لیے اہم ہے۔	
سلا، ایچ، اور سلوا، جے، آئی (2013ء)۔ مزدور پیداواریت اور پیشہ ورانہ تربیت: یورپ سے شواہد۔ جرنل آف پروڈکٹیویٹی اینالیسز، 40 (1)، 31 تا 41۔	یورپ سے کثیر ملکی وکثیر شعبہ جاتی فرم کی سطح کے ڈیٹابیس کا تجزیہ کرتے ہوئے، انھیں معلوم ہوا کہ فی ملازم تربیت کے ایک اضافی گھنٹے سے پیداواری صلاحیت میں تقریباً 0.5 فیصدی درجے اضافہ ہوتا ہے۔
ڈارڈن، ایل، ریڈ، ایچ، اور وان رینن، جے۔ (2006ء) پیداواریت اور اجرت پر تربیت کا اثر: برطانوی پینل کے اعداد وشمار سے شواہد۔ اقتصادیات اور شماریات کا اوکسفرڈ بلیٹن، 68 (4)، 397 تا 421۔	1983ء سے 1996ء کے درمیان برطانوی صنعتوں کے ایک پینل پر تحقیق کرتے ہوئے، مصنفین کو معلوم ہوا کہ تربیت یافتہ کارکنوں کے حصے میں ایک فیصدی درجہ اضافہ سے فی کارکن تقریباً 0.6 فیصد اضافہ قدر ہوا تھا۔
کوننگز، جے، اور وانور میلنگن، ایس۔ (2015ء)۔ پیداواری صلاحیت اور اجرتوں پر تربیت کے اثرات: فرم کی سطح پر شواہد۔ معاشیات اور شماریات کا جائزہ، 97 (2)، 485 تا۔ 497	1996ء تا 2006ء کے دوران بیلجیم کی مینوفیکچرنگ اور غیر مینوفیکچرنگ فرموں کے ایک پینل کا جائزہ لیتے ہوئے مصنفین کو معلوم ہوا کہ ایک غیر تربیت یافتہ کارکن کے مقابلے میں ایک تربیت یافتہ کارکن کی پیداواریت کا پریمیم 23 فیصد ہے۔
۔۔۔ جو فرموں کو اور مخترع، تحقیق پر مرکوز اور معیار کے لیے حساس بناتا ہے۔۔۔	
گلیچیز، زیڈ (2007ء)۔ آر اینڈ ڈی اور پیداواریت: ایکونومیٹرک شواہد۔ یونیورسٹی آف شکاگو پریس	ایک سو سے زیادہ امریکی فرموں کے اعداد وشمار کا تجزیہ کرتے ہوئے، اور پھر ایسے ہی ساختہ فرانسیسی اعداد وشمار سے، مصنفین اس نتیجے پر پہنچے کہ فرم کی پیداواریت اور اس کی ماضی کی آر اینڈ ڈی سرمایہ کاریوں کی سطح کے درمیان مضبوط تعلق موجود ہے۔

فوسٹر، ایل، ہلٹیونیجر، جے، اور سیورسن، سی (2008ء) دوبارہ تخصیص، فرم کاٹرن اوور، اور استعداد: پیداواریت یا منافع کا انتخاب؟ امریکی اقتصادی جائزہ، 98 (1)، 394 تا 425	1977ء تا 1997ء کے دوران مینوفیکچررز (سی ایم) کی مردم شماری میں درج 11 فرموں کے اعداد و شمار کا مطالعہ کرتے ہوئے، مصنفین نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ نئے یا نو آموز کاروباری اداروں کے مقابلے میں موجودہ ادارے پست قیمتوں اور پست پیداواریت (خواہ محاصل کی بنیاد ہو یا طبعی مقدار کی) کے حامل ہیں۔
۔۔۔ساتھ ساتھ برآمدات پر مبنی	
کیسیمن، بی، گولوکو، ای، اور مارٹنز-روز، ای (2010ء)۔ جدت، برآمدات اور پیداواریت۔ صنعتی تنظیم کا بین الاقوامی جریدہ، 28 (4)، 372 تا 376۔	بلند تر پیداواریت بہتر اختراعی فیصلوں کا باعث بنتی ہے۔ پھر مصنوعات کی جدت طرازی سے چھوٹی غیر برآمدی فرموں کو برآمدی میں داخل ہونے پر آمادہ کرتی ہے۔ قومی سروے کا استعمال کرتے ہوئے 1487 ہسپانوی فرموں کا ڈیٹا۔
یانگ، سی، ایچ، اور چن، وائی، ایچ۔ (2012ء)۔ آر اینڈ ڈی، پیداواریت، اور برآمدات: انڈونیشیا سے پلانٹ کی سطح کے شواہد۔ اکنامک ماڈلنگ، 29 (2)، 208 تا 216۔	آر اینڈ ڈی / برآمدات اور پیداواریت کے مابین تعلق دونوں جانب سے پایا جاتا ہے، جو برآمدات کے ذریعے سیکھنے کے ساتھ ساتھ برآمدات کے لیے فرموں کی سیلف سلیکشن کو ظاہر کرتا ہے۔
فاک، ایم، اور ڈی لیموس، ایف، ایف۔ (2019ء)۔ ایس ایم ای برآمدی رویے میں آر اینڈ ڈی اور پیداواریت کا لزوم۔ جرنل آف بزنس ریسرچ، 96، 157 تا 168۔	بلند تر پیداواریت کی سطح کے معاملات میں آر اینڈ ڈی سرگرمی اور برآمدی کارکردگی کے مابین تعلقات مضبوط تر ہے۔

افرادی قوت پر کی گئی سرمایہ کاریاں اس لیے بھی اہم ہیں کہ حالیہ لٹریچر ظاہر کرتا ہے کہ تحقیقاتی پیداواریت (فرموں کے ضمن میں، جو فروخت کے محاصل، منڈی کی سرمایت، اور محصول لیبر پیداواریت پر آر اینڈ ڈی اخراجات کے اثرات کے طور پر ظاہر کی جاتی ہے) میں وقت کے ساتھ ساتھ کمی واقع ہوتی ہے اور یہ کہ تحقیقی سرگرمیوں کا ایک بڑا حصہ صرف اقتصادی سرگرمی میں نمو کو موجودہ سطح پر کو برقرار رکھنے کے لیے درکار ہوتا ہے (بلوم وغیرہم 2020ء)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کاروباری اداروں / معیشتوں کو اپنی مسابقتی برتری کو قائم / برقرار رکھنے کے لیے استعدادکاری اور تحقیق / جدت طرازی کے طریقوں پر مستقل توجہ مرکوز رکھنا ہوگی۔[10]

خ 1.4 پاکستان میں نمو کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی سرمائے پر توجہ بے حد کمزور ہے

پاکستان میں انسانی سرمائے کی ابتر صورتِ حال بلند نمو اور ترقی کے حصول کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی۔ مثلاً، عباس اور پیک (2008ء) واضح کرتے ہیں کہ 1961ء تا 2003ء کی مدت کے دوران پاکستان کے فی کس جی ڈی پی کے اضافے میں انسانی سرمائے کی ترقی کا حصہ محض پانچواں تھا۔ درحقیقت، 1991ء تا 2000ء کی مدت کے دوران یہ حصہ منفی ہو گیا تھا۔ اس عرصے میں "ثانوی تعلیم اس تیزی سے نہیں بڑھی جیسے افرادی قوت بڑھی تھی، اس لیے تعلیم یافتہ افرادی قوت کا تناسب کم ہو گیا۔ جیسے جیسے عالمی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھانے کے مواقع بڑھتے گئے، اس سے فائدہ اٹھانے کی پاکستان کی صلاحیت ابتر ہوتی گئی"۔ [11]

[10] بلوم، نکولس، چارلس آئی، جونز، جان وان رینن، اور مائیکل ویب، 2020ء "کیا آئیڈیاز ڈھونڈنا مشکل ہو رہے ہیں؟" امریکی اقتصادی جائزہ، 110 (4): 1104 تا 1144۔

[11] عباس، کیو، اور فورمین پیک، جے ایس (2008)۔ انسانی سرمائے اور معاشی نمو: پاکستان 1960-2003۔ اکنامکس لاہور جرنل، 13 (1)، 1-27

تب سے اس صورتِ حال میں برائے نام بہتری آئی ہے: 18-2017ء میں 15 سال یا اس سے زائد آبادی کا محض 11.1 فیصد حصہ کسی بھی درجے میں زیر تعلیم ہے (**شکل خ 1.3**)۔ اگر ہم بین الاقوامی سطح پر موازنہ کریں تو پاکستان میں پرائمری اسکول کے بچوں کے خالص داخلے کی شرح، جو پرائمری یا ثانوی تعلیم میں داخلہ لینے والے سرکاری پرائمری اسکول کی عمر میں داخلہ لینے والے بچوں کی تعداد کو اسی عمر کی آبادی سے تقسیم کرکے 100 سے ضرب دینے پر حاصل ہوتی ہے، تمام علاقائی اوسط کے مقابلے میں سب سے کم ہے (**شکل خ 1.4**)۔

شکل خ 1.3: تعلیم کے درجات کے لحاظ سے داخلہ لینے والی آبادی (15 سال اور زائد) کی فیصدی تقسیم

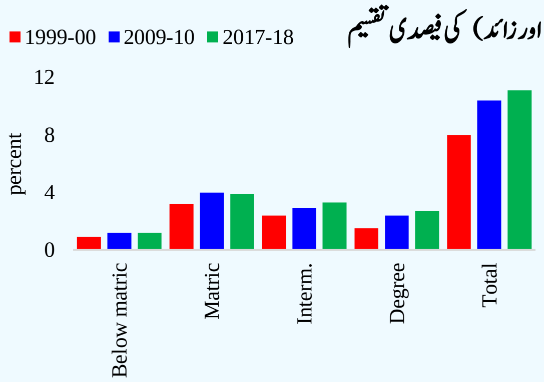

Data source: Pakistan Employment Trends (various issues), PBS

اس نے ملک میں کاروباری اداروں کی مجموعی کارکردگی کو متاثر کیا ہے۔ ٹیکسٹائل شعبے کی مثال لیجیے۔ لاہور میں نٹ ویئر کلسٹر میں قائم فرموں کی تحقیق کرتے ہوئے، رحمٰن (2012ء) کو پتا چلا کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نئے تاجر اور ہنرمند افرادی قوت بلند پیداوار، زیادہ اختراعات، فرم کے بڑے حجم اور مارکیٹنگ کی بہتر حکمتِ عملی سے منسلک تھی جو پراڈکٹ کے زیادہ آرڈر حاصل کرنے میں مددگار تھے۔[12] مزید برآں، خان (2005ء) نے تحقیق کی کہ سرمایہ کاری کی بہتر پالیسیوں اور مضبوط تر اداروں کے ساتھ ساتھ انسانی سرمائے کا کافی بلند معیار وہ عنصر تھا جس کے باعث مشرقی ایشیائی معیشتوں نے پاکستان جیسے ممالک سے بہتر کارکردگی دکھائی، اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ "پاکستان نے اپنے انسانی سرمائے پر مزید سرمایہ کاری کی ہوتی تو وہ بلند نمو کی شرحیں حاصل کرسکتا تھا"۔[13]

[12] رحمان، ایف۔ (2012) انسانی سرمایہ اور کثیر جہتی جدت طرازی: پاکستان میں لاہور نٹ ویئر کلسٹر سے شواہد۔ اکنامکس لاہور جرنل، 17 (2)، 63-86

[13] خان، ایم ایس، امجد، آر، اور دین، ایم یو (2005)۔ پاکستان میں انسانی سرمائے اور معاشی نمو۔ پاکستان ڈویلپمنٹ ریویو، 455-478

شکل خ 1.4: اسکول میں خالص داخلے کی شرح (پرائمری اسکول کی عمر کے بچوں کی فیصد)

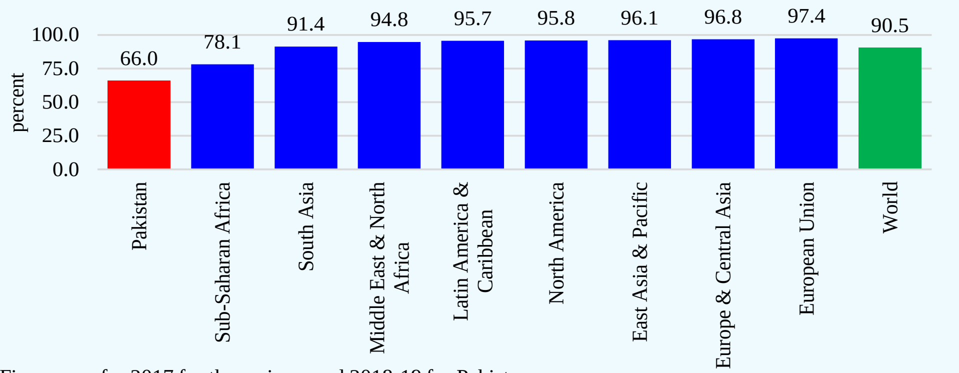

Figures are for 2017 for the regions, and 2018-19 for Pakistan
Data source: Pakistan Social And Living Standards Measurement Survey 2018-19; World Bank

اس پہلو کی مضبوط تاریخی بنیادیں ہیں۔ اپنے آغاز سے، وسائل کی شدید رکاوٹوں اور زرعی شعبے کے کارکنان کے بلند حصے کی وجہ سے آزادی کے بعد پاکستان کی معاشی ترقی کی حکمت عملی میں عملی طور پر مزدوروں پر کوئی توجہ نہیں دی، سوائے اس کے کہ صنعتی خام مال کے طور پر اسے دیہی علاقوں سے گزارے لائق اجرتوں پر حاصل کیا جائے۔[14] نتیجتاً، سرکاری پالیسیاں "ایسے حالات پیدا کرنے کی طرف مائل تھیں جو قومی آمدنی میں منافع کا حصہ بڑھاتیں"۔[15] یہ ایجنڈا 1960ء کی دہائی کے دوران جاری رہا، حکومت معاشی نمو کے عنصر کو "آمدنی میں عدم مساوات کی عملی توجیہہ" سمجھتی رہی، یعنی سرمائے کا ابتدائی ارتکاز بعد میں سماجی و معاشی بہبود کے فوائد اٹھانے کے لیے ضروری سمجھا گیا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ جب 1960ء کے عشرے میں پاکستان میں شرح نمو بھرپور تھی تو بے روزگاری کی سطح میں اضافہ ہوا اور صنعتی شعبے کی حقیقی اجرت میں ایک تہائی کمی آئی۔[16] یہ وہ وقت تھا جب ملک میں دولت کا بلند ارتکاز ایک اہم وجہ بحث بن گیا تھا۔

تاہم، وقت گذرنے کے ساتھ، حکومت نے افرادی قوت کی بہبود، سماجی تحفظ اور پیداواریت میں اضافے پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کرنا شروع کر دی۔ خاص طور پر، تمام قومی اور بعد کی صوبائی لیبر پالیسیوں میں ملازمین کی تربیت و پرداخت کو یقینی بنانے سے متعلق دفعات

---

14 کین لینڈ، سی (1995ء)۔ ہندوستان اور پاکستان میں تجارتی یونین ازم اور صنعتی تنظیم نو۔ متعلقہ ایشین اسکالرز کا بلیٹن، 27 (4)، 63 تا 78۔

15 رحمن، ایچ (1962ء)۔ نمو کے ماڈل اور پاکستان: منصوبہ بندی کے مسائل پر بات چیت۔ الائیز بک کارپوریشن

16 محبوب الحق - مضامین اور تقریریں (1971ء تا 1977ء)، 1651847، ورلڈ بینک گروپ آرکائیوز، واشنگٹن، ڈی سی، ریاستہائے متحدہ۔

عملی طور پر شامل کی گئیں ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیت ایک وسیع البنیاد اور کثیر سطحی نظام کے گرد گھومنے لگی ہے۔

شکل خ 1.5: پاکستان میں تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم وتربیت کا نظام

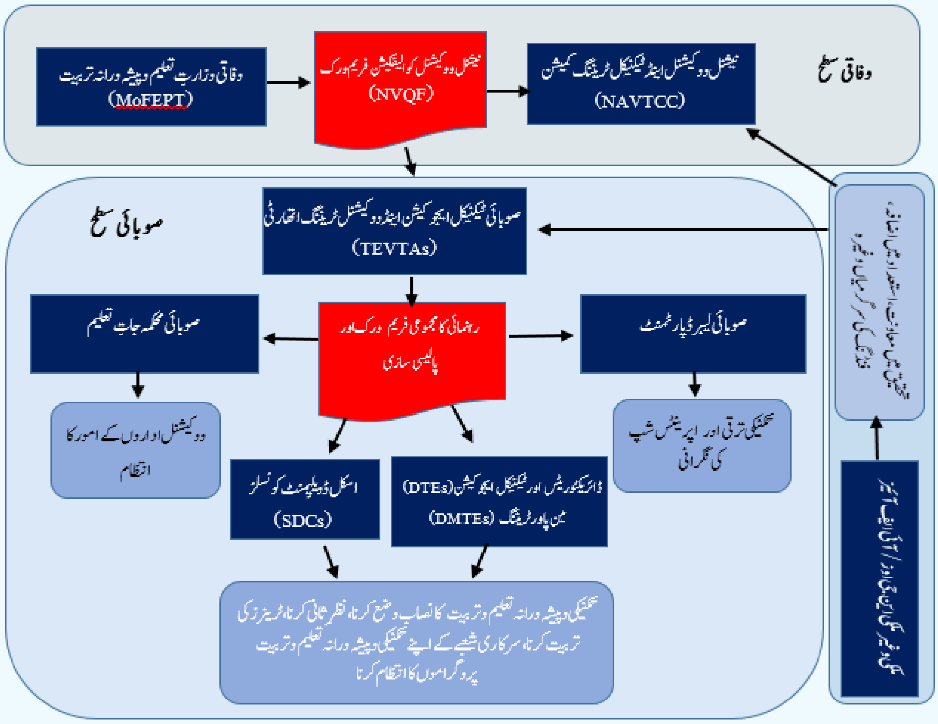

خ 1.5 پاکستان میں افرادی قوت کی تربیت کی صورتِ حال

پاکستان میں تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم کا نظام ضوابط اور طریقہ کار کے لحاظ سے پیچیدہ ہے (**شکل خ 1.5**)۔وفاقی سطح پر قومی پیشہ ورانہ وتکنیکی تربیتی کمیشن (NAVTCC) تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم کا بنیادی ضابطہ کار ادارہ ہے۔چونکہ تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم صوبائی معاملہ ہے اس لیے ہر صوبے میں ایک تکنیکی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت اتھارٹی (TEVTA) بھی موجود ہے تاکہ موجودہ اور آنے والی افرادی قوت کو یہ تربیت فراہم کی جاسکے۔ تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم کے ادارے اس تعلیم کی صوبائی اتھارٹیز کے تیار کردہ روڈ میپ کے تحت کام کرتے ہیں۔ پیشہ ورانہ اداروں کے امور صوبائی محکمہ تعلیم کے زیر انتظام ہیں، جبکہ صوبائی لیبر ڈپارٹمنٹ تکنیکی تربیت اور اپرنٹس شپ مراکز کی نگرانی کرتے ہیں۔

مزید بر آں، خود مختار اسکل ڈویلپمنٹ کونسلوں اور تکنیکی تعلیم اور افرادی قوت کی تربیت کے صوبائی ڈائریکٹریٹس کو تکنیکی و پیشہ ورانہ نصاب کا مسودہ تیار کرنے اور اس میں ترمیم کرنے اور تربیت کاروں کی تربیت کا کام سونپا گیا۔ اس دوران، مختلف ملکی اور بین الاقوامی ڈونر ایجنسیوں نے اس شعبے سے متعلق تحقیق اور صلاحیت میں اضافے کی سرگرمیوں کو انجام دینے میں حکومت کی مدد کی۔

آئندہ سطور میں پیش کردہ تجزیہ این اے وی ٹی سی سی اور صوبائی ٹی ای وی ٹی ایز کے مہارتوں میں فرق کے سروے، ایم او ایف ای پی ٹی کی متعارف کروائی گئی نیشنل اسکلز فار آل اسٹرے ٹجی، اور پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) کے سالانہ لیبر فورس سرویز پر مبنی ہے۔

رسد کے حوالے سے بہت بہتری کی گنجائش ہے

پاکستان کا موجودہ پیشہ ورانہ اور تکنیکی تربیت کا نظام موجودہ اور آنے والی لیبر فورس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کی وجہ مختلف مسائل ہیں۔ ملک میں 3740 ادارے موجود ہیں، جن میں سرکاری اور نجی دونوں شعبے شامل ہیں، جن میں داخلے کی مشترکہ گنجائش 187393 ہے(**شکل خ1.6**)۔ تاہم 2018ء تک پاکستان کی افرادی قوت میں سے 3.8 ملین لوگ بے روزگار تھے اور ان میں ہر سال 1.8 ملین بے روزگاروں کا اضافہ ہو رہا ہے۔[17]

شکل خ1.6 الف: پاکستان میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں کی تعداد

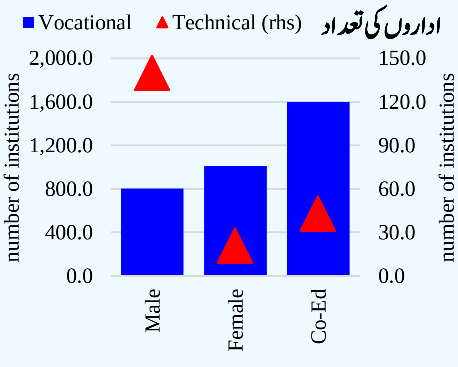

Data source: Skilling Pakistan, NAVTCC

شکل خ1.6 ب: پاکستان میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں کے

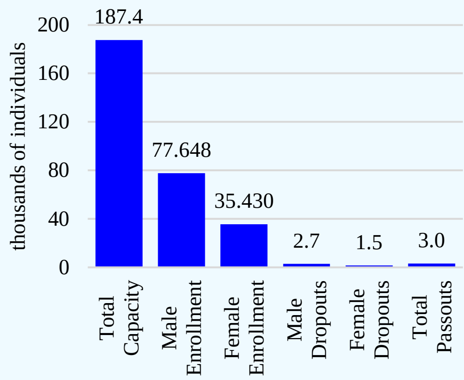

17 قومی "سب کے لیے ہنر" حکمت عملی: پاکستان میں مہارت کی ترقی کے لئے ایک روڈ میپ (2018)۔ وزارت برائے وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، پاکستان

مزید بر آں، تکنیکی و پیشہ ورانہ اداروں کی اکثریت بڑے شہری مراکز میں واقع ہے، جو دور دراز علاقوں کے لوگوں کے لیے مہارتیں حاصل کرنا مشکل بنا دیتا ہے۔ یہ بالخصوص خواتین لیبر فورس کے لیے دشوار ثابت ہوتا ہے، کیونکہ انھیں اکثر کام کی جگہ / تربیتی ادارے تک فاصلے کا سامنا ہوتا ہے، جو ان کے لیے ملازمت کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ عام طور پر اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ٹرانسپورٹ کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں، اور پنجاب میں 22 فیصد ادارے یہ سہولت فراہم کرتے ہیں۔ تاہم، اس کے بعد سندھ میں صرف 3 فیصد اور فاٹا اور گلگت بلتستان میں 1.4 فیصد اداروں نے ایسی سہولتیں فراہم کی ہیں۔[18]

یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ مینوفیکچرنگ کے شعبے میں، تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے والے گریجویٹس کو تلاش کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ اگر ہم پنجاب اور سندھ (مجموعی روزگار میں سب سے زیادہ حصہ رکھنے والے صوبوں) میں مینوفیکچرنگ کے شعبے کی فرموں کے سب سے زیادہ طلب والے 30 پیشوں کے اعداد و شمار کو دیکھیں تو ان پیشوں میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم یافتگان کی تعداد کافی کم ہے۔ پنجاب میں اس طرح کے پیشوں کے لیے مجموعی رسد کل طلب کے محض 10.6 فیصد کو پورا کرتی ہے؛ جبکہ سندھ میں یہ صرف 20.7 فیصد ہے (**جدول خ 1.3**)۔[19]

جدول خ 1.4: پنجاب اور سندھ میں مینوفیکچرنگ سیکٹر کے 30 اہم پیشوں میں طلب اور رسد کا فرق (2018ء)

پنجاب			سندھ		
پیشہ	طلب	رسد	پیشہ	طلب	رسد
درزی	19,382	240	مشین آپریٹر	8,890	671
مشین آپریٹر	18,956	11	پلانٹ آپریٹر	5,975	0
ویلڈر	14,021	4,864	بوائلر آپریٹر	3,205	0
الیکٹریشن	9,481	4,219	ڈی اے ای مکینیکل	2,765	4,761
فٹر	8,360	111	اسٹیل فکسر	2,195	0
کٹر	8,215	0	پرنٹنگ مشین آپریٹر	2,150	0
مشینسٹ	6,773	1,073	جنرل فٹر	1,890	274
لیب ٹیکنیشن	6,519	46	ویلڈنگ	1,870	926
صیقل گر (پالشر)	6,310	0	لیدر مشین آپریٹر	1,505	0
ملبوسات کا ڈیزائنر	4,556	0	اسٹچنگ مشین آپریٹر	1,260	233
ڈیزائنر	4,335	0	ڈائنگ اور بلیچنگ	1,120	0

[18] پاکستان میں تقابلی تجزیہ اور ٹی وی ای ٹی سیکٹر (2017ء) نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن، پاکستان

[19] ایک بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اشیاسازی کے شعبے میں فنی تربیت حاصل کرنے والے طلبہ کو فارغ التحصیل ہونے کے بعد اشیاسازی کے شعبے میں ہی اپنا کیریئر بنانا ضروری نہیں۔ نان مینوفیکچرنگ تربیتی پروگراموں کی بھی یہی صورت ہے۔

مکسر مشین آپریٹر	4,309	0	ڈی اے ای کیمیکل	910	422
پیکنگ مشین آپریٹر	3,371	0	ٹائلز فکسر	875	0
ڈی اے ای مکینیکل	3,208	4,555	ڈائنگ میکر	840	0
چوب کار	2,729	99	مِل ٹیکنیشن	805	0
فولاد ساز	2,605	0	سی این سی آپریٹر	792	0
چمڑے کی سلائی	2,515	202	ملبوسات سازی	658	906
پلانٹ آپریٹر	2,412	0	ڈی اے ای اپیرل مرچنڈائزنگ	630	77
پریس مشین آپریٹر	2,221	0	فورمین	595	0
مکینیکل	1,861	0	ایل ایم او مشین آپریٹر	595	0
ڈیزائن اور پیٹرن میکر	1,807	0	فٹر (پریس)	556	0
فیبریکیٹر	1,709	0	ویونگ آپریٹر	490	0
سرجیکل آلات کافٹر	1,485	0	اسپرے پینٹر	455	0
پیٹرن میکنگ	1,437	0	چوب کاری	450	456
فنشنگ اور پالشنگ	1,264	0	انجکشن مولڈر	420	0
لوڈر مشین آپریٹر	1,260	0	پیٹرن میکنگ	385	0
مکینیکل ٹیکنیشن	1,180	49	ڈی اے ای گارمنٹس ٹیکنالوجی	356	298
پروڈکشن منیجر	1,148	0	ٹیکسٹائل ڈیزائننگ	350	0
ڈائی فٹر	1,144	0	انجکشن بلو	275	0
لیدر کٹر	985	0	مکس مشین آپریٹر	250	0
کُل	**145,558**	**15,469**	**کُل**	**43,512**	**9,024**

اعداد و شمار کا ماخذ: نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن (این اے وی ٹی سی سی)، مہارت کے فرق کے مختلف سروے

مہارت کے ظاہری فرق کے باوجود، کاروباری ادارے موجودہ افرادی قوت کے معیار سے مطمئن نظر آتے ہیں- تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کی طلب

پاکستان میں صنعتی اور خدمات کے شعبوں سے متعلق کاروباری عہدیدار حیرت انگیز طور پر اپنی زیرِ ملازمت افرادی قوت کی صلاحیتوں کے معیار سے مطمئن نظر آتے ہیں۔ اشیا سازی کے شعبے میں مطمئن ایگزیکٹوز کا حصہ دیگر شعبوں اور صوبوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے (**شکل خ1.7**)۔

یہاں ضروری ہے کہ پہلے وہ پس منظر بتایا جائے جس میں اس سروے کے نتائج کا تجزیہ کیا جائے گا۔ پاکستان میں مارکیٹ میں مسابقت کی سطح کم ہے، بیشتر کاروباری ادارے ملکی مارکیٹ پر مبنی ہیں، تحقیق اور جدت طرازی کے لیے بہت کم ترغیب ہے، مارکیٹ میں غیر رسمی پن زیادہ ہے، اور پیداوار کے پراسس اور انتظام کے طریق کار جدید نہیں ہیں (**باکس خ1.2**)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرموں کو دباؤ کا

سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے یا وہ پیداواریت میں اضافے پر توجہ دینے کے لیے مناسب ترغیب محسوس نہیں کرتی ہیں، جس کے لیے افرادی قوت کی تربیت ایک اہم جز ہے۔ اس کی اصلاح کی ضرورت ہے، کیونکہ آجروں کی جانب سے مہارتوں کی نشوونما کے لیے خاطر خواہ مانگ کے بغیر، موجودہ کارکنوں کے ساتھ ساتھ ممکنہ کارکنوں کو بھی ان کے علم اور مہارت کی سطح کو بہتر بنانے میں محدود ترغیب ملے گی۔

شکل خ1.7: مہارتوں میں کمی کا اظہار کرنے والی فرموں کا فیصد

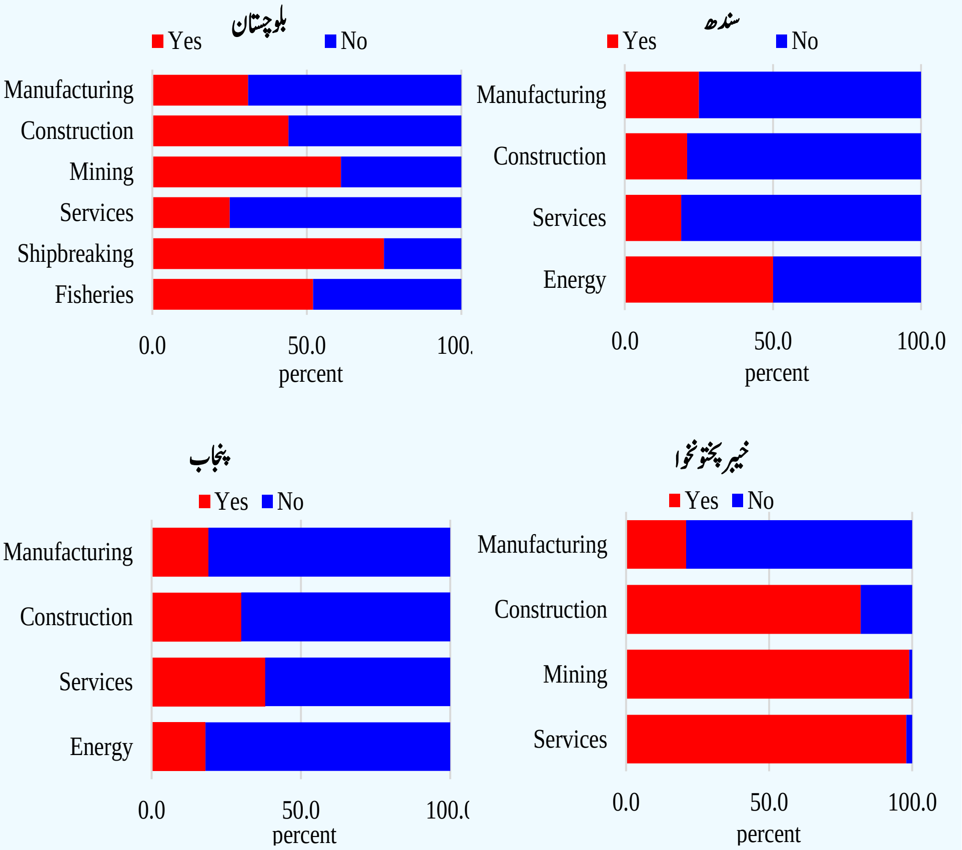

Data source: NAVTCC Provincial Skill Gap Surveys (2017/18)

باکس خ 1.2: پاکستان میں کاروباری ادارے پھلنے پھولنے کے بجائے بقا پر کیوں توجہ مرکوز کرتے ہیں؟ کیا تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم میں مارکیٹ کی ناکامیاں موجود ہیں؟

لیبر فورس کے لیے تربیت کی ناکافی فراہمی کو کسی معیشت میں مارکیٹ کی ناکامی قرار دیا جاسکتا ہے۔ لہذا، مارکیٹ کی تمام ناکامیوں کی طرح، اس سے نمٹنے میں مدد کرنے کے لیے متعلقہ پالیسی اقدامات کرنے سے پہلے ہی اس کی مناسب تشخیص کی ضرورت ہے۔[20]

لیبر مارکیٹ میں مہارتوں کی poaching اور matching کے مسائل: اس میں سب سے پہلے لیبر مارکیٹ کی خامیاں آتی ہیں۔ فرض کریں، اگر تمام آجر کارکنان میں کوئی مخصوص مہارت چاہیں، اور مارکیٹ میں کامل مسابقت موجود ہو، تو وہ مہارتیں مکمل طور پر منتقلی کے قابل ہو جاتی ہیں اور تربیت کے بعد ملازمین ان کے فوائد پوری طرح حاصل کرسکتے ہیں۔ دوسری طرف، اگر تربیت کی بعض ایسی اقسام ہیں جو صرف کچھ آجر ہی استعمال کرسکتے ہیں، تو وہ مہارتیں منتقلی کے قابل نہیں رہتیں اور اس بار آجر پوری طرح فوائد حاصل کرتے ہیں۔ تاہم، حقیقی زندگی میں، تربیت ان دو انتہاؤں کے درمیان ہوتی ہے اور اسی وجہ سے دونوں فریقوں کی طرف سے پوری سرمایہ کاری نہیں کی جاتی۔ فرمیں تربیت پر سرمایہ کاری نہیں کرتیں کیونکہ ملازمین کو حریف ادارے اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں (poaching)۔ ملازمین تربیت پر سرمایہ کاری نہیں کرتے کیونکہ انھیں پیداواری سطح میں اضافے کے مطابق اجرت نہیں ملتی (matching)۔

سرمایہ منڈیوں میں قرضے کی رکاوٹیں: مالیات تک رسائی بھی کارکنان کو تربیت کی فراہمی میں فیصلہ کن کردار ادا کرسکتی ہے۔ بالخصوص، اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ کم آمدنی والے کارکنوں کی تربیت کے فیصلوں پر مالی اعانت کی کمی منفی اثر ڈالتی ہے۔[21] ایک آپشن تو یہ ہے کہ قرض لیا جائے، اور یہ اس وقت کارآمد ہوگا جب حاصل ہونے والے فائدے کی شرح قرضے کی لاگت واپسی کی شرح سے زیادہ ہو۔ تاہم، مالی اداروں کے پاس عام طور اجرت پر تربیت کے اثر اور پر فنڈنگ کے خواہاں فرد کی ساکھ کے بارے میں نہ ہونے کے برابر معلومات ہوتی ہیں۔ نتیجے کے طور پر وہ قرض نہ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ معاملہ بھی ہوسکتا ہے کہ مالی منڈیاں ایسے تربیتی مواقع کی پیش کش کے حوالے سے زیادہ ترقی یافتہ نہ ہوں۔

مطابقت کی ناکامیاں: یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ زیادہ ہنرمند کارکن فرموں کی تحقیق و پرداخت کی سرگرمیوں کے معیار کو بہتر بنانے اور انھیں زیادہ پیداواری بنانے میں مدد دیتے ہیں (تفصیلات کے لیے، مذکورہ بالا سیکشن **خ 1.3** ملاحظہ کیجیے)۔ تاہم ضروری نہیں کہ کارکن ان اعلیٰ مہارت کی تربیتوں میں سرمایہ کاری کریں کیونکہ ہوسکتا ہے فرموں کو ان کی ضرورت نہ ہو۔ ناقص مسابقت کی خصوصیات والی معیشت میں یہ معاملہ ہوسکتا ہے جہاں بہت ساری فرمیں اختراعات اور پیداواری صلاحیتوں میں اضافے پر توجہ مرکوز نہیں کرتیں بلکہ ضرورت سے زیادہ منافع کمانے کے لیے اپنی مارکیٹ پاورز سے جوڑ توڑ کرتی ہیں اور ناجائز منافع خوری میں مشغول رہتی ہیں۔ ایسی صورت ِ حال میں، اعلیٰ مہارتوں کے حامل کارکنوں کے لیے زیادہ ملازمتیں نہیں ہوں گی۔

فیصلہ سازی کی ناکامیاں: کارکنوں اور کاروباری اداروں کو ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں اچھی کارکردگی کے لیے درکار مہارتوں کی نوعیت کے بارے میں مکمل معلومات نہ ہوں۔ اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری کے غلط فیصلے ہوسکتے ہیں: مثال کے طور پر وہ ایسی مہارت کے حصول میں پیسہ اور وقت لگاسکتے ہیں جو تکنیکی ترقی

---

[20] المیڈا، آر؛ بہرمین، جے؛ روبلینو، ڈی (2012ء) ملازمت کے لیے درست مہارتیں؟ کارکنوں کے لیے دوبارہ سوچنے کی تربیت کی پالیسیاں۔ انسانی ترقی کے تناظرات۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک

[21] گرین ہلگ، کرسٹائین، اور جارج موروتاس۔ 1994ء۔ "پیشہ ورانہ تربیت تک انفرادی رسائی میں کیریئر کی امیدوں اور مالی رکاوٹوں کا کردار۔" اوکسفرڈ اکنامک پیپرز 46 (4): 579تا604

کی وجہ سے مستقبل میں درکار نہ ہوں۔ حتیٰ کہ ایسی معلومات مناسب طریقے سے قابل رسائی ہوں، تب بھی مسائل پیدا ہوسکتے ہیں جب کارکن تربیتی اداروں کے معیار کے بارے میں معلومات نہیں رکھتے اور کسی ایسے ادارے کا انتخاب کر بیٹھتے ہیں جو ان کی صلاحیتوں کو مطلوبہ حد تک بڑھانے میں ناکام ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں منڈی کی ایسی ناکامیاں عام ہیں۔ درج ذیل نکات میں اس پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔

مسابقت کا کمزور ماحول: ملک میں مسابقت کا ماحول پیداواریت میں اضافے اور نمو کے لیے تاریخی طور پر سازگار نہیں رہا ہے۔ مارکیٹ میں بہت زیادہ ارتکاز، کلیدی معاشی شعبوں میں حکومت کی بلاواسطہ اور بالواسطہ شمولیت اور سرمایہ کاری فیصلوں اور کثیر القومی کاروباری اداروں کی آمد میں رکاوٹ بننے والی قانونی اور پالیسی غیر یقینی کیفیت کی وجہ سے معیار میں اضافہ، تحقیق اور جدت طرازی نیز پیداواریت میں اضافہ کم رہا ہے۔ راسخ بر آمدات مخالف رجحان کے ساتھ ملکی مارکیٹ میں پست مسابقت کا مطلب ہے کہ فرموں کو زیادہ موثر اور پیدا آور بننے کے لیے کوئی ترغیب دکھائی نہیں دیتی۔ [22]

بالخصوص چھوٹی فرموں میں انتظامی رکاوٹیں: فرموں کی پیداواریت اور آمدنی کی نمو کا تجزیہ کرتے وقت اکثر انتظامی طور طریقوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ انتظام کے طور طریقوں کا فرموں اور ممالک میں کارکردگی کے فرق سے گہرا تعلق ہے۔[23] پاکستان میں یہ دیکھا گیا ہے کہ انتظامی طور طریقے پیداواریت اور کارکردگی میں عدم مساوات کے تعین میں ایک اہم عنصر ہیں۔ جیسا کہ پنجاب میں 2000 سے زیادہ اداروں میں مینجمنٹ اور آرگنائزیشن سرویز کے ذریعے سامنے آیا ہے، بڑی فرموں کے مقابلے میں چھوٹی (اور درمیانے درجے کی) فرموں میں مینجمنٹ کے طریقے کم منظم ہیں، بالخصوص فیصلہ سازی کی لامرکزیت، ڈیٹا پر مبنی کارکردگی کی نگرانی، ہدف اور ترغیب کی ترتیب، اور فیصلہ سازی کے لیے ڈیٹا کے استعمال کے لحاظ سے۔[24] اس کا مطلب یہ ہے کہ پیداواری عمل اور کام کے طریقوں پر مطلوبہ حد تک نظرِ ثانی نہیں کی جاتی، اور فرمیں ابھرتے ہوئے رجحانات اور بہترین مروجہ طریقوں سے دور رہتی ہیں۔ اس سے ان کی مسابقت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

مالکاری رکاوٹیں: پاکستان کے جی ڈی پی میں بینکوں کا مجموعی قرضہ ابھرتی ہوئی معیشتوں میں سب سے کم ہے۔ یہاں بینکوں کی قرض گاری کے سب سے بڑے صارفین اور بڑے کارپوریٹس ہیں۔[25] بینکوں کی قرض گاری کے پورٹ فولیو میں (دسمبر 2019ء کے اختتام پر) چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کا حصہ صرف 5.4 فیصد ہے۔ اپنی بچت یا مالی اعانت کے غیر رسمی ذرائع پر بہت زیادہ انحصار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی فرموں کو اپنے آپریشنز کی توسیع میں بہت سی مشکلات کے ساتھ ساتھ غیر متناسب طور پر مالی اعانت کی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے نتیجے میں تنظیمی اہداف میں جدت طرازی، پیداواری صلاحیت میں اضافہ اور تنوع کی اہمیت بہت کم رہ جاتی ہے۔

---

[22] تفصیلات کے لیے دیکھیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20ء کا خصوصی سیکشن 1 بعنوان، "پاکستان میں مسابقت کی کیفیت"۔

[23] مثال کے طور پر، دیکھیے بلیک، ایس ای، اور لنچ، ایل ایم (2001ء)۔ مسابقت کا طریقہ: پیداواری صلاحیت پر جائے کار کے طریقوں اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کا اثر۔ معاشیات اور شماریات کا جائزہ، 83 (3)، 434 تا 445 اور بلوم، این، اور وان رینن، جے (2007ء)۔ فرموں اور ممالک میں مینجمنٹ کے طریق کار کی پیمائش اور وضاحت۔ اقتصادیات کا سہ ماہی جرنل، 122 (4)، 1351-1408

[24] ماخذ: لیموس، آر، چودھری، اے، وان رینن، جے، بلوم، این، (2016ء) پاکستان میں مینجمنٹ: پنجاب سے پہلا ثبوت، آئی جی سی

[25] 2017ء کے گلوبل فائنڈیکس ڈیٹا بیس کے مطابق، پاکستان میں کاروبار شروع کرنے، چلانے یا توسیع دینے کے لیے باضابطہ بینکاری ذرائع تک رسائی حاصل کرنے والے نوعمر بالغ افراد کا حصہ صفر فیصد اور اس سے زیادہ عمر کے بالغ افراد کا صرف 2 فیصد تھا۔

حد درجہ غیر رسمیت: پاکستان میں پراڈکٹ اور لیبر مارکیٹ میں بہت زیادہ غیر رسمی پن اختراعات کی مزید حوصلہ شکنی کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دانشورانہ املاک کے حقوق کی پاسداری نہ ہونے کے برابر ہے اور آئیڈیاز اور مصنوعات کی نقل ایک عام رواج ہے۔ صارفی تحفظ کے قوانین کے لحاظ سے ضابطہ کاری اور نگرانی بھی خاصی کمزور ہے، چنانچہ بہترین معیارات کے پروٹوکول پر عمل کرنے کے لیے فرموں پر دباؤ نہ ہونے کے برابر ہے۔ مزید برآں، بنا کانٹریکٹ ملازمت اور عارضی کارکنوں کے حصے میں اضافے کے ساتھ، تربیت اور مزدوری کی پیداواریت میں اضافے پر سرمایہ کاری آجروں کے لیے پرکشش نہیں ہے کیونکہ انھیں خدشہ ہوتا ہے کہ ان کے کارکن کام چھوڑ جائیں گے یا حریف ادارے انھیں کھینچ لیں گے۔ [26]

چنانچہ اس تناظر میں یہ حیران کن نہیں ہے کہ اپنے ملازمین کو آن جاب یا آف جاب تربیت فراہم کرنے والے آجر بہت کم ہیں۔ پاکستان دفتر شماریات آف شماریات کے 18-2017ء کے لیبر فورس سروے کے مطابق اشیا سازی کے شعبے میں کام کرنے والے ملازمین، جنھوں نے ملازمت سے متعلق کسی بھی قسم کی تربیت حاصل کی تھی، کا تناسب 12.4 فیصد رہا، جس میں سے نصف نے 8 سال قبل کوئی تربیت حاصل کی تھی۔ آف جاب تربیتی تجربہ رکھنے والوں کا بھی یہی حال تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف آنے والے اور موجودہ ملازمین کی اکثریت مناسب پیشہ ورانہ اور تکنیکی تربیت حاصل نہیں کر رہی بلکہ جن لوگوں نے کچھ تربیت حاصل کی ہے وہ ایسی مہارتوں کے حامل ہیں جو اب موجودہ اور کام کے ابھرتے ہوئے منظر ناموں سے اکثر مطابقت نہیں رکھتیں۔ یہ رجحان روزگار کے تمام غیر زرعی شعبوں میں نظر آتا ہے (**جدول خ 1.4**)۔

جدول خ 1.5: پاکستان میں لیبر فورس کی تربیت کی صورتِ حال (فیصد)

	آن جاب تربیت کے ساتھ						آف دی جاب تربیت کے ساتھ						کُل
سال پہلے ←	گذشتہ برس کے دوران	2تا3 سال پہلے	4تا5 سال پہلے	6تا7 سال پہلے	8یازائد سال پہلے	کُل	گذشتہ برس کے دوران	2تا3 سال پہلے	4تا5 سال پہلے	6تا7 سال پہلے	8یازائد سال پہلے	کُل	
مجموعی مینوفیکچرنگ ملازمین کا حصہ	0.8	1.7	2.3	1.4	6.3	**12.4**	0.5	1.9	1.8	1.4	10.0	**15.6**	**28.0**
تربیت یافتہ مینوفیکچرنگ ملازمین کا حصہ	2.9	5.9	8.2	4.9	22.4	**44.3**	1.9	6.6	6.5	5.1	35.5	**55.7**	**100.0**
نان مینوفیکچرنگ ملازمین کا حصہ	0.3	0.6	0.6	0.4	2.4	**4.3**	0.4	1.8	1.8	1.8	9.9	**15.6**	**20.0**
تربیت یافتہ نان مینوفیکچرنگ ملازمین کا حصہ	1.6	3.0	2.8	2.2	12.0	**21.7**	1.9	9.1	8.8	9.1	49.3	**78.3**	**100.0**

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات؛ ایل ایف ایس 18-2017ء کے مائیکرو ڈیٹا کی بنیاد پر مصنفین کے تخمینے

[26] افراز، این، حسین، ٹی، خان، یو، (2013ء)۔ پاکستان میں چھوٹی فرموں کی نمو میں حائل رکاوٹیں: منتخب ہلکی انجینئرنگ صنعتوں کے لاہور جرنل آف اکنامکس کا ایک معیاری جائزہ، دی لاہور اسکول آف اکنامکس، جلد 19 (خصوصی ایڈیشن)، صفحات 135 تا 176، ستمبر، 2014ء

اس کی وجہ سے کاروباری ادارے تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے شعبے سے دور ہوگئے ہیں، اور اس طرح تربیتی پروگراموں کی اثر انگیزی کم ہورہی ہے

چونکہ کاروباری اداروں نے افرادی قوت کی تربیت کو ترجیح نہیں دی اس لیے ان کی تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم کے شعبے کے ساتھ شمولیت اور رابطہ اطمینان بخش نہیں رہا ہے۔ چونکہ حکومت کی نیشنل اسکلز فار آل اسٹریٹجی کے روڈمیپ کے مطابق، "پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیت محدود وقت میں ہوتی ہے جہاں کمرہ جماعت کے ماحول میں استاد تھیوری پڑھارہا ہوتا ہے اور صنعت سے اس کا عملاً کوئی تعلق نہیں ہوتا"۔[27]

اس کے تین اہم مضمرات ہیں۔ اوّل، ان اداروں کے نصاب صنعتی کام کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں، جس کے نتیجے میں موجودہ ملازمین گریجویشن کرنے کے بعد پیداواریت میں نمایاں بہتری نہیں لارہے۔

دوم، مہارتیں سکھانے والے پروگراموں کا جھکاؤ عملی کے بجائے نظری تدریس کی جانب ہے، جو بالخصوص آنے والی لیبر فورس کو متاثر کرتا ہے اور انھیں عملی تجربے کے لحاظ سے ضروری مہارتوں سے لیس نہیں کرتا یوں انھیں ممکنہ آجروں کی نظر میں غیر متاثر کن بنا دیتا ہے۔ سوم، اور غالباً زیادہ اہم امر یہ ہے کہ، اس سے ایک لامتناہی منفی چکر میں پھنسنے کا امکان ہے، جس میں کاروباری ادارے ایسے تربیتی پروگراموں کے نتائج سے مایوس ہوجاتے ہیں اور ان اداروں سے مزید دور ہوجاتے ہیں۔ صنعت سے مستقل الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے نصاب دقیانوسی رہتا ہے اور/ یا ابھرتے ہوئے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں رہتا، اور گریجویٹ افراد پیداواری فوائد اور ملازمت کی تقرری کے لحاظ سے پریشان رہتے ہیں۔

چنانچہ یہ حیران کن نہیں کہ سینئر ایگزیکٹوز کی بڑی تعداد آف جاب تکنیکی اور پیشہ وارانہ تربیتی پروگراموں کے ڈیزائن اور اثرات سے مطمئن نظر نہیں آتی۔ جواب میں "مجھے علم نہیں" کہنے والے ایگزیکٹوز کی نمایاں تعداد بھی اتنی ہی تشویش ناک ہے۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہوسکتی ہے کہ ان فرموں کے ملازمین سے کسی کا تکنیکی وپیشہ ورانہ اداروں کے ساتھ حالیہ تجربہ نہیں، یا یہ کہ ان کاروباروں کے ایگزیکٹو کا اس طرح کی تربیت فراہم کرنے والوں سے کوئی واسطہ یا رابطہ نہیں ہے۔ دونوں جوابات اپنی اپنی جگہ پریشان کن ہیں (**شکل خ1.8**)۔

[27] حوالہ: http://navttc.org/wp-content/uploads/2019/03/National-Skills-for-All-Strategy-2018-1.pdf

شکل خ 1.8: تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم وتربیت کے اداروں سے تربیت یافتہ افرادی قوت کے بارے میں فرموں کے اطمینان کی سطح

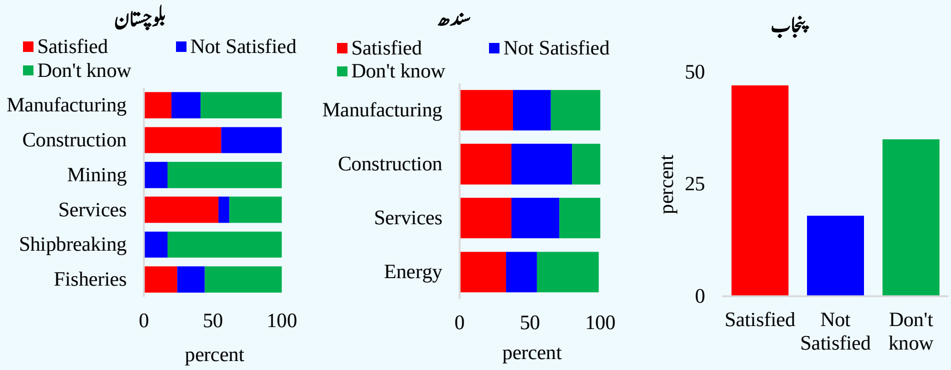

Data source: NAVTCC Provincial Skill Gap Surveys (2017/18); KP data not available in provincial report

صنعتی شعبہ بھی افرادی قوت کی کثیر مہارتوں پر توجہ نہیں دیتا

لیبر فورس کی کراس یا ملٹی اسکلنگ (multi- or cross-skilling) کو 20ویں صدی میں جاپان اور جرمنی جیسے ممالک کی صنعتی شعبے میں کامیابی اور 21 ویں صدی میں چین کے عروج کی ایک وجہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک ملٹی اسکلڈ لیبر فورس میں کارکن بہت سی مہارتوں کے حامل ہوتے ہیں، جس کی مدد سے وہ کام کے ایک سے زائد پہلوؤں میں حصہ لیتے ہیں۔ کچھ معیشتوں میں وفاقی حکومت ملٹی اسکلنگ فریم ورک کو پھیلاتی ہے، جبکہ کچھ میں آجر خود یہ اقدام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جاپان میں، آجر ملازمین کو آن جاب تربیتی پروگراموں کے ذریعہ مطلوبہ مہارتوں کی فراہمی میں مدد کے لیے پلانٹ کی سطح کے اویاکاتا (oyakata) کاریگروں اور اپرنٹس شپ فراہم کرنے والوں سے استفادہ کرتے ہیں۔[28] 1980ء کی دہائی سے جاپان کی صنعتی حکمتِ عملی کا ایک اہم جزو یہ رہا ہے کہ وہ پیشوں کی تفصیلی وضاحت کرتے ہیں اور ملازمت کی گردش کو متواتر بناتے ہیں، تاکہ ملازمین میں ایک سے زیادہ مہارتیں حاصل کرنے کی تحریک پیدا ہو سکے۔[29]

ایک اور پہلو جس پر یہاں بحث کی جانی چاہیے وہ تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم میں مزدور یونینوں کا کردار ہے۔ تربیتی پروگراموں میں یونین کی شمولیت انتظامیہ، یونینوں اور افرادی قوت کے مابین "پیداواری اتحاد" کی حوصلہ افزائی میں مدد کر سکتی ہے۔ لیبر یونینیں بھی "اکثر تربیتی

[28] تھیلن، کے (2004ء)۔ ادارے کیسے ارتقا پاتے ہیں: جرمنی، برطانیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ، اور جاپان میں مہارتوں کی سیاسی معیشت۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس۔

[29] گریگ، سی، جینسن، ایم، اور اے ایم پی؛ یو ایکسکل، ای، وی۔ (2012ء) تجارت اور معاشی تنوع کے لیے مہارت: ایک عملی گائیڈ۔ جنیوا: بین الاقوامی ادارہ محنت۔

پروگراموں کو اس انداز میں چلانے میں مدد فراہم کرتی ہیں جو منصفانہ دکھائی دیتا ہے اور افرادی قوت کا اعتماد حاصل کرتا ہے"۔[30] مثال کے طور پر اس ضمن میں کامیابی کی کہانی کے طور پر جرمنی کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ جرمنی میں لیبر یونینیں حکومت اور آجروں کے ساتھ سہ فریقی پیشہ ورانہ تعلیم کے ماحولیاتی نظام میں شامل ہیں اور پیشہ ورانہ گروپ بندیوں کو فعال طور پر مرتب کرتی، تربیتی نصابوں پر نظر ثانی کرتی، اور فرموں، نیز پلانٹ کی سطح پر مستقبل میں مہارتوں کی ضروریات پر مبنی بھرتی کے اہداف کو طے کرتی ہیں۔ ترکی کا بھی ایسا ہی نظام ہے، جس میں یونینیں اور آجر گروپس اپرنٹس شپ پروگراموں کے معیار اور فراہمی کی باہمی نگرانی کرتے ہیں جبکہ ووکیشنل ٹریننگ کونسلز ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کرتی ہے جہاں تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے تمام فریق مل کر حکومت کو پالیسی سفارشات فراہم کرسکتے ہیں۔ [31]

شکل خ 1.9 الف: پاکستان میں لیبر یونینز کی تعداد اور رکنیت

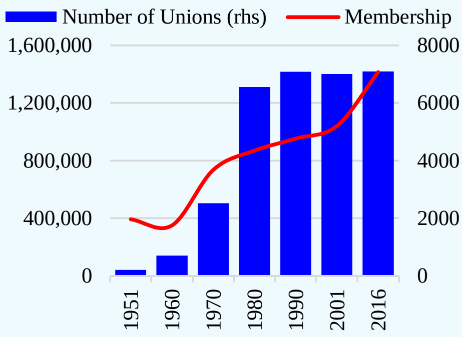

شکل خ 1.9 ب: پاکستان میں یونینز کی رکنیت رکھنے والی افرادی قوت کا فیصد (دسمبر 2016ء)

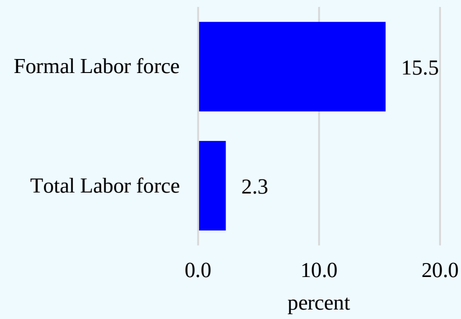

Data source: ILO (2018)

تاہم پاکستان میں یہ معاملہ نہیں ہے۔ پاکستان میں طاقت اور رکنیت کے اعتبار سے یونینوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے (**شکل خ 1.9**)۔ لیکن اس پورے عرصے کے دوران غیر زرعی افرادی قوت میں یونین کی رکنیت کا تناسب 6 فیصد کی سطح پر رہا، جو ماضیِ قریب میں مزید کم ہو کر 5.5 فیصد رہ گیا ہے، اور ملازمین کی تعلیم و ترقی پر ان کی توجہ نہ ہونے کے برابر رہی ہے۔ قانونی پابندیاں اور آجروں میں یونین کے خلاف تعصب دونوں ہی اس رجحان کی وجہ ہیں۔ اگرچہ آغاز سے ہی ٹریڈ یونینوں اور تربیت پر زور عملاً حکومت کی تیار کردہ تمام لیبر پالیسیوں کا حصہ تھا، تاہم ان پالیسیوں کو وفاقی اور بعد کی صوبائی حکومتوں نے کبھی بھی پورے جذبے کے ساتھ فعال طور

[30] کاٹز، ایچ، سی، کرووِیلا، ایس، ٹرنر، ایل، کاٹز، ہیری، سی (1993ء)۔ ٹریڈ یونینیں اور اجتماعی سودے بازی۔ پالیسی، ریسرچ ورکنگ پیپرز؛ نمبر. ڈبلیو پی ایس 1099۔ تعلیم اور ملازمت۔ واشنگٹن، ڈی سی: ورلڈ بینک

[31] ایک ماڈل اپرنٹس شپ فریم ورک کی جانب: قومی اپرنٹس شپ پروگراموں کا تقابلی تجزیہ۔ (2013ء)۔ نئی دہلی: انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن، انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن اینڈ ڈویلپمنٹ / عالمی بینک۔

پر نافذ نہیں کیا۔[32] چنانچہ پاکستان میں، نہ تو لیبر یونینیں مہارت سازی اور پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں اتنی شامل ہیں اور نہ ہی صنعتی جائے کار پر دورانِ ملازمت گردش (rotation) اور ملازمین کی "ملٹی اسکلنگ" کا رواج ہے۔

اس ماحول میں ملازمین کو اپنی مہارتوں میں خودہی بہتری لانے کی ترغیب نہیں ملتی

جیسا کہ گذشتہ ذیلی سیکشنوں سے پتا چلا، آجر اپنے ملازمین کو ان ہاؤس یا آف دی جاب تربیت فراہم کرنے پر سرگرمی سے توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ کارکنوں کے لیے ایک متبادل یہ ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی ایسی تربیت حاصل کریں۔ تاہم اس طرح کی کوشش کی جانب راغب ہونے میں ایک رکاوٹ یہ ہے کہ باضابطہ تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ کارکنوں کے درمیان اجرت کے لحاظ سے معمولی فرق ہوتا ہے۔

ہم نے بنیادی پیشوں میں ملازمت تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ، پلانٹ اور مشینری آپریٹر کے طور پر کام کرنے والوں اور ریاپاکستان کے اشیاسازی کے سیکٹر میں دستکاری سے متعلق تجارتی سرگرمیوں میں شامل کارکنوں کے درمیان اجرت کے فرق کا تجزیہ کیا۔ لیبر فورس سروے 18-2017ء میں دستیاب معلومات استعمال کرتے ہوئے، بہت سی صنعتوں/پیشوں میں جب ہم آن جاب تربیت یا آف جاب تربیت کے حوالے سے غور کریں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ اجرت میں معمولی فرق ہے (**شکل خ1.10**)۔ کچھ صنعتیں ایسی ہیں جہاں ہمیں اجرت کا ایک مثبت فرق ملتا ہے، جیسے مکینیکل اسمبلنگ، سیمنٹ، تمباکو اور فیبرک پراسیسنگ، لیکن بہت ساری صنعتوں میں اجرت کی ترغیب (اگر کوئی ہے) تو وہ بہت زیادہ نہیں ہے۔

پاکستان کی ریڈی میڈ گارمنٹس انڈسٹری کے معاملے پر غور کریں۔ تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کی اثر انگیزی سے متعلق 2015ء کے پنجاب اسکلز ڈویلپمنٹ فنڈ (پی ایس ڈی ایف) کے شعبے کی تحقیق کے مطابق، 56 فیصد تربیتی خدمات فراہم کرنے والوں نے بتایا کہ طلبا کو سکھائی جانے والی اور گارمنٹ کے شعبے میں درکار مہارتوں کے درمیان فرق موجود ہے۔ کاروباری ماہرین نے سروے پر اپنے ردعمل میں اس مسئلے کو زیادہ واضح انداز میں اجاگر کیا، ان میں سے 86 فیصد کا کہنا ہے کہ مہارت کا فرق موجود ہے۔ دو اہم ترین وجوہات جن کا حوالہ دیا گیا وہ تکنیکی و پیشہ ورانہ اداروں میں ہنر مند اساتذہ کی کمی اور تربیت فراہم کرنے والوں اور انڈسٹری کے فریقوں کے مابین ناقص ہم آہنگی تھیں۔ اگرچہ تربیت فراہم کرنے والوں نے تربیتی پروگراموں کی افادیت کو بہتر بنانے کے لیے صنعتی شعبے کے بڑھتے ہوئے ان پٹ کو ایک اہم شرط کے طور پر تجویز کیا تاہم کاروباری ماہرین نے طلب پر مبنی نصاب کی کمی، تکنیکی فرسودگی اور تربیت فراہم کرنے والوں کے ناقص انفراسٹرکچر کو ایک بڑی رکاوٹ قرار دیا (**شکل خ1.11**)۔

---

[32] خلیل، زیڈ، کے (2018ء)۔ پاکستان میں تجارتی یونینزم اور صنعتی تعلقات کا جزدان۔ عالمی ادارہ محنت۔

شکل خ1.10 الف: آن جاب تربیت حاصل کرنے والے مینوفیکچرنگ ورکرز کی اجرت میں اضافہ

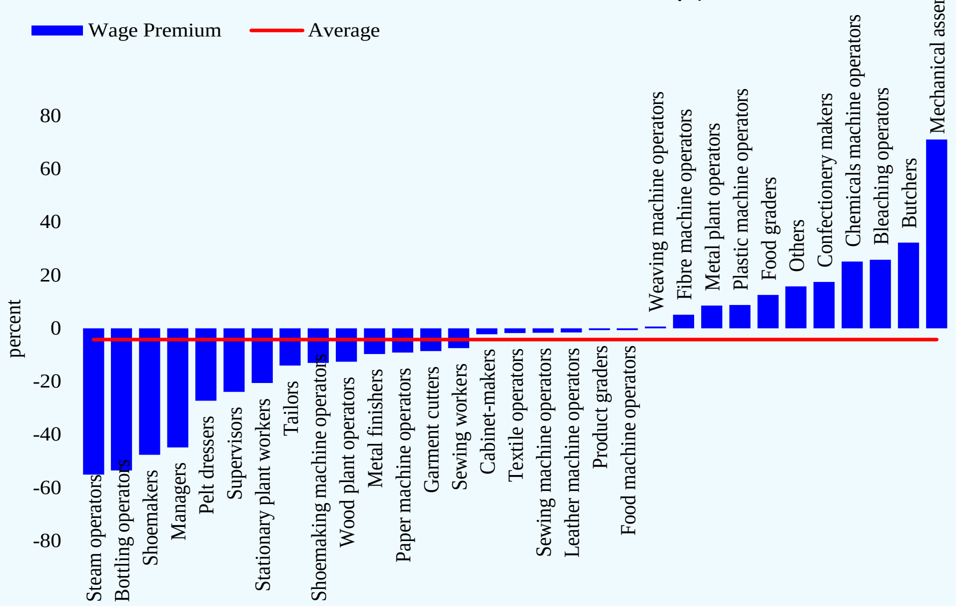

شکل خ1.10 ب: آف جاب تربیت حاصل کرنے والے مینوفیکچرنگ ورکرز کی اجرت میں اضافہ

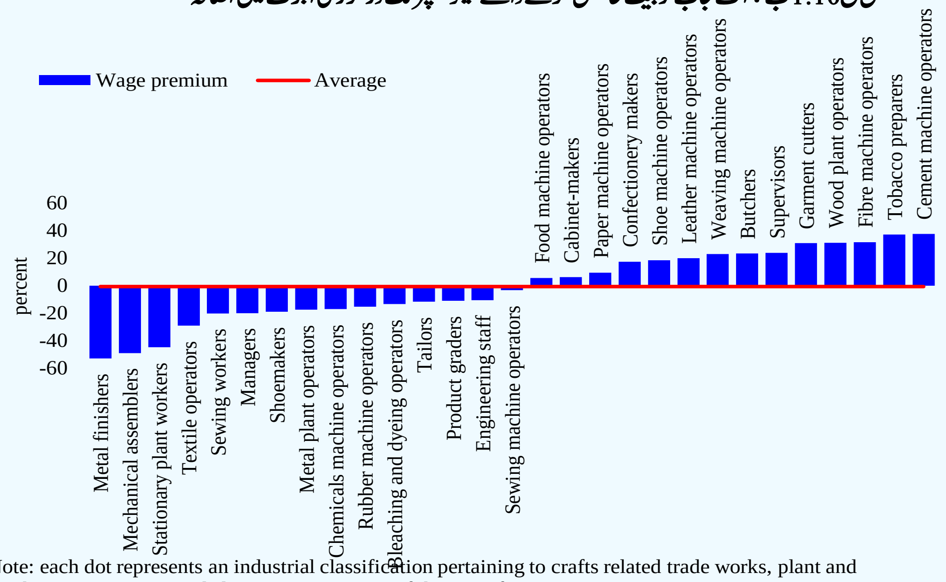

Note: each dot represents an industrial classification pertaining to crafts related trade works, plant and machinery operations and elementary positions of the manufacturing sector.
Data source: PBS Labor Force Survey 2017-18; author's calculations

اور ان کی دلچسپی ذاتی روزگار کے مواقع کی طرف بڑھ رہی ہے

تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے والے افراد میں ایسے کورسز سب سے زیادہ مقبول ہیں جو ذاتی روزگار کے مواقع پیدا کرسکتے ہیں۔ ان میں بیوٹیشن کورسز، کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم اور سلائی (ٹیلرنگ) وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ان کورسز کے برخلاف ہیں جن کی آجرین میں بہت زیادہ مانگ ہے، جیسے ڈیٹا انٹری آپریشن، ڈرائیونگ، اور کلیریکل کام (**شکل خ 1.12**)۔ اس سے ملک میں خدمات کے شعبے کی بڑھتی ہوئی اہمیت اور ملک میں روزگار کی نمو کے مطلوبہ سطح سے پست ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔

شکل خ 1.11 الف : ملبوسات سازی کے شعبے میں تکنیکی و پیشہ ورانہ صنعت کی تقسیم

کیا فراہم کی گئی اور مطلوبہ مہارتوں میں کوئی فرق موجود ہے؟

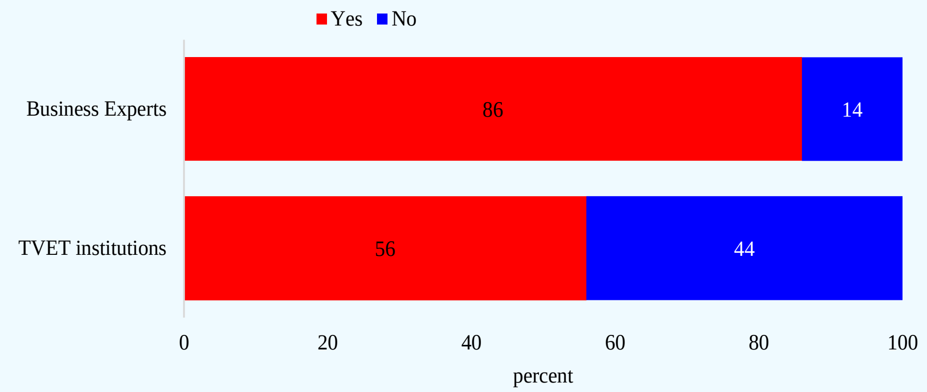

شکل خ 1.11 ب: گریجویٹس میں مہارتوں کے فرق کو دور کرنے کے لیے تکنیکی و پیشہ ورانہ اداروں کی اہم تجاویز (فیصد)

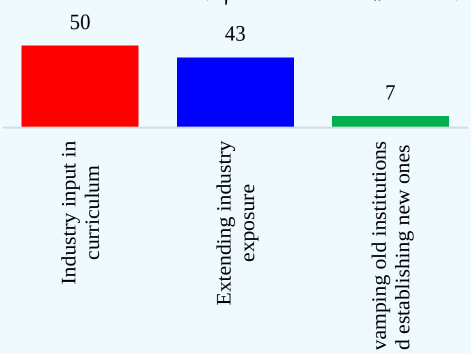

شکل خ 1.11 ج : تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں کے گریجویٹس میں مہارتوں کے فرق کو دور کرنے کے لیے کاروباری اداروں کی بیان کردہ اہم وجوہات

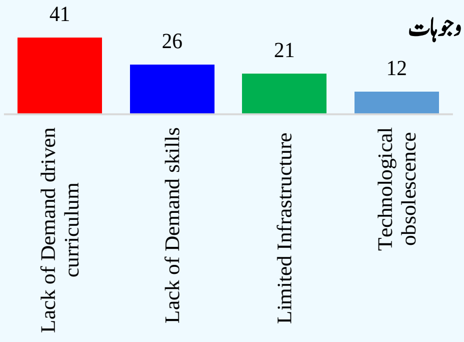

Data source: Sector Skills Study – Garments Sector (2015), Punjab Skills Development Fund

2018ء کی عالمی بینک کی ساؤتھ ایشیافوکس رپورٹ کے مطابق، 2015ء سے 2025ء تک موجودہ ملازمت کی شرح کو برقرار رکھنے کے لیے پاکستان میں ہر سال 1.4 ملین اضافی ملازمتوں کی ضرورت ہوگی۔ پریشانی کی بات یہ ہے کہ اس رپورٹ کے مطابق پاکستان میں روزگار کی شرح حقیقی فی کس آمدنی کی متوقع سطح سے تقریبا 13 فیصد کم ہے۔ باقاعدہ اجرتی ملازمتوں میں خواتین لیبر فورس کی شراکت کی بہت پست سطح (یہ فرق 30 فیصدی درجوں سے قریب ہے) اور سرکاری شعبے کی ملازمتوں کا بہت بلند حصہ (تقریباً 35 فیصد) دونوں اس کی وجہ ہیں، جن سے اس حقیقت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ نجی شعبہ اتنی ملازمتیں پیدا نہیں کر رہا جتنی درکار ہیں۔

شکل خ 1.12 الف: پاکستان میں تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے اداروں میں منتخب کیے جانے والے 5 اہم کورسز

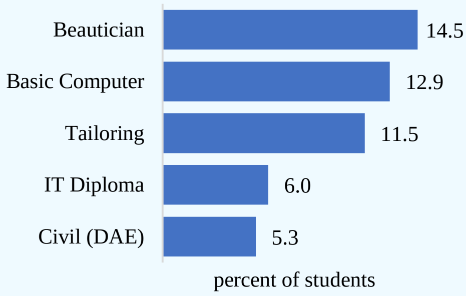

Data source: SkillingPakistan.org

شکل خ 1.12 ب: پاکستان میں تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے آجرین کو درکار 5 اہم کورسز

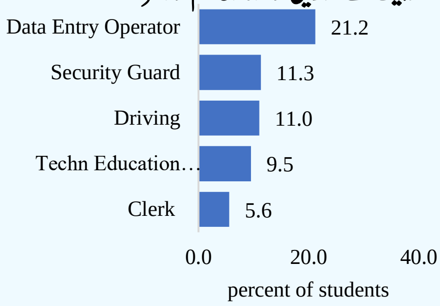

Data source: SkillingPakistan.org

خ 1.6 پالیسی کے مضمرات اور مستقبل کے امکانات

تکنیکی وپیشہ ورانہ سیکٹر کی مذکورہ بالا حرکیات کو مدنظر رکھتے ہوئے، درج ذیل اصلاحات کی ضرورت ہے:

صنعتی تعاون بڑھایا جانا چاہیے

اوّل، بزنس کمیونٹی کو قریبی اشتراک سے تکنیکی وپیشہ ورانہ پروگراموں کی نصاب سازی اور تربیت کی ترسیل کے ذرائع پر اور زیادہ کنٹرول حاصل کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صنعتی شعبے کے رجحانات اور طلب سے علیحدہ تربیت کارکردگی اور اثرانگیزی کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتی۔

جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے، اس ضمن میں رسد اور طلب دونوں ہی میں مسائل موجود ہیں۔ ایک حل یہ ہو سکتا ہے کہ تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم اور کاروباری اداروں دونوں کے درمیان ایک مشترکہ پلیٹ فارم (جیسے کوئی معاون کمیٹی یا مشترکہ ٹاسک فورس) تشکیل دیا جائے

جس میں صنعت کی جانب سے مخصوص مہارتوں کے تقاضے اجاگر کیے جائیں اور پھر ادارے کاروباری ایگزیکٹوز کے مستقل فیڈ بیک اور شراکت کے ذریعے نصاب وضع کریں۔

دریں اثنا، فرموں کو آن جاب تربیتی پروگرام تیار کرنے اور ریا اپ گریڈ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ دو حوالوں سے اہم ہو گا۔ اوّل، جب کوئی مخصوص فرم اپنے کارکنوں کو تربیت دے گی تو نصاب کے درست تقاضوں سے آگاہ ہو گی اور اس کے مطابق ہی پروگرام کے نفسِ مضمون اور دورانیے کو وضع کرنے کے قابل ہو گی۔ دوم، ملازمین کے نقطہ نظر سے اس سے ان کی ملازمت کے حوالے سے اطمینان اور خود شناسی کی سطح بھی بڑھے گی، جس ممکنہ طور پر ان میں کام کے لیے وابستگی بڑھے گی۔ ان دونوں پیش رفتوں سے یہ صریح فوائد حاصل ہوں گے کہ فرمیں تربیت کے فائدوں سے آگاہ ہو جائیں گی اور اس طرح لیبر فورس سے پوری طرح استفادہ نہ کر پانے کا یہ چکر توڑنے میں مدد ملے گی۔

کاروباری اور تربیتی اداروں کو مستقبل پر نظر رکھنی اور ابھرتے ہوئے رجحانات کے لیے تیار ہونا چاہیے

ایک خصوصی تشویشناک رجحان یہ ہے کہ بہت ساری فرمیں اپنے ملازمین کی مہارت کی سطح سے مطمئن ہیں اور ان میں سے کچھ کو تو اس بات کا بھی یقین نہیں کہ آیا یہ مہارتیں کافی بھی ہیں یا نہیں۔ اس ضمن میں، کاروباری اداروں کو مہارتوں کے فرق کی نشاندہی کرنے کے لیے مستقبل بین نقطہ نظر اپنانے کی ضرورت ہے جو ان فرموں کو نہ صرف بین الاقوامی منڈی میں مسابقت میں بلکہ جدید ترین پیداواری اور آپریشنل عمل کو بھی اپنانے میں مدد دے سکتا ہے۔ مناسب تربیت یافتہ ملازمین کے بغیر یہ مشکل ہو گا۔

مکنزی کی 2017ء کی ایک رپورٹ کے مطابق، معیشت میں ڈیجیٹائزیشن کی وجہ سے پوری دنیا میں تقریباً 15 فیصد ملازمتیں (400 ملین ملازمین) ممکنہ طور پر ختم ہو جائیں گی۔ مزید برآں، ڈیجیٹائزیشن پر اخراجات بڑھتے رہیں گے، جس کے نتیجے میں 2030ء تک نئی ٹیکنالوجی کی 50 ملین تک ملازمتیں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس سب کا مطلب یہ ہے کہ کارکن کی مہارتوں کے حصول اور ان میں بہتری پر توجہ اور زیادہ اہم ہو جائے گی۔

ملازمین کی مہارتوں کی تعمیر میں اضافے کا ایک ممکنہ طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ملازمین کی تربیت و پرداخت کو کمپنیوں کے کارپوریٹ سماجی ذمہ دارانہ (سی ایس آر) پروگراموں کے ایک حصے کے طور پر شامل کیا جا سکے۔ آجر کی کارکنوں کے تعلیم و پرداخت کے عمل میں شمولیت مؤخر الذکر کے اطمینان اور شوق کو بڑھاتی ہے اور وہ دوسری ملازمتیں تلاش کرنے کی جانب کم مائل ہوتے ہیں۔ لنکڈ اِن کی 2019ء کی ورک پلیس لرننگ رپورٹ کے مطابق، سروے کیے گئے 94 فیصد ملازمین نے بتایا کہ اگر کمپنی ان کی تربیت اور پرداخت پر سرمایہ کاری کرتی ہے تو وہ اس میں تادیر ملازمت کریں گے۔ مزید برآں، وہ ملازمین جو ہفتے میں 5 گھنٹوں سے زائد سیکھنے کے عمل میں

گزارتے تھے، وہ ممکنہ طور پر جانتے تھے کہ اپنے کیریئر میں کہاں تک آگے بڑھنا چاہتے ہیں (جواب دہندگان میں سے 74 فیصد)، اپنے کام کو با مقصد سمجھتے ہیں (48 فیصد)، اور کم تناؤ محسوس کرتے ہیں (47 فیصد)۔[33]

تربیت کو سی ایس آر کے مقصد کے طور پر شامل کرنے سے ایک اور رکاوٹ دور کرنے میں مدد ملے گی جو تربیت کی فراہمی میں مدد کے لیے آجروں سے درخواست میں کارکنوں کی ہچکچاہٹ ہے۔ ایڈ ایکس کے 2019ء کے ری اسکلنگ ٹرینڈز سروے کے مطابق اگرچہ کارکنوں کا ایک تہائی حصہ یہ محسوس کرتا ہے کہ آجروں کو یہ یقینی بنانے کے لیے ذمہ دار ہونا چاہیے کہ کارکنان درست مہارتوں کے ساتھ مستقبل کی ملازمتوں کے لیے تیار ہوں، تاہم، ان میں سے تقریباً نصف اپنے آجر سے سیکھنے کے اخراجات کی ادائیگی کے لیے درخواست کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔[34]

شکل خ 1.13: انٹرنیٹ کنکشن کی سہولت کے حامل تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے اداروں کا حصہ

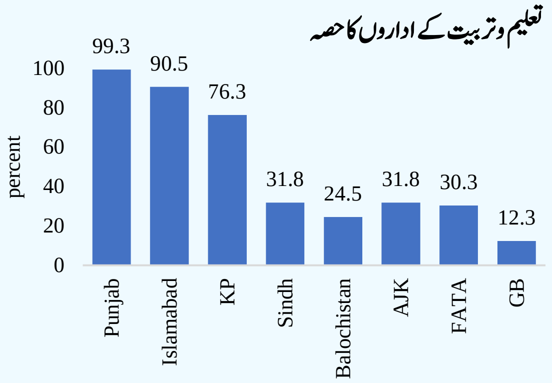

Data source: (NAVTCC, 2017)

ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجیوں، جیسے چوتھے صنعتی انقلاب (4 آئی آر) پر توجہ کا ارتکاز اس کی ایک نظیر ہوگی۔ حکومت نے متعدد سرکاری منصوبہ بندی اور پالیسی دستاویزات میں اشارہ کیا ہے کہ 4 آئی آر کو اپنانا اسٹریٹجک ترجیح ہوگی۔ تاہم، اس طرح کی ٹیکنالوجی کو سنبھالنے کے لیے موزوں افرادی قوت کے بغیر اس کا حصول ممکن نہیں ہوگا۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا کے علاوہ انٹرنیٹ تک رسائی رکھنے والے تکنیکی و پیشہ ورانہ اداروں کا حصہ بہت کم ہے (**شکل خ 1.13**)۔ یہ نہ صرف موجودہ اور ممکنہ افرادی قوت کی مہارتوں کی تعمیر میں رکاوٹ بنتا ہے، بلکہ آن لائن رفاصلاتی تعلیم کی سہولتوں، وغیرہ کے بنیادی انفراسٹرکچر کی کمی کی وجہ سے ایسے تربیتی پروگراموں کی رسائی کو بھی محدود کر دیتا ہے۔

[33] ماخذ: 2019 Workplace Learning Report. (2019). LinkedIn.

[34] ماخذ: https://blog.edx.org/edx-announces-results-new-survey-reskilling-trends/?track=blog

سرکاری شعبے کو قومی استعداد کاری کی کوششوں میں اضافہ کرنا چاہیے

مہارتوں کی تعمیر پر سرکاری شعبے کی براہ راست توجہ کے بغیر تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کا شعبہ مؤثر انداز میں کام نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر بہت سے کاروباری ادارے، بالخصوص ایس ایم ای سیکٹر سے تعلق رکھنے والے، اپنی افرادی قوت کو باضابطہ تربیت فراہم کرنے کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ یہاں حکومت کی جانب سے سبسڈی یا ٹیکس میں کمی جیسے اقدامات معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح، حکام کو تکنیکی و پیشہ ورانہ اداروں کو جدید ترین مشینریوں اور نظاموں سے آراستہ کرنے اور ان کے مطابق تدریسی عملے کی تربیت کے لیے سرمایہ کاری کرنا چاہیے۔ اس سے آنے والے بیچز کو جدید اور طلب کے مطابق مہارتوں کے ساتھ تیار کرنے میں مدد ملے گی۔ کارکنان کے حوالے سے، آبادی کے غریب اور درمیانی آمدنی والے طبقات کے لیے ایسے پروگراموں کی استطاعت کو یقینی بنانے کے لیے حکام مالی امداد اور وظائف کا دائرہ کار بڑھاسکتے ہیں۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ اس سلسلے میں کچھ مثبت پیشرفتیں ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر وفاقی وزارت برائے تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت کا تیار کردہ نیشنل اسکلز فار آل اسٹرے ٹجی درج ذیل کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتا ہے (i): بدنی مہارتوں کی تیاری کے پروگراموں کے دائرہ کار کو وسیع کرنا، (ii) نصاب کے ڈیزائن اور تربیت دینے میں نجی شعبے کی شراکت اور ان پٹ کو بڑھانا، (iii) خواتین لیبر فورس کی شرکت میں اضافہ؛ اور (iv) ملک بھر میں اپرینٹس شپ کے قوانین کا نفاذ۔ اس ضمن میں حکومت نے ہنر مند جوان اور ڈیجی-اسکلز کے اقدام کا آغاز کیا، جس کے ذریعے اس کا مقصد نوجوانوں کو ملک میں موجودہ اور ابھرتی ہوئی ملازمتوں میں مؤثر طور پر حصہ لینے کے لیے درکار مہارتوں سے آراستہ کرنا ہے۔ پالیسی کی جملہ خصوصیات میں شامل ہیں (i): ملک کے پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والی 50 ہزار نوجوان لیبر فورس کی تربیت؛ (ii) تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم کے حوالے سے فاصلاتی تعلیم کے پروگراموں کے لیے پاکستان بھر میں 100 اسمارٹ ٹیک لیب قائم کرنا؛ اور (iii) مہارت یافتہ نوجوانوں میں ذاتی ملازمت اور نئے کاروبار کو فروغ دینے کے لیے 50 کاروباری انکیوبیشن مراکز کا قیام۔

ایک اور حوصلہ افزا پیشرفت یہ ہے کہ نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن (این اے وی ٹی سی سی) پاکستان نے ملکی لیبر مارکیٹ میں پلیسمنٹ اور مہارتوں کی مماثلت کو بہتر بنانے میں مدد کرنے کے لیے مہارت سے متعلق باضابطہ درجہ بندی کا آغاز کیا ہے۔ نظر ثانی شدہ قومی پیشہ ورانہ قابلیت کے فریم ورک (این وی کیو ایف) کے تحت، کارکنوں کی مہارت کے مطابق درجہ بندی کرنے اور ان کی تدریجی نمو کو اعلیٰ سطح تک پہنچانے کے لیے جائزے کا ایک معیار تیار کیا گیا ہے۔ اسی طرح، این اے وی ٹی سی سی ٹی وی ای ٹی اداروں کے لیے قومی ادارہ جاتی منظوری کے عمل کو قائم کرنے کے پراسس میں ہے۔ تربیتی خدمات فراہم کرنے والوں کا جائزہ متعلقہ اداروں کے ساتھ وابستگی / منظوری؛ تربیتی سہولتوں کی مناسب مقدار؛ تدریسی عملے کے معیار؛ پیش کردہ ٹریڈ کی نوعیت؛ گریجویٹس کے ملازمت کے اہل ہونے؛ این وی کیو ایف کے ساتھ ہم آہنگی؛ اور صحت و تحفظ، وغیرہ جیسے اظہاریوں پر مبنی ہوگا۔ اس کا مقصد اس شعبے میں مجموعی بہتری لانے کے لیے تربیتی اداروں کے مابین صحت مند مسابقت کا احساس پیدا کرنا ہے۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال کے لیے اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدت کی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کوریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)[1]، بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

[1] ناقابل واپسی سرمایہ کاری (NRI) میں ملک سے باہر خریدی گئی مشینری ملک میں لانے والے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے چھوٹی سرمایہ کاریاں اور ڈیوٹی فری شاپس سے کی گئی خریداریاں شامل ہیں۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

accrual	واجب الوصول	manufacturing	اشیاسازی
amortization	قسط وار ادائیگی	maturity profile	خاکۂ عرصیت
anecdotal evidence	منقولی شواہد	money supply	رسدزر
cash	نقدی	NEER	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
core inflation	قوزی مہنگائی	Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
crushing	کچل کاری	Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ	non-perishables	غیر تلف پذیر اشیا
exchange rate	شرحِ مبادلہ	perishables	تلف پذیر اشیا
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	remittances	ترسیلاتِ زر
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	rent-seeking	ناجائز منافع خوری
growth	نمو	retail trade	خردہ تجارت
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی	reversal	استرداد
liquidity	سیالیت	subsidy	زراعانت
livestock	گلہ بانی	surplus	فاضل

فرہنگ (اردو-انگریزی)

liquidity	سیالیت	reversal	استرداد
exchange rate	شرحِ مبادلہ	manufacturing	اشیا سازی
non-perishables	غیر تلف پذیر اشیا	Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
surplus	فاضل	Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
amortization	قسط وار ادائیگی	Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
core inflation	قوزی مہنگائی	remittances	ترسیلاتِ زر
crushing	کچل کاری	perishables	تلف پذیر اشیا
livestock	گلہ بانی	current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
anecdotal evidence	منقولی شواہد	maturity profile	خاکۂ عرصیت
rent-seeking	ناجائز منافع خوری	Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
NEER	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
cash	نقدی	retail trade	خردہ تجارت
growth	نمو	money supply	رسدِ زر
accrual	واجب الوصول	subsidy	زراعانت